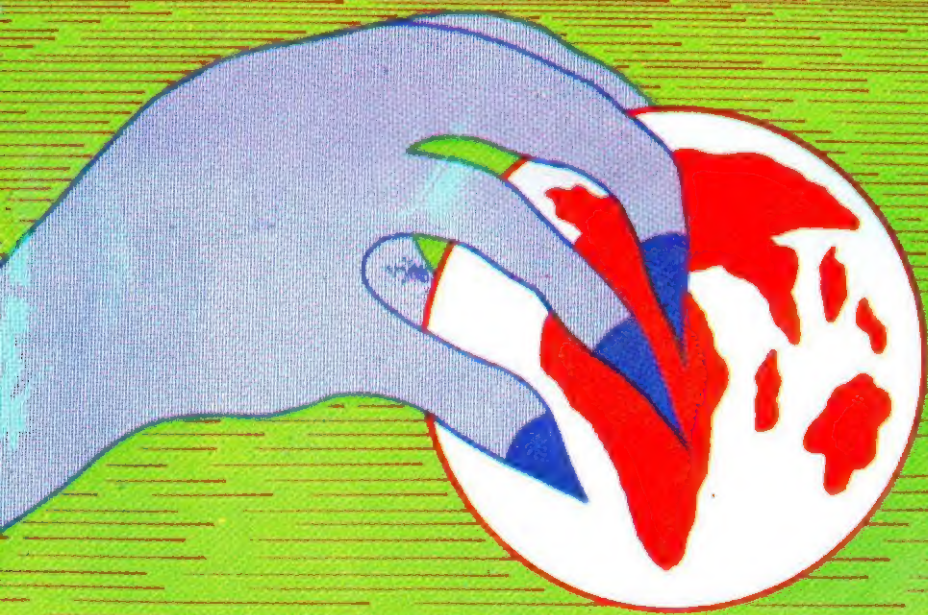


الکرا ب بھی نہ جا کے تو.....

نتیجہ فکر: شمس نوید عثمانی
ترجمانی: ایس عبد اللہ طارق



جسیم بکڈیو، اردو بازار، جامع مسجد دھلے

اس کتاب کے نقل یا جز کی اشاعت یا اس کے کسی زبان میں ترجمے کی عام اجازت ہے۔ ہم اس پر کوئی رائے طلب نہیں کریں گے لیکن ہماری درخواست ہے کہ اس کے کسی جز کی کسی زبان میں اشاعت سے پہلے مولانا شمس نوید عثمانی یا راقم الحروف سے رابطہ ضرور قائم کریں تاکہ کسی تحقیقی اضافے یا تبدیلی سے آگاہ کیا جاسکے۔
(الیں۔ عبداللہ طارق۔ بازار نصر اللہ خاں۔ رام پور۔ ۱۰-۲۳۳۹۰)

بار اول فروری ۱۹۸۹ء	تعداد	۲۲۰۰	بار پنجم۔
بار دوم۔ جون۔ ۱۹۸۹ء	"	۲۲۰۰	بار ششم۔
بار سوم۔ جولائی۔ ۱۹۸۹ء	"	۲۲۰۰	کتابت ۱۔ محمد عارف خاں خوش نویس رامپور
بار چہارم۔ اگست۔ ۱۹۸۹ء	"	۲۲۰۰	مطبوعہ ۱۔ جے۔ آر۔ آف سیٹ پریس دہلی،

JASEEM B. Depot

Rs. 45/-

زیر تعاون۔

ملنے کے پتے

- ۱۔ ادارہ علم و حکمت دیوبند (دیوبند) 247554
- ۲۔ عظیم بینک ڈپو دیوبند۔ (دیوبند) 247554
- ۳۔ فلاح پبلشنگ ہاؤس سوپور۔ (کشمیر) 193201
- ۴۔ دارالاشاعت اسلامیہ ۷۸ مولانا شوکت علی روڈ،
کولونڈر اسٹریٹ۔ کلکتہ 700073

انتساب — !

● اس مرحوم خاتون کے نام —————

جس نے مرتے دم تک منافع کی تجارت کی۔
ایسی تجارت جس کا نفع ابد الابد تک فرشتے اس کے حضور پیش کرتے رہیں گے۔

● اس معذور بہن کے نام —————

جو پچھلے سات سال سے بستر پر ہے۔
جس کی آنکھ سے نکلنے والا ہر آنسو پینے سے پہلے قبول کر لیا جاتا ہے۔
کیونکہ یہ موتی وہ اپنی ذات پر نہیں بلکہ سسکتی ہوئی انسانیت پر نچاؤ کر رہی ہے۔

● اُن نوجوان دیوانوں کے نام —————

جو نفرت کے راستہ ہی اندھیروں میں محبت کے چراغ ہاتھ میں لے کر نکل کھڑے ہوئے ہیں
وہشت گردی کی آغوشیاں ان پر ہستی ہیں؛
لیکن وہ چراغ سے چراغ جلاتے چلے جا رہے ہیں۔

————— ان بھوں پر سلام —————



ترتیبِ سخن



دشتِ جنوں کا ایک مسافر [۸] حق ادا کرو! [۱۱] آغا گو سخن [۱۶]

۱۔ انقلاب کی پیشین گوئی ۲۹ تا ۱۷

کعبہ کی بے حرمتی [۱۷] مذہبِ پیغم [۱۹] یہ اصل مذہب ابھی باقی ہے؟ [۲۰]
تبدیلی قوم کی وعید [۲۲] کیا ہم اللہ کے نزدیک مومن ہیں؟ [۲۳]
وہ کون سی قوم ہو سکتی ہے؟ [۲۵]

۲۔ ہندو قوم کا نبی ۳۰ تا ۳۷

کرشنا مہین کی حیرت [۳۰] حضرت نوح کی امت کا نبی بھی کھویا ہوا ہے؟ [۳۱]
ہندو قوم، قوم نوح ہے [۳۲] قرآن کی گواہی [۳۶]

۳۔ قرآن میں ہندو قوم کا ذکر ۳۸ تا ۴۴

قرآن پر الزام [۳۸] قرآن میں سب قوموں کے ناموں کا تحقیق ہی نہیں ہونے [۳۹]
حضرت نوح کی قوم ہی مابین ہیں۔ [۴۱]

۴۔ یکسانیت اور ازلی رشتہ ۴۵ تا ۶۸

رجحانات اور تعلقات کا جائزہ ضروری ہے [۴۵] حیرت انگیز مماثلت [۴۵]

ہندو اور سامانوں کی مشترک اقدار [۴۷] رشتے ازل سے ہوتے ہیں [۴۹]
 حضرت آدم ہندوستان میں [۵۱] حضرت نوح ہندوستان میں [۵۲] حضرت موسیٰ
 و دیگر انبیاء ہندوستان میں [۵۶] حضرت عیسیٰ ہندوستان میں [۵۸] حضرت محمد
 مصطفیٰ اور ہندوستان [۶۱] عرب و ہند کب ایک تھے [۶۳] دھول کی تہوں پر نئی
 پالش نہیں چڑھے گی [۶۷]

۵۔ اولین آسمانی صحائف - وید ۶۹ تا ۹۵

وید کا تعارف [۶۹] مقدس کیسے نامیں؟ [۷۲] ایک کلام دوسرے کلام کی
 روشنی میں [۷۵] ابھی اور پر کیسے [۸۵] آخری گواہی باقی ہے [۸۷]
 اگر گنتہ را اولین صحائف کے نام سے ڈھونڈیے [۸۹] اولین صحائف موجود ہیں [۹۰]
 وید ہی اولین صحائف ہیں [۹۱] وید اور دیگر ہندو مذہب کب [۹۳]

۶۔ ابتدائے کائنات - حضرت احمد مجتبیٰ ۹۶ تا ۱۱۰

حقیقت احمدی [۹۶] حقیقت احمدی ہر مقدس کتاب میں ہے [۱۰۰]
 عقلی ثبوت [۱۰۲] سائنس رہنمائی کی محتاج ہے [۱۰۳] سرور کائنات
 ہی کائنات کی ابتداء ہیں [۱۰۵] قرآن سے بھی ثابت ہے [۱۰۷]

۷۔ اگنی - ویدوں میں ایک معتمہ ۱۱۱ تا ۱۱۳

۸۔ اسلام اور ہندو دھرم - ناموں کی یکسانیت ۱۱۴ تا ۱۱۸
 دیگر محققین کیا کہتے ہیں؟ [۱۱۴] ہندو مت کا اسلامی نام [۱۱۵]
 "الشرنام" سب مذاہب میں ہے [۱۱۵] رحمن اور رحیم کب [۱۱۷]

۹۔ ویدک دھرم میں توحید ۱۱۹ تا ۱۲۳

ہندو مذہب کا عقیدہ توحید [۱۱۹] تحریری شکل میں غیر موجودگی [۱۲۲]

نقطہ ترجمہ یا ترجمانی [۱۲۳] ہندو عوام کی ویدوں سے دوری [۱۲۳]

۱۰۔ ویدک دھرم اور رسالت ۱۲ تا ۱۳۴

انبیاء کے تذکرے [۱۲۴] بھاگوت میں حضرت محمدؐ کا ذکر [۱۲۹]
ویدوں میں حضرت نوحؑ کا ذکر [۱۳۱] ویدوں میں حضرت محمدؐ کا تذکرہ [۱۳۱]

۱۱۔ ویدک دھرم اور آخرت ۱۳۵ تا ۱۴۸

عتیدہ آخرت اور پسریم [۱۳۵] ہندو محققین کا اقرار [۱۳۶]
ویدوں میں آخرت کا تصور [۱۳۷] ویدوں میں جنت کی تفصیلات [۱۳۸]
دوزخ کی تفصیلات [۱۳۹] آواگون کی اصل حقیقت [۱۴۲] آواگون کے
پیچھے ایک اور حقیقت [۱۴۷]

۱۲۔ ویدوں کے کچھ دیگر احکامات ۱۴۹ تا ۱۵۰

جوئے کی ممانعت [۱۴۹] شراب کی ممانعت [۱۴۹] سود کی ممانعت [۱۴۹]
شادی کی رسومات میں آسانی کا حکم [۱۴۹] مرد کو قتل کے کپڑے پہننے کی ممانعت [۱۵۰]
عورت کی عمر بیزندگی کا حکم [۱۵۰] عورت کی حیا کے احکامات [۱۵۰]

۱۳۔ احادیث اور پران پیشین گوئیوں کی یکسانیت ۱۵۱ تا ۱۵۲

۱۴۔ ویدک دھرم میں کعبہ کی حقیقت ۱۵۳ تا ۱۵۸

۱۵۔ شری رام و کرشن کون تھے؟ وید بتاتے ہیں ۱۵۹ تا ۱۶۱

اصل حقیقت کی تلاش ضروری ہے [۱۵۹] ہندو ذہن کی شکمش [۱۶۰]
شری رام اور شری کرشن کے زمانے [۱۶۱] شری رام کی کہانیاں تمام دنیا میں [۱۶۲]

دھندہ بکری پیدا کرنا سے پہلے بھی رام تھا سستی [۱۶۲] وید راز کھولتے ہیں [۱۶۳]
 خود رام کے نام سے پوچھے [۱۶۶] ہرمان کا راز [۱۶۹] روایت باقی ہے مطلب
 بھول گئے [۱۷۰] شری کرشن کی حقیقت [۱۷۱] دیکھ کر شروع ہو گئے ہیں [۱۷۳]

۳۔ ویدوں میں آنحضرت کا مقام محمود ۷۶ تا ۱۷۷

۱۷۔ ویدک دھرم میں دجال کا بیان ۱۸۷ تا ۱۸۸

۱۸۔ پیداوار۔ راز کیوں رہے؟ ۱۸۱ تا ۱۸۵

ہندو میں چلے آ رہے چھبرستہ راز [۱۸۱] ہندی غفلت [۱۸۳]

۱۹۔ سابقہ صحائف پر ایمان ۱۸۸ تا ۱۹۳

ایک غلط فہمی کا راز [۱۸۹] دین مروت اسلام ہے یقین۔۔۔ [۱۸۷] کوئی مقدس
 صحیفہ اسلاف سے نہیں ہوا [۱۸۷] پچھلی کتابوں پر ایمان لانے کا مطلب [۱۸۹] یہ تضاد
 کیوں محسوس ہوا ہے؟ [۱۹۰] کیا احادیث میں بھی تضاد ہے؟ [۱۹۱] صحیح پس منظر میں

دیکھئے [۱۹۳]

۲۰۔ دعوت کا طریق کار ۱۹۳ تا ۲۱۴

کیا خدا کا کتاب ہے؟ [۱۹۳] اہل کتب نہیں آئیں ہیں [۱۹۶] دعوت کا طریق کار احادیث

کی روشنی میں [۱۹۸]۔۔۔ قرآن کی روشنی میں [۲۰۰] ہندو مذہب کو اس کی کھوئی ہوئی

حقیقت دیجئے [۲۰۲] روز بروز حادثے [۲۰۳] کاش ہم یہ سمجھ لیں کہ۔۔۔ [۲۰۵]

کہ از کم تناویذ [۲۰۷] ہر کیوں کی مثال [۲۰۷] سازش یا حکمت عملی [۲۱۱]

خلاصہ [۲۱۱] ہندو عالم جانتے ہیں [۲۱۲] گنگا نہ لے والا ہے [۲۱۳]

دلیل خداوندی [۲۱۳] اے کاش۔۔۔ [۲۱۳]

۲۱۔ انہیں خود بھی تلاش ہے ۲۱۵ تا ۲۱۹

۲۲۔ معیار صرف قرآن ۲۱۷ تا ۲۱۸



دشت جنوں کا ایک مسافر

ہندوستان کے ایک شہر رام پور کے انگریزی باغ محلے میں پچھلے پندرہ سال سے ایک شخص اپنے دو کمروں پر مشتمل ایک چھوٹے سے کرائے کے مکان میں رہ رہا ہے۔ اس کے وقت کا اکثر حصہ عبادات، شب بیداری، انسانوں پر رونے اور کتابوں میں غرق رہنے میں گزرتا تھا۔ باقی بچے وقت میں وہ سوچتا تھا۔

سید المرسلین خاتم النبیینؐ تو ابتداء نے تخلیق کائنات بھی تھے۔ پھر ان کو دوسرے مذاہب کے پیرو اپنا نبی کیوں نہیں تسلیم کرتے؟
پہلے جو لوگ مسلمان کے کردار سے بھی متاثر نہیں ہوتے تھے کلام الہی کے الفاظ سن کر ان کے دل کی دنیا بدل جاتی تھی۔ وہ قرآن کے اہل زبان تھے اور محسوس کر لیتے تھے کہ یہ انسانی کلام نہیں ہے۔ ترجمے ہونے کے بعد صرف پیغام باقی رہ جاتا ہے۔ لیکن الفاظ باری تعالیٰ کے بجائے انسانوں کے ہو جاتے ہیں۔ ترجموں سے اس طرح کا اثر مرتب نہیں ہوتا۔ اور یہ کہ مسلمان نے خود قرآن کو چھوڑ دیا۔

اذاً آج بھی حق کو قبول کر رہے ہیں۔ سامنے سے ان کی تعداد چاہے سینکڑوں ہزاروں ہی کی کیوں نہ ہو لیکن دنیا کی پانچ ارب آبادی میں ان کا تناسب ایک لاکھ میں ایک کا بھی تو نہیں۔ آج عالم گیر انقلاب صرف قوموں کی تبدیلی سے آسکتا ہے۔ قومیں کیوں نہیں آتیں؟

پہلی تحریف زدہ کتابوں پر مسلمان ایمان کیسے لائیں؟ بدلے ہوئے عقائد کے لگ کر قرآن پر ایمان کیسے لائیں؟

وہ کیا اسباب تھے جن کی بنا پر دین فطرت سے لگ ہٹتے گئے اور دوسرے عقائد اختیار کرتے گئے اور آج کے مختلف عقائد اور رسومات کی اصل جڑ اور بنیادیں کیا ہیں؟ جب تک اسباب معلوم نہ ہوں گے صحیح تشخیص کیسے ہوگی؟ علاج کیسے ہوگا؟ کیا انسانیت پر انسان کے ہاتھوں یوں ہی ظلم جاری رہے گا؟

کیا اللہ کے بندے مذہب کے نام پر اسی طرح خون بہاتے رہیں گے؟
قرآن و حدیث نے جس کی پیشین گوئی کی تھی وہ عالم گیر انقلاب کیسے آئے گا؟
کیا آج کے دور کی نشاندہی اور اس کا حل قرآن میں ہے؟
تلاش نے اس کو حل دیا۔ قرآن نے جواب دیا۔

• بیشک پہلی امتوں کی کتابوں میں قرآن کا مضمون ہے۔ (الشعور: ۱۹۷)

امادیتھ نے اسے بتایا۔ ”آخری دور میں تبدیلی ہو کر آنے والی قوم اپنی کتابوں کے نسخے سے ایمان لائے گی۔“ (احمد و ابی، مذہب، ۱۰۰)

اور پھر وہ نہیں ہوگا۔ تحقیق اس کا نصب العین بن گیا۔ اللہ کا نازل کردہ کلام جو صدیوں کے فاصلوں میں کھو گیا تھا جس پر وقت کی دھول کی موٹی موٹی تہیں جم گئی تھیں، اس کو اللہ کے آخری اور صحیح کلام قرآن کی روشنی میں پڑھا تو ناقابل سمجھنے چلے گئے۔ دھول مٹا ہوئی گئی۔ حق اور باطل واضح ہوتا چلا گیا۔ اس نے اپنے سوال کا جواب پایا تھا۔ پھر چودھویں صدی ہجری کے آخر میں ۱۹۷۹ء میں ایک اور شدید ذہنی جھٹکا اسے لگا۔ اس مرتبہ فساد کعبہ میں ہوا تھا۔ مہدیت کے ایک دعوے دار نے چودہ دن تک کعبہ کو پامال کیا اور چودہ سو سال میں پہلی مرتبہ کعبہ اذانوں، نمازوں اور طوافوں سے محروم ہوا۔ کعبہ جسے اُس شخص کے مطالعہ کی رو سے قرآن ہی نہیں بلکہ تمام صحائف زمین کا پہلا گھر اور زمین کی جڑ مانتے ہیں اس کعبہ کے ٹھننے کے بعد اس کی نظریں گویا قیامت صغریٰ کا آغاز ہو گیا۔

جب زمین کی جڑ ملی تو پوری دنیا میں زلزلہ ضرور آئے گا۔ اس وقت تک وہ شخص ایک اسکول میں پڑھاتا تھا لیکن اس حادثے سے اس کے پورے وجود میں ایک زلزلہ آیا۔ اس نے پھر سوچا۔ فساد اللہ کے گھر میں گھس آیا اور تمہیں اپنی معاش کی فکر ہے !

نوکری سے اس نے قبل از وقت ریٹائرمنٹ لے لیا اور اپنا کل وقت اپنے مالک کی نذر کرنے کا فیصلہ کر لیا۔ اب وقت آ گیا تھا کہ پچھلے چھ سالوں کی جدوجہد میں اللہ نے جو علم اسے دیا تھا اسے دوسروں تک بھی پہنچائے۔ آمدنی بمشکل کڈا کے لائق، تحریری صلاحیت محدود۔ دل کا درد الفاظ کی شکل میں ظاہر ہوتا تھا۔ وہ سڑکوں پر نکل کھڑا ہوا۔ ہر واقف کو روکتا تھا۔ رو کر انسانیت کے درد کی فریاد کرتا تھا اور گھر جا کر مطالعہ اور تحقیق سے جو وقت بچتا تھا اس میں اللہ کے حضور گرو گڑا کرتا تھا۔

چشم فلک نے اس مرتبہ ایک عجیب نظارہ دیکھا۔

جو لوگ اسے انتہائی ذہین آدمی سمجھتے تھے وہ دلیوانہ بنانے لگے۔ جو اس کی پارٹائی کی فیس کساتے تھے وہ موقع پرست اور حکومت کا پتھو کہنے لگے اور جن کو کل تک اس کے متفق ہونے کا پورا یقین تھا وہ گمراہ کہہ کر پکارتے لگے۔ بہت سے افراد متفق بھی ہوئے اس کی باتیں سننے کے لیے اس کے پاس آنا شروع کیا لیکن — اس کے مشن کا ساتھ دینا، یہ راستہ تو خطرات اور ابتلاؤں اور آزمائشوں سے بھرپور تھا۔ سائنس اور سہی خواہی تک تو ٹھیک لیکن داعی بننا سرفروشی کا جذبہ بھی چاہتا تھا۔ اس کے لیے وہ ابھی تیار نہ تھے۔ آج صوف چند سرچھ ہے اس کے ساتھ ہیں جنہوں نے اس کی رہنمائی میں دین کے لیے اپنے گھپ کو وقف کر دیا ہے۔

اس شخص کا اہل رام پور شمس نوید عثمانی کے نام سے جلتے ہیں۔

ایس۔ عبداللہ طارق



بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

حق ادا کرو!

مولانا شبیر عثمانی کی ایک تقریر کے چند اقتباسات بطور پیش لفظ

ظہورِ کرم صلا اللہ علیہ والیٰ اکبر و سلم کی ایک حدیث کا میں اپنے الفاظ میں مطلب یہ سمجھا ہوں۔
حساب کے دن ایک شخص کو احکام الہی کیین کے سامنے پیش کیا جائے گا۔ عمر بھر کب سے کیے
تھے۔ ماتھے پر بڑا سا لکڑہ پڑ گیا تھا۔ تسبیحات پڑھتے ہوئے دھڑکنے لگی تھی۔ مگر مالک کے مزاج کو نہیں پہچانا۔
آدمی سے محبت نہیں کی۔ اس کی سب سے محبوب مخلوق۔

تو جانے ہو کیا ہوگا؟

اللہ پوچھے گا۔ "تم کون ہو؟" تم میرے کیسے دوست ہو؟" میں بھوکا تھا۔ میں نے
روٹی مانگی تھی۔ تم نے روٹی نہ دی؟

کہا۔ "پروردگار! یہ کیا سن رہا ہوں؟ میں نے تو یہ پڑھا تھا کہ تو کھلانے والا
ہے۔ کھانا نہیں؟"

لیجئے قلعلیٰ کسل گئی علم کی۔

جواب ملے گا۔ "ہاں۔ لیکن وہ میرا بندہ جو بھوکا تھا۔ تم نے اسے روٹی کیوں نہ
بھیجی؟ اگر اسے دیتے تو آج اسے میرے پاس پاتے؟"

میں اس حدیث کا مطلب یہ بھی سمجھتا ہوں کہ —

اللہ تعالیٰ ہم لوگوں سے پوچھے گا۔ "میں بھوک رہا تھا۔ تم نے مجھے راستہ نہیں بتایا؟"

لوگ کہیں گے۔ 'پروردگار! آپ کب بجھتے ہیں؟'
 فرمائے گا: 'میرے بندے جسک رہے تھے اور قرآن شریف کا روحانی لذت تھامے
 پاس تھا۔ محمد کے کردار کی زندہ تصویر تھامے پاس تھی۔ کتنے انسان تھے۔ سنت پرش کو
 ڈھونڈ رہے تھے۔ علی حقیقت تلاش کر رہے تھے۔ وہ جو جسک رہی تھی ایک قوم اور مسلم کو
 ڈھونڈتی پھر رہی تھی اگر تم اسے دیتے تو آج میرے ہاتھ میں پاتے۔'
 علم بغیر اس کے بیکار ہے۔ تمہارے پاس قرآن کا علم ہے۔ اسے اللہ کے رسول سے لیکو۔
 ان کی سنت سے سمجھو۔

ہمارے ساتھ رہنے والی قوم۔ ہمارے پڑوسی مذہب کو ماننے والی قوم کے پاس بھی گیان کی
 ایک کتاب ہے۔ لیکن بغیر گرد کے گیان کچھ نہیں کر سکتا۔ اس قوم کے مذہب میں لکھا ہے۔ 'گردو
 साक्षात् लक्ष्म' ہوتا ہے۔ دھرم کی علی تصویر ہوتا ہے۔ سنت پرش ہوتا ہے۔ ان کے
 مذہب میں یہ خرابی پیدا ہو گئی کہ ان کا پیغمبر کھو گیا۔ ہندوؤں کو یہ نہیں معلوم کہ پیلا پیغمبر کون تھا ان
 کا۔ نہایت دھارمک قوم ہے۔ نہایت اعلیٰ درجے کی قربانی دینے والی قوم تو وضو کرتے ہو صبح
 کو۔ وہ بھی کبھی کبھی۔ وہ رات کو اٹھان کرتے ہیں۔ جو ہندو ہیں وہ بت کے لیے رات کو اٹھتے
 ہیں تین بجے۔ اور تم خدا کے لیے صبح کو نہیں اٹھتے؟ ہمارے پاس اور تو کچھ ہے نہیں۔
 ایک کلام ہے خدا کا۔ اور تو سب ہم کھو چکے۔ کم از کم یہ ان انسانوں تک پہنچا دو جو اسے ڈھونڈ
 رہے ہیں۔ اس کی مدد سے ان کا رسول ڈھونڈ کر دے دو انھیں۔ عین بجے اٹھنے والی
 قوم کو اگر اس کے پیغمبر کی حقیقت معلوم ہو جائے۔ اپنے کلمے کی حقیقت معلوم ہو جائے
 اور یہ پتہ چل جائے کہ ان کا اصل خدا کون ہے تو جو نقلی خدا کے اصل بندے بن سکتے ہیں
 وہ اصل خدا کے کیسے اعلیٰ درجے کے بندے ہوں گے۔

جس کی دعوت کرنا ہو اسی کے کھانے کو تیار کرنا پڑے گا۔ کبریٰ کو کھانا ہو تو
 کیا گوشت دے گے؟ ہر ایک کی غذا الگ ہے۔ ہر قوم کا دھارمک سمجھن 'स्वभाव' اور
 مزاج الگ ہے۔

اس قوم کا ایک مزارع ہے۔ اگر ان کو یقین ہو جائے کہ کوئی ان کے گمان کو جانتا ہے اور اتنا جانتا ہے کہ اس کو اصلی گمان ہے تو گمان کے آگے سرٹیک دیتے ہیں۔ قدر دان کا معاملہ ہے۔ ناقدری نہیں کریں گے۔ مگر یہ فرزدردیجیں گے کہ پریم سے کر رہا ہے یا کاروبار کر رہا ہے اخلاص کے بغیر نہ خدا قبول کرتا ہے نہ بندہ۔ نہ شکام یوگ (بے لوث قربانی) چاہیے، بسکا اوگ (بدے کی تنہا کے ساتھ قربانی) پر لعنت۔ بندے کی طرف سے بھی اور خدا کی طرف سے بھی خلوص کا یقین دلانا ہوگا۔ لیکن جب ہوگا جیسا تو دلاؤ گے!

قرآن سارے مذہبوں کو دھونے والا ہے۔ ہر دھونے والے کا احسان مانا جاتا ہے اس دھونے والے کا نہیں مانتے؛ کیوں کہ ہم نے ثابت ہی کیا ہے کہ دوسروں کو دھویا اس نے۔ کسی کے گمان کو دھو کر تو دکھاؤ۔ جیسا تو کہے گا تم نے دھویا۔ اپنے ہی کپڑے دھو رہے ہو۔ دھو کر دکھاؤ کہ "ایکم ایم اور سیتیم" (ایک ہے اور دوسرے کی شرکت کے بغیر ہے) کیا ہے؟ یہ برہم سوتر کہلاتا ہے۔ کلمہ کہلاتا ہے۔ ہم مسلمان کلمے کے بغیر مسلمان نہیں ہو سکتے۔ آپ ہندو کیسے ہوئے؟ اگر میں لا الہ الا اللہ کا انکار کروں کافر ہو جاؤں گا۔ تم اپنے کلمے کو ماننے بغیر ہندو کیسے ہو؟

میں نے ایک ہندو بھائی سے کہا: "ایکم برہم دوستہ ناستے۔ نیہہ نا۔ ناستے کچن" (ایک ہی خدا ہے دوسرا نہیں ہے۔ نہیں ہے۔ ذرا سا بھی نہیں ہے) پہلے اس پر ایمان لاؤ، جیسا تو ہندو ہوتے۔ یہ تو وید کا کلمہ ہے۔ اور ہم اسے پڑھ رہے ہیں۔ میں نے ان سے کہا میں اسے پڑھتا ہوں۔ "ایکم برہم....." اب میں اسے دوسری بھاشا میں پڑھتا ہوں۔

پھر اسے ایک اور بھاشا میں پڑھتا ہوں۔ لا الہ الا اللہ۔ وحدہ لا شریک لا؟ میں نے تین زبانوں میں خدا کی گواہی دی۔ تین بار انعام ملے گا۔ مفتی ایسا صاحب جیسے تھے انھوں نے بھی پڑھا۔ مولانا اسماعیل جیسے تھے انھوں نے بھی پڑھا۔ اب میں نے اس ہندو بھائی سے کہا۔ کیا اس میں کوئی فرق ہے؟ کہا، کچھ نہیں۔ میں نے کہا، کیا آپ بھی عربی میں پڑھ سکتے ہیں؟ جیسے ہم

نے ڈٹ کر سنسکرت میں پڑھا۔ اس نے کہا، کیوں نہیں؟ اس نے کلم پڑھا۔
 آئن کا نوجوان کھلے ذہن کا ہے۔ لیکن علم کی روشنی میں حیان کی بات کرو۔ قرآن سے
 دھوکہ ثابت کرو۔

میں ایک ہندو گیلیانی کے پاس گیا۔ میں نے کہا، "آپ کے پاس لوگ مورتیاں دیکھنے آتے
 ہیں یا تو آپر۔ بتائیے ہمارے بارے میں کیا خیال ہے آپ کا؟ ہم کس لیے آئے ہیں؟ ہم بھی ایک مورتی
 کی وجہ سے آئے ہیں؟"

کہنے لگے، "آپ کے یہاں تو مورتی نہیں مانی جاتی؟"

میں نے کہا، "آپ خود سٹی سے بنے ہیں۔ یہ خدائے آپ کی مورتی بنائی ہے۔ میں اپنے خدا کی بنائی
 ہوئی مورتی کے دشمن کرنے آیا ہوں۔ آپ کے دھرم میں یہ حکم ہے کہ ناک کے اگلے حصہ پر نگاہ جماؤ اور
 کسی طرف نہ دیکھو۔ ہر اس جگہ دیکھا جا رہا ہے جہاں منہ کیا گیا تھا اور اس جگہ دیکھنے کو تیار نہیں جاتا
 کہا گیا تھا۔"

میں نے کہا، "ہم سب سے میں اس ناک کی طرف نگاہ جلاتے ہیں۔ اپنی مورتی کو دیکھ کر وہ
 مورتی کا بیاہ آتا ہے۔ یہ پورا پرہانہ (سناہ) خدا کا ایک مندر ہے۔ مسجد ہے۔ جو چاہی کہہ لیں
 اس میں خدا کی بنائی ہوئی مورتیاں ہیں۔ ان کو دیکھ کر خدایا داتا ہے۔ ہم جو بنائیں گے اسے دیکھ کر
 ہم یاد آئیں گے۔ ہر چیز اپنے بنانے والے کی یاد دلاتی ہے۔ اس خدا کی بنائی ہوئی اپنے جسم کی مورتی
 کی ناک کے اگلے سرے پر نگاہ جما کر ہم یہ سوچتے ہیں کہ۔ اے اس زندہ مورتی کو بنانے والے مورتی کا
 ہمارا پوجیہ (معبود) تو کون ہے اور اس کو پوژن (پوجا) سے پالنے والے۔ ہمارا پورا دھار تو کون ہے اور
 اس ہوا کو روک کر مارنے والے تو ہی ہمارا جان کا مالک ہے۔ تو ہی ہمارا برہما ہے۔ ہمارا پیدا
 کرنے والا ہے۔ ہمارا دشمن بھی تو ہی ہے۔ ہمیں پاتا ہے اور تو ہی ہمارا شیو ہے۔ ہمیں موت
 دیتا ہے تو ہی ہمارا کرتا۔ تو ہی ہمارا بھارتا۔ تو ہی ہمارا بھارتا۔ تیرے ہی ہاتھ میں ہر شے
 تیرے ہی ہاتھ میں زندگی۔ تیرے ہی ہاتھ میں موت۔
 یہ جو کہا تو ان پر ایک کیفیت طاری ہو گئی۔

جس پڑوسی کا حق ادا نہیں کیا، حضورؐ نے قسم کھا کر کہا تھا کہ وہ مسلمان نہیں۔ پانے کے مختلف ہم نہیں ہیں لیکن جو ہم کر سکتے تھے وہ کریں۔ ایک روٹی ہے تو آدمی واجب ہو گئی۔ اگر صرف ایک لکڑی کی بات بتانے کی طاقت ہے تو اتنا ہی کر دیں۔ اگر اتنا کر سکتے ہیں کہ دو چار ویدانت کی گتھیاں کھول دیں تو یہ کریں۔ لیکن اگر آپ اپنے لیے صلح کر رہے ہیں اور پڑوسی کو نہیں دے رہے تو آپ کی آدمی روٹی حرام ہو گئی۔ پڑوسی میں مذہب کی قید نہیں۔
 تو میں تو مومن کی پڑوسی ہوتی ہے میں۔ مذہب مذہب کا پڑوسی ہوتا ہے۔ پوری دنیا تمہاری طرف دیکھ رہی ہے کہ حق ادا کرو۔



ڈوبتے ہوئے سورج نے کہا۔ میرے بعد اس دنیا میں رہنا ان کون کرے گا؟ کوئی بے جوہر لوگوں کے خلاف جدوجہد کرنے کی ہمت رکھتا ہو؟
 اور پھر ایک مثلاً بواجراغ آگے بڑھ کر بولا۔ "میں بہانہ بھر کر شش کروں گا۔"

آغاز سخن

الحمد للہ مولانا شمس ذہیر عثمانی کے چند سالہ تفکر اور مطالعہ کے ایک جز کا خلاصہ پیش خدمت ہے۔ ان مضامین کا سلسلہ اخبار نو تہی و ملی میں قسط وار شروع ہوا تھا۔ ان کی مقبولیت اور افادیت کو دیکھتے ہوئے ضروری ترمیمات اور بہت سے اضافوں کے بعد ہمارے یہ کوشش حاضر ہے۔

میں مذہب ہوں نہ مصنف۔ اپنی محدود صلاحیتوں کے ساتھ یہ خیال بھی آتا ہے کہ مخاطبین کی اکثریت مختلف مسلکوں سے وابستہ لیکن افراد پر مشتمل ہے جن سے ایک مذہب میں رہتے ہوئے باہمی تعاون کی توقع تو درکنار ان میں سے ہر ایک نے اپنے اپنے مسلک کو ہی مذہب کا درجہ دے رکھا ہے۔ اگر خدائے بزرگ و بزرگابے پایاں کرم شامل حال نہ ہوتا اور اپنے بہت سے ساتھیوں کا ہمہ وقت تعاون حاصل نہ ہوتا تو میں ہرگز اس قابل نہ تھا کہ مولانا کی خدمات کو تحریری شکل میں مرتب کر سکتا۔ جن کو میں نے پچھلے ایک سال کے دوران مولانا کی مختلف گفتگوؤں کے ٹیپس **TAPES** ان کے کھاتے ہوئے نوٹس **NOTES** حوالوں اور زبانی تشریحات کے مجموعہ میں سے ترتیب دیا ہے۔

موجودہ پیش کش میں اگر کچھ حقے ناقابل فہم رہ گئے ہوں تو یہ نقص مولانا کے مطالعو اور تحقیق کا نہیں بلکہ راقم الحروف کی محدود صلاحیتوں پر اس کی تمام تر ذمہ داری ہے۔

یہ واضح کرنا ضروری ہے کہ ان مضامین کا مقصد نہ تو عام مسلمانوں کو وید پڑھنے کی ترغیب دینا ہے اور نہ لچسپ معلومات فراہم کرنا بلکہ دعوت دینے کے اس رخ کی طرف متوجہ کرنا اصل مقصد ہے جس کی طرف ابھی تک توجہ نہیں دی جا سکی ہے۔ مگر چند قلوب میں ہم اصل کام کرنے کی ہلکی سی رتی بھی پیدا کر سکے تو یہ ہماری بہت بڑی خوش نصیبی ہوگی۔

اللہ تعالیٰ ہماری محنت قبول فرمائے۔ اور ہمارے لیکن تو ہم معاویہ بن اور دعا گو حضرات کو

اجر عطا فرمائے۔ جن کی بیش قیمت مدد کے گواہ اس کتاب کا ہر لفظ ہیں۔ آمین!!!

دعاؤں کا طالب، امیس۔ عبد اللہ طارق

انقلاب کی پیشین گوئی

کعبہ کی بے حرمتی | بیت المقدس پر یہودیوں کے قبضے کے حادثے پر مت از عالم دین مولانا سید طلی میاں نے مندرجہ ذیل الفاظ میں اپنی رائے کا اظہار کیا تھا۔

یہ شرمناک شکست اور ساری دنیا کے سامنے رسوائی آخر کیوں ہوئی؟ جبکہ کل تک نصرت الہی ان کے مخلوق تھی۔ معجزے رونما ہوتے تھے۔ آسمانی لشکر ان کے لیے اترتے تھے۔ یہ اس دن سے آج تک دنیا کے تمام مسلمان ہاتھ اٹھا کر فریاد کر رہے ہیں کہ اسے پروہنگاں قبلہ اول ہیں واپس دلادے۔ لیکن دعائیں خالی واپس آ رہی ہیں۔ شاید نصرت آنا پرخ پرخ بند ہو گئی۔ حالات مزید بگڑتے گئے۔ یہاں تک کہ بیت الحرام کی بے حرمتی بھی شروع ہو گئی۔ یکم محرم سنہ ۱۴۰۹ھ کا نخوس دن محمد بن عبداللہ قطانی کے دعویٰ مہدیت سے شروع ہوا اور آنے والے پندرہ دن ۱۴۰۰ سالہ اسلامی تاریخ کا تاریک ترین دور بن گئے۔ جن میں بیت الحرام انسانی خون سے نہلایا جاتا رہا۔ کعبہ کی دیواریں گولیوں سے چھلنی ہوئی رہیں اور نگار پندرہ دن کعبہ نماز اذان اور طواف سے محروم رہا۔ ان پندرہ دنوں میں مسلمانانِ عالم کی نگاہیں غیبی لشکروں کے انتظار میں آسمان کو نکلتی رہیں۔ پہلے بھی تو بارگاہِ رب العزت کی طرف سے اپنے گھر کی حفاظت کے لیے ابراہیم کے لشکر کو تباہ کرنے

کے لیے مدد آئی تھی۔ اس مرتبہ ابابیل کی فوج نہ آئی۔ اللہ کا غمیرہ ۱۴ سال پہلے ہی بتا چکا تھا کہ اس گھر کے پاسبان ہی جب بے حرمتی پر اتر آئیں گے تو رستی میں ڈھیل دی جائے گی اور انھیں اپنے نامہ اعمال پر مزید کالک پڑے گا موقع دیا جائے گا۔ البتہ امت عالم کے منصب کے اہل وہ نہ رہ جائیں گے۔

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ وہ شخص رکن (حجر اسود) اور مقام (مقام ابراہیم) کے درمیان بیعت لے گا اور اس گھر (کعبہ) کی بے حرمتی اس کے گھر والوں کے سوا کوئی نہیں کر سکے گا۔ پھر جب اس کی بے حرمتی ہو جائے تو یہ مت پڑھنا کہ اب عرب کب ہلاک ہوں گے۔

یہ روایت ازہقی نے بھی تاریخ مکہ میں درج کی ہے اور حاکم نے اسے صحیح حدیث قرار دیا ہے۔

حادثہ کعبہ کی پندرہ روزہ تاریخ گواہ ہے کہ نقلی مہدی نے حجر اسود اور مقام ابراہیم کے درمیان اپنی بیعت لی تھی۔ ایک اور حدیث ذہن میں تازہ کریں۔
حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جو سچوں کے مسلم سچے تھے سنا کہ آپؐ نے فرمایا — میری امت قریش کے سر پھرے نوجوانوں کے ہاتھوں ہلاک ہوگی۔

واقعات گواہ ہیں کہ کعبہ کے حادثے کے ذمہ دار افراد کی ٹولی میں شامل ہام و جوان تھے جو بیس اور بائیس سال کی عمر کے درمیان تھے۔ اتنا ہی نہیں اس قیامت ارنی کی شروعات کا باعث کون شخص ہوگا۔ یہ پیشین گوئی بھی کی جا چکی تھی۔

حضرت ابوہریرہؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہؐ نے فرمایا: قیامت اس وقت تک نہیں آئے گی جب تک قحطان سے ایک شخص نمودار نہ ہوئے گا جو لوگوں کو اپنے عصا سے اکٹھے کرے گا۔

مولانا احمد علی سہارنپوری نے بخاری شریف کی اس حدیث کے حاشیہ میں تحریر کیا

ہے :

انسانوں کو جانوروں کے گٹھ کی طرح ہٹکانے کا مفہوم انھیں مسخر کرنا ہے۔ جس کا اشارہ حکومت و اقتدار کی طرف ہو سکتا ہے۔

مولانا علی میاں کا یہ تجزیہ نہ صرف الہی کا آئینہ ہو گیا، کیا مسلمانانِ عالم کے لیے تازیانہ نہیں ہے؟ اور رسول اکرمؐ کی اپنوں کے ہاتھوں سے

عذابِ پیہم

کی بے حرمتی کے بعد عربوں کی ہلاکت کی پیشین گوئی پر اگر ہم ایمان رکھیں تو کیا بغیر عالمی سطح پر بہت بڑی تبدیلیوں کی حامل نہیں ہے؟ مسلمانانِ عالم کی زبوں حالی کی داستان پر نظر ڈالیے۔

مسلمان نہ صرف آج ان ممالک میں جہاں وہ اقلیت میں ہیں بلکہ مسلم اکثریت والے ممالک میں بھی عبادت گاہوں کے عدم تحفظ، جان و مال، عزت، آبرو، سیاسی اور معاشی ہر طرح کے مسائل سے دوچار ہیں۔ بھوپال کی گیس ٹریجڈی، جبل پور و جمشید پور سے شروع ہونے والے فرقہ وارانہ فسادات، کالانتناہی سلسلہ، بابری مسجد کا المیہ، نئیلا، جمن، روس، منگولیا، برما اور یوگوسلاویہ کے مسلمانوں پر مظالم، پاکستان کے نسلی فسادات، اسرائیل کے ہاتھوں دس گنی زیادہ تعداد والے عربوں کی پامالی، عربوں کے فلسطینیوں پر مظالم اور پھر فلسطینیوں کا آپس میں ہی ایک دوسرے کو ہلاک کرنا، ترکی، مصر، شام، لیبیا، انڈونیشیا اور ملائیشیا میں بہت بڑے پیمانے پر اسلامی تنظیموں کے افراد پر مظالم، افغانستان کے مسلمانوں کی آہ و بکا، ایران و عراق کی دس سالہ جنگ میں کام آنے والے بے گنتی افراد، ایتھوپیا کا بھیانک قحط، یورپ، افریقہ و ایشیا کے بہت سے دیگر ممالک کے مسائل میں گرفتار مسلمان..... ذلت کی یہ تصویر کیا پیش کر رہی ہے؟

حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ قریب ہے کہ اور امتیں تمہارے اوپر پے در پے آئیں گی جیسے کھانے والے کٹورے پر آتے ہیں۔ ایک شخص نے کہا کہ ہم لوگ شاید اس زلزلے میں کم ہوں گے؟ آپ نے فرمایا: نہیں۔ تم اس زمانے میں بہت بڑی تعداد میں ہو گے لیکن تم ایسے ہو گے جیسے دریا کے پانی پر جھاگ۔ اللہ تعالیٰ تمہاری ہیبت کو دشمنوں کے دلوں سے نکال ڈالے گا اور تمہارے دلوں میں سستی ڈالے گا۔ ایک شخص بولا: یا رسول اللہ! سستی کیوں ہوگی؟ فرمایا: دنیا کی الفت اور موت کے خوف سے۔

کیا اصل عذاب ابھی باقی ہے؟ | ڈنٹ کے اس دور کو آج ہم عذاب کا نام دیتے ہیں لیکن یہ حالات اگر عذاب کا صفت پیش خیمہ ہوئے تو ہا اگر اللہ کا عذاب اس سے بھی سخت ہوا تو پچھلی نافرمان قوموں پر جب اللہ کا عذاب آیا تو وہ صفحہ ہستی سے مٹا دی گئیں۔ کیا امت محمدی کو اس انجام سے ڈرنے کی ضرورت نہیں ہے؟ قرآن حکیم سے معلوم کیجئے۔

ترجمہ:- ”آسمان سے زمین کی طرف وہ ہمارا تدبیر کرتا ہے۔ پھر یہ امر اس کے پاس ایک دن میں لوٹے گا جس کی مقدار تمہارے شمار میں ایک ہزار سال کی ہوگی۔“
بہت سے مفسرین اس آیت سے مراد قیامت کے دن کو لیتے ہیں۔ حالانکہ سورہ معارج میں قیامت کے دن کی مقدار بیوم کاں مقدار خمسين الف سنة کے الفاظ میں بیان ہوئی ہے یعنی وہ ایک دن تمہارے پچاس ہزار سال کے برابر ہوگا۔ اللہ کا امر نافذ ہونے والا ایک دن قرآن مجید نے ایک ہزار سال کے برابر بتایا ہے۔

اس ایک دن کی تشریح سورہ حج کی آیات ۴۷، ۴۸، ۴۹ میں دیکھیے۔
ترجمہ:- ”سو کیا یہ لوگ زمین میں چلے پھرے نہیں کہ ان کے دل ایسے ہو جاتے جن سے

یہ سمجھنے لگتے یا کان ایسے ہو جاتے جن سے یہ سننے لگتے۔ اصل یہ ہے کہ آنکھیں اندھی نہیں ہوتیں بلکہ دل جیسنوں میں ہیں وہ اندھے ہو جایا کرتے ہیں اور آپ سے یہ لوگ عذاب کی جلدی محاسبہ میں (یعنی عذاب کی خبر پر یقین نہیں کر رہے ہیں) دراصل حالانکہ اللہ اپنے وعدے کے خلاف نہیں کرے گا اور آپ کے پروردگار کے پاس ایک دن مثل ایک ہزار سال کے ہے تم لوگوں کے شمار کے مطابق۔ اور کتنی ہی بستیاں تھیں جنہیں میں نے مہلت دی تھی اور وہ نافرمان تھیں پھر میں نے انہیں پکڑ لیا اور میری طرف رتبہ کی، واپسی ہے۔

سورہ سبا کی آیات ۲۹-۳۰ بھی ملاحظہ ہوں۔

ترجمہ: ”اور کہتے ہیں کہ یہ وعدہ کب پورا ہو گا۔ کہہ دیجئے کہ تمہارے واسطے ایک دن کا وعدہ ہے۔ اس سے نہ ایک ساعت پیچھے بٹ سکتے ہو نہ (ایک ساعت) آگے بڑھ سکتے ہو۔“

تینوں مقامات کی آیات کو سامنے رکھ کر غور کرنے کی ضرورت ہے۔ کیا ان سے یہ واضح نہیں ہوتا کہ اللہ زمین پر جو نظام، سسٹم نافذ کرتا ہے وہ اس کو اپنے ایک دن یا ہمارے ایک ہزار سال کے بعد اٹھا لیتا ہے اور پھر نئی تدبیر بھیجتا ہے۔ جو لوگ یہ سمجھ رہے ہیں کہ عذاب صرف پچھلے امتوں کے لیے ہے اور اب حشر تک کے لیے مہلت ہے وہ یہ جان لیں کہ ایک ہزار سال کی مدت کا اللہ کا وعدہ ہے۔

ابھی جلدی نہ کیجئے۔ ابھی یہ نہ پوچھئے کہ ایک ہزار سال تو گذر چکے، مہلت اس کے بعد کیوں ملی ہوئی ہے؟ البوداؤد کی مندرجہ ذیل حدیث ملاحظہ کیجئے:

”حضرت سعد بن وقاص نبی کریمؐ سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا:

”یقیناً میں امید رکھتا ہوں کہ میری امت اپنے پروردگار کی نظر میں اتنی عاجز اور بے حقیقت بنیں جو جائے گی کہ اس کا پروردگار اس کو آدھے دن کی بھی مہلت عطا نہ کرے؟“ حضرت سعد بن وقاص سے پوچھا گیا کہ ”آدھا دن کتنا ہوتا ہے؟“ انہوں نے جواب دیا کہ ”پانچ سو سال۔“

شیخ جلال الدین سیوطیؒ کی تحقیق کے مطابق دنیا میں یہ امت آنحضرتؐ کے وصال کے بعد پندرہ سو سال تک رہے گی۔ ۱۔

مقررہ مدت کے بعد مزید مہلت کا ذکر سورہ الشعراء آیات ۲۶ تا ۲۹ میں ملتا ہے۔

تبدیلی قوم کی وعید | اب یہاں ایک بہت بڑا لمحہ فکریہ ہے کہ ہر رسول کے آنے کے بعد اس کی امت کا یہ فرض ہوتا ہے کہ وہ اللہ کے بھیجے ہوئے تازہ ترین علم کی رہنمائی میں پچھلی تمام قوموں کے سدھار کے لیے کھڑی ہو۔ یہی امامت عالم کا منصب کہلاتا ہے۔ اُس حضرت کی بعثت کے ساتھ ہی بنی اسرائیل کو معزول کر کے امت محمدیؐ کو تاقیامت دنیا کی قوموں کی امامت عطا کی گئی تھی۔ اب رہتی دنیا تک کوئی نیا بنی نہیں آتا تھا اور امت محمدیؐ کو دنیا کے بگاڑ کو دور کرنے کا کام انجام دینا تھا۔

کیا امت موجودہ حالتِ زار میں اس منصب کی اہل ہے؟
لیکن امامت تو برقرار رہنا چاہیے کیونکہ رسول اکرمؐ خاتم "مین" میں ہیں۔
تمام کڑیاں پھر یکجا کیجیے۔

امت محمدیؐ پر پندرہ سو سال بعد غضاب کی نذیر۔ کعبہ کی بے حرمتی کے بعد عربوں کی درروحانی، ہلاکت کی خبر معزول کے تمام آثار۔ لیکن امامت عالم پھر بھی برقرار۔!
لکھتے ہوئے قلم کانپتا ہے۔ لیکن کیا یہ تمام خبریں ایک ہی جانب اشارہ نہیں کر رہی ہیں۔؟

تبدیلی قوم۔ جس کی قرآن پاک نے متعدد مقامات پر پیشین گوئی کی ہے۔ یعنی امت محمدیؐ امامت عالم کے منصب کی دوبارہ اہل بنے گی۔ ایک دوسری قوم کے اسلام قبول کرنے کی شکل میں۔

تبدیلی قوم سے متعلق چند آیات کے ترجمے ملاحظہ ہوں۔

یہ وضاحت علامہ نواب قطب الدین خان دہلویؒ نے مشکوٰۃ شریف کے باب قرب الساعة میں درج اس حدیث کی آرد و شرح میں کی ہے۔

ترجمہ: ”اگر وہ چاہے تو اے لوگو تم (سب) کو لے جائے اور دوسروں کو لے آئے اور اللہ اس بات پر قادر ہے۔“ ۱۷

ترجمہ: ”یہ اس سبب سے ہے کہ اللہ کسی نعمت کو جس کا انعام کسی قوم پر کر چکا ہو انہیں بدلتا۔ جب تک کہ وہی لوگ اس کو نہ بدل دیں۔ جو کچھ ان کے پاس ہے۔ بیشک اللہ خوب سننے اور جاننے والا ہے۔“ ۱۸

ترجمہ: ”سو تم میں سے بعض وہ ہیں جو نخل کرتے ہیں (یعنی مال کی محبت میں گرفتار ہو گئے ہیں) حالانکہ تم کو اللہ کی راہ میں خرچ کرنے کے لیے بلایا جاتا ہے اور جو کوئی نخل کرتا ہے خود اپنے نفس سے نخل کرتا ہے۔ اور اللہ تو کسی کا محتاج نہیں ہے بلکہ تم سب اس کے محتاج ہو۔ اور اگر تم رُوگردانی کر دو گے تو اللہ تمہاری جگہ دوسری قوم لے آئے گا۔ پھر وہ تم جیسے نہ ہوں گے۔“ ۱۹

ترجمہ: ”اور ان (امیوں) میں سے آخرین (کے لیے بھی آپ کو مبعوث کیا) جو ابھی ان (سپہلوں) میں شامل نہیں ہوئے ہیں اور اللہ بڑا زبردست حکمت والا ہے۔“ ۲۰

ترجمہ: ”اے ایمان والو! تم میں سے جو کوئی اپنے دین سے پھر جائے سو اللہ عنقریب ایک ایسی قوم کو لے آئے گا جو اللہ سے محبت کرتے ہوں گے اور اللہ ان سے محبت کرتا ہوگا۔ ۲۱ ایمان والوں پر مہربان ہوں گے اور انکار کرنے والوں کے مقابلے پر سخت ہوں گے، اور وہ اللہ کی راہ میں جہاد کریں گے اور کسی ملامت گر کی ملامت سے نہیں ڈریں گے۔ یہ اللہ کا فضل ہے وہ جسے چاہے عطا کرے اور اللہ بڑی وسعت والا اور بڑے علم والا ہے۔“ ۲۲

ترجمہ: ”اگر تم نہ نکلو گے تو اللہ تمہیں ایک دردناک ہزادے گا اور تمہارے بدلے ایک

دوسری قوم نے آئے گا اور تم اسے کچھ نقصان نہ پہنچا سکو گے اور اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔
 کیا نعوذ باللہ یہ بابا بار دوسری قوم لانے کا ڈراوا بھیڑیا آگیا، والی پکار ہے۔
 بے شک اللہ کا وعدہ برحق ہے۔ ہم اور آپ کتنا ہی چاہیں مشیت ایزدی میں تبدیلی نہیں
 لاسکتے۔ ہاں اس کی کوشش کرنا ہمارا فرض ہے کہ مذہب میں پکڑے جانے والے لوگوں میں ہم شامل نہ
 ہوں اور جس قوم کو انصافیت محمدی کے دوسرے حصے کی شکل میں قوموں کی سربراہی کا اعزاز عطا
 فرمائے گا اس قوم کے ایمان لانے میں ہماری کوششیں بھی شامل ہوں۔ بشرطیکہ ہم یہ جان سکیں
 کہ اس خوش نصیبی کی تسبیح کون سی قوم ہو سکتی ہے۔ سنت رسول سے تو ہمیں یہی رہنمائی ملتی ہے۔
 دیکھیے..... جب حضرت ابوذر غفاریؓ مکہ میں آئے حضرت کے ہاتھ پر مشرتا اسلام
 ہوئے تو آپ نے فرمایا، مجھے ایک ایسی سرزمین کی طرف نشانہ دیا گیا ہے۔ جہاں نخلستان
 ہیں اور میں سمجھتا ہوں کہ وہ جگریشب (مدینہ) کے سوا کوئی اور نہیں ہے۔ کیا تم میرا پیغام اپنی قوم
 میں پہنچاؤ گے، شاید کہ وہاں کو فائدہ بخشے اور تمہیں بھی اس کا اجر ملے؟
 معلوم ہوا کہ اگر پہلے سے یہ علم ہو جائے کہ فلاں قوم تبدیل ہو کر دائرہ اسلام میں داخل
 ہونے والی ہے تو ان میں کام کرنے میں سبقت کرنے والوں کا خصوصی اجر ہے۔

کیا ہم اللہ کے نزدیک مومن ہیں؟ | آگے بڑھنے سے پہلے اپنے ذہن سے

اللہ صوف زبان سے کہہ دینے کے بعد جنت ہم پر واجب ہوگئی۔ یہی تو یہودی کہا
 کرتے تھے کہ ہم اگر دوزخ میں گئے بھی تو تھوڑی مدت کے لیے اور اپنی غلطیوں کی سزا
 کے بعد دائمی جنت میں آجائیں گے۔
 ایک متفق علیہ حدیث ہے کہ:

۱۔ سورہ توبہ، آیت: ۳۰ ۲۔ مسند احمد، مسلم، دارانی، بحوالہ، سیرت سرور عالم

جلد دوم۔ سید ابوالحسن علی حسینی۔ مطبوعہ اشاعت اسلام ٹرسٹ، دہلی، ص ۱۵۹۔ ۱۶۰

رسول اللہ نے فرمایا: تم لوگ جو پہلی امتوں کی طرح ہو جاؤ گے، صحابہ کرام نے پوچھا: پہلی امتوں سے مراد کیا یہودی اور نصرانی ہیں؟ آپ نے فرمایا: اور کون؟ کوئی نہیں جانتا کہ اللہ کے نزدیک ہم میں سے کتنے مومن ہیں اور کتنے منافق اور کتنے علی کفر کرنے والے۔ منافق کی تعریف کچھنے کے لیے حضرت عمرؓ کی مثال تازہ کریں۔ اپنے دروغلاف میں آپ ایک دن صاحب سبز رسول حضرت خذیفہؓ کا دروازہ کھٹکتا ہے۔ چہرہ دھواں دھواں ہے۔ حضرت خذیفہؓ سے فرماتے ہیں کہ اللہ کی قسم کھا کر کہو جو میں پوچھوں گا کچھ بتاؤ گے؟ حضرت خذیفہؓ نے عرض کیا: پوچھیں امیر المومنین؟ کہا: نہیں اللہ کی قسم کھاؤ کہ کچھ جواب دو گے۔ پھر انتہائی مضطرب انداز میں سوال کیا کہ تمہیں رسول اللہؐ نے مدینہ کے تمام منافقین کے نام بتائے تھے۔ کچھ کہنا ان میں میرا نام تو نہیں ہے؟ اللہ اللہ! سیدنا عمرؓ بن خطاب جن کو دنیا میں جنت کی خوشخبری دی جا چکی ہے ان کو اپنے منافق ہونے کا خوف ہے۔ فرماتے تھے:

ایمان خوف اور امید کی درمیانی کیفیت کا نام ہے۔ اگر مجھے معلوم ہو جائے کہ دنیا کے تمام لوگ جنت میں داخل ہونے والے ہیں سوائے ایک شخص کے تو مجھے خوف ہے، گا کہ وہ شخص میں ہی نہ ہوں اور اگر ایک شخص کے سوا تمام لوگ دوزخ میں ڈالے جا رہے ہوں تو میں اللہ کی رحمت سے یہ امید رکھوں گا کہ وہ شخص میں ہی ہوں۔

ذرا سمجھیے تو سمجھا۔ ایمان اور نفاق کا معیار اگر اس کا دسواں حصہ بھی قرار دیا جائے تو امت مسلمہ میں کتنے مومن نکلیں گے اور منافقین کو قرآن نے جہنم کے سب سے نچلے درجے کی وعید سنائی ہے۔

اب آئیے اس قوم کی تلاش کی طرف جیسے پروردگار نے وہ کون سی قوم ہو سکتی ہے۔ عالم قیروں کی امت کے منصب پر فائز کرنا چاہتا

ہے۔ اگر اللہ اور اس کے رسول نے تبدیلی کی خبر اور وقت کی طرف رہنمائی فرمائی ہے تو یقیناً

اس قوم کی نشاندہی بھی کی ہوگی۔ تبدیلی قوم کی جن آیات کے تراجم اور نقل کیے جا چکے ہیں ان کی مختلف تفاسیر پر نظر ڈالیں۔

سورہ محمد آیت ۳۸ کے ذیل میں عبدالرزاق، عبد بن حمید، ترمذی، ابن جریر، ابن ابی حاتم، طبرانی اور بیہقی نے حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت کی ہے کہ انہوں نے کہا: حضورؐ نے یہ آیت تلاوت فرمائی..... "اور اگر تم پیٹھ پھیر دگے۔" تو صحابہؓ نے پوچھا: یا رسول اللہ! آخر یہ کون لوگ ہیں جو اس وقت ہماری جگہ بدل کر آئیں گے جبکہ ہم نے پیٹھ پھیر دی ہو اور مزید یہ کہ وہ ہم جیسے نہ ہوں گے۔ تب حضورؐ نے حضرت سلمانؓ کے کندھے پر پتھری دی اور فرمایا: "یہ ہے وہ اور اس کی قوم ہے وہ۔ اور قسم ہے اس خدا کی جس کے قبضے میں میری جان ہے اگر ایمان نہ لایا پر چلا جائے گا تو فارس کے یہ لوگ وہاں تک اسے دھونڈتے ہوئے پہنچ جائیں گے۔" ۱۷

سورہ جمعہ آیت ۳ کے ضمن میں بھی اسی مضمون کی روایت بخاری میں آئی ہے۔ سورہ مائدہ کی آیت ۴۵ کے ذیل میں تفسیر فتح القدیر میں ہمیں جو روایات ملی ہیں ان کو ہم یہاں نقل کر رہے ہیں۔

ابن جریر نے شرح بن عبید سے روایت کی ہے کہ انہوں نے کہا کہ جب اللہ نے یہ آیت نازل فرمائی تو حضرت عمرؓ نے سوال کیا: "یا رسول اللہ! کیا میں اور میری قوم مراد ہے؟" فرمایا: "نہیں۔ بلکہ یہ شخص اور اس کی قوم" یعنی ابو موسیٰ اشعریؓ۔ عیاض الاشعری سے روایت ہے کہ حضورؐ نے حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ کی طرف اشارہ کر کے فرمایا: "یہ شخص اور اس کی قوم" ۱۸

۱۷ تفسیر فتح القدیر۔ ج ۵ ص ۸۱

۱۸ اس حدیث کو ابن سعد، ابن ابی شیبہ نے اپنی مسند میں، عبد بن حمید، ترمذی اور بیہقی نے دلائل میں روایت کیا ہے اور حاکم نے اسے صحیح حدیث قرار دیا ہے۔

حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ سے روایت ہے کہ میں نے حضور کے سامنے یہ آیت تلاوت کی
 تو حضور نے فرمایا: اے ابو موسیٰ اشعری یہ تیری قوم ہے، میں کی قوم! ۱
 حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ اس آیت پر فرمایا: وہ اہل یمن کی قوم میں سے ہیں ۲
 سورۃ توبہ آیت ۳۹ کے ذیل میں تفسیر فتح القدیر جلد دوم ص ۳۴۵ پر علامہ شوکانی لکھتے ہیں:
 ۱۔ اور اس پر اختلاف رائے ہے کہ یہ کون لوگ ہیں۔ چنانچہ یہ بھی کہا گیا ہے کہ وہ یمن والے
 ہیں اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ وہ فارس والے ہیں اور دلیل کے بغیر اس جگہ کے تعین کی کوئی مثل
 نہیں ہے ۳

اب آپ غور فرمائیں کہ کیا (نعوذ باللہ) اللہ کے سچے رسول مختلف موقعوں پر مختلف
 صحابہ سے الگ الگ قسم کی متضاد باتیں کہہ سکتے تھے کہ حضرت سلمان فارسیؓ سے ان کے منہ
 پر اہل فارس (ایرانی) کو بتادیا اور حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ جو یمن کے رہنے والے تھے ان
 کے سامنے اہل یمن کہہ دیا؟ اگر ایسا نہیں ہے اور یقیناً نہیں ہے (علامہ آپ کی زبان پر
 ہمیشہ حق بولتا تھا) تو پھر ہمیں ان دو بظاہر متضاد قسم کی روایات میں تطبیق ڈھونڈنا
 پڑے گی۔ دنیا میں صرف ہندوستان ایک ایسا ملک ہے جہاں یہ دونوں قومیں اکٹھی
 ہو گئی ہیں۔ اہل فارس (ایرانی) آریں نسل کے لوگ تھے اور شمالی ہندوستان میں آریں
 نسل کے لوگ اگر آباد ہوئے۔ جنوبی ہندوستان کے دراوڑ نسل کے باشندوں کی بہت
 بڑی تعدادیں میں آباد تھیں۔ بدھ مت کو ماننے والی سندھی قومیں مید سباجو، سیاحجو اور
 احامرہ نامی قومیں بھی یمن میں آباد تھیں۔ ۴ اور وہاں آج بھی ہندوستانی تہذیب کی زبردست
 چھاپ ہے۔ ہند، ہندہ، ششیام یا شام، ریشم نامی عظیم الشان قلعے وہاں موجود ہیں۔ ۵

۱۔ اس حدیث کو ابوالفتح بن مردیہ۔ شعبہ۔ یہی بنی ابن عسکر اور حکم نے اپنی جہ میں نقل کیا ہے۔

۲۔ اس روایت کا بنی حاتم۔ ابوالفتح اور بخاری نے اپنی تاریخ میں نقل کیا ہے (بخاری فتح القدیر جلد ۲ ص ۳۴۵)

۳۔ وسائل ص ۸۹۔ اعلیٰ گزشتہ نمبر ۲ جلد ۸۹ ص

۴۔ سیرت النبی از مولانا شبلی۔ حصہ اول ص ۵۵۔ ۵۶

ان دونوں فلسفوں کا ایک ہی ملک ہند میں اکٹھا ہونا بھی ناظر کائنات کے نظر انتظام کا ایک نمونہ ہے تاکہ اس کے رسول کی اُس وقت بظاہر تضاد پیش گوئیاں یہاں سچ ثابت ہو سکیں۔

یہاں یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ اہل ایران اور ان کے ہمدرد صرف حضرت سلمان فارسیؓ سے متعلق روایات کو لے کر موجودہ ایرانی انقلاب کا ذکر کرتے ہیں۔ ہم ان کے بارے میں خوش گمانی رکھتے ہوئے صرف اتنا کہہ سکتے ہیں، حضرت ابو موسیٰؓ اشعریؓ سے متعلق روایات پر ان کی نظر نہیں پڑ سکی ہوگی جو جاڑوں کے اولین قبول اسلام میں بھی عہد آفرین تاریخی رول ادا کر چکے ہیں!! مولانا عبید اللہ سندھیؒ جو حضرت شاہ ولی اللہؒ کے فلسفے کے سب سے بڑے علمبردار تھے اپنی کتاب میں سورہ جمعہ کی آیت ۱۰۴ کے ضمن میں لکھتے ہیں:

..... ہمارے نزدیک دائرۃٔ امن کے مصداق اہل ایران ہندوستان والے اور اس ضمن میں جو اور ان کے ساتھ شامل ہوں..... ۹۰

یہاں حضرت شاہ ولی اللہؒ کی ایک پیشین گوئی بھی سننے چلیں۔

اور جس بات کا مجھے یقین ہے وہ یہ کہ اگر مثلاً ہندوؤں کا ہندوستان کے ملک پر تسلط حکم اور ہر پہلو کے اعتبار سے جو جب بھی اللہ کی حکمت کی رو سے یہ واجب اور مفروضی ہے کہ ہندوؤں کے سرداروں اور لیڈروں کے دل میں یہ ابھام کرے کہ وہ دین اسلام کو اپنا مذہب بنالیں۔ ۹۱

شاہ صاحب کی منقول کے دور میں گئی پیشین گوئی کا پہلا جز پورا ہو چکا ہے یعنی ہندوؤں پر علماء ہندوؤں کا تسلط حکم ہو چکا ہے۔ انشاء اللہ اس پیشین گوئی کا آگاہ حصہ یعنی اس قوم کا قبول اسلام بھی ضرور پورا ہوگا۔

ہم مجھے یقین کہہ رہے ہیں کہ وہ کم سے کم دلائل سامنے رکھ دیئے ہیں جو اس بات کو ثابت کرنے

۹۰ جہاں کہ سہاں تاریخ۔ از مرزا علی بریلوی۔ ص ۸۹

۹۱ علامہ مولانا عبید اللہ سندھیؒ مطبوعہ ہندو سائنس اکیڈمی لاہور ص ۱۳۱

۹۲ علامہ مولانا عبید اللہ سندھیؒ مطبوعہ لاہور ص ۱۳۱

کے لیے کافی ہیں کہ امت محمدی کے دو حصے ہیں۔ پہلے حصے یعنی موجودہ امت محمدی کی عمر پندرہ سو سال ہے۔ ہندوستان کی ہندو قوم اس امت کا دوسرا حصہ یعنی آخرین ہیں۔ یہ قوم ہمیشہ مجبوری اسلام قبول کرے گی اور اس وقت امت عالم کے منصب پر سرفراز ہوگی۔

دل و دماغ کو جنم دینے والی اس خبر کو سن کر ایک رتو عمل تو یہ ممکن ہے کہ آپ اسے فرضی تاویں بانوں سے بنا ایک خیالی افسانہ قرار دے کر ٹکٹن رہیں۔ بصورت دیگر امیر جنسی (ہنگامی) حالات میں اپنے کو گھرا ہوا پا کر خود ہی فیصلہ کریں۔ اپنی اصلاح کریں۔ اپنے نصب العین پر غور کریں اور اس قوم کو دعوت دینے کا طریق کار سوچیں جو دنیا کی امام بنے جا رہا ہے۔ اگر اس کے ایمان لانے میں کچھ حصہ ہمارا بھی شامل ہو جائے تو ہماری کتنی بڑی کامرانی ہوگی ورنہ اللہ کا وعدہ بربحت ہے اور وہ ہمارا مدد کا بالکل محتاج نہیں ہے۔

جس سورہ توبہ کی آیت ۳۹ میں قوم تبدیل کیے جانے کی خبر دی گئی تھی اس کو اگلی آیت ۴۰ میں یہ بات بھی واضح کر دی گئی ہے کہ —

اگر تم نے اس رسول کی دعوت کو (دکرو اور سابقہ تاریخ سے پوچھ لو کہ تمنا) اللہ اس کی اس وقت مدد کر کے دکھا چکا ہے جب اسے انکار اور کفران نعمت والوں نے (بے گھر اسلام کے پہلے دور اجنبیت میں) نکال دیا تھا اور غار (تور) میں وہ ڈوبی رہ گئے تھے اور وہ اپنے ساتھی سے کہہ رہا تھا: غم نہ کرو۔ اللہ ہمارے ساتھ ہے پھر اللہ نے اس پر سکون دل کا فزائے الٹ دیا اور ان دیکھے لشکروں سے اس کی ایسی مدد کی کہ کفر کی بات کر کر رہی ہو گئی اور اللہ کا بول بالا ہو کر رہا اور اللہ وہ توبہ کی سراپا قوت و اقتدار سراپا حکمت و وقار۔

لیکن بہت سے وہ لوگ جو پہلے تھے پیچھے رہ جائیں گے اور بعد میں آنے والے آگے نکل جائیں گے۔ (انجیل متی: ۱۵-۱۳)

باب ۲

ہندو قوم کا نبی

کرشنا مینن کی حیرت | کہا جاتا ہے کہ مشرقی کرشنا مینن اپنے قیام لندن کے زمانے میں ایک دن اپنے حلقہ راجاباب میں بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک ایک دوست نے انھیں مخاطب کرتے ہوئے کہا :

”یہ سائنس بیٹھا ہوا تمہارا دوست یہودی ہے۔ اس کا کہنا ہے کہ اس کے پاس خدا کی ایک کتاب ہے جس کا نام توریت ہے اور یہ علم آسمانی کی کتاب خدا نے حضرت موسیٰ کے ذریعہ دی تھی۔ میں یہ بات جانتا ہوں؟ کرشنا مینن نے جواب دیا۔

اب اس دوست نے ایک دوسرے عیسائی دوست کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا ”یہ شخص عیسائی ہے اور اس کا کہنا ہے کہ اس کے پاس بھی خدا کی ایک کتاب ہے جس کا نام انجیل ہے اور یہ علم خداوندی کا تحفہ خدا نے حضرت عیسیٰ مسیحؑ کے ذریعہ عطا کیا تھا۔“

”میں یہ بھی جانتا ہوں۔“ کرشنا مینن نے ہلکے سے قسم کے ساتھ کہا۔ جیسے ان شہرہ آفاق باتوں کے دہرانے پر انھیں تعجب ہو رہا ہو۔ لیکن بولنے والا مکمل سنجیدگی سے بول رہا تھا۔ اس نے قیسرا عنوان چھپڑتے ہوئے اور ایک مسلمان دوست کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

”یہ ہمارا مسلمان دوست ہے اور اس کا کہنا ہے کہ اس کے پاس بھی خدا کی ایک کتاب ہے۔ قرآن۔ اور خدا نے یہ علم جس انسان کے ذریعہ دیا اس کا نام حضرت محمدؐ ہے۔“

”اے بھائی میں یہ بھی جانتا ہوں۔ مگر کرشنا مینن نے حیرت کے آخری عالم میں جواب دیا۔
”بے شک؟ وہی دوست بولا۔ ہم اور تم یہ سب باتیں خوب جانتے ہیں مگر دوست

ہم میں سے کوئی یہ نہیں جانتا کہ وید جس کو تم ٹھیک اسی طرح خدا کا سب سے پہلا۔ سب سے قدیم سب سے عظیم علم اور کلام مانتے ہو اسے آدگرنتہ (Adigrah) یعنی اولین مصنف کہتے ہو اس کو خدا سے لینے اور مخلوق کو دینے کا سب سے پہلا انسانی ذریعہ کون تھا آخر؟

کہا جاتا ہے کہ پوری محفل کی سمت سے اس بار سوالیہ تبسم اور تعجب کے سامنے پہلی بار خود کرشنا مینن سر سے پاؤں تک سوالیہ نشان بن گئے۔ ایک ایسے فکری ستارے میں گم ہو گئے جیسے پہلی بار انھیں یہ ایک ٹھوس سوال محسوس ہوا ہو۔ جیسے پہلی بار انھیں اپنے ویدک علماء کے موجودہ علمی موقف میں ایک حقیقی خلا کا احساس ہوا ہو۔ توریت، انجیل اور قرآن مجید کے خدا سے انسان تک پہنچنے کے ذرائع تو معلوم ہیں لیکن اگر وید خدا کا کلام ہے تو اسے لانے والا کون تھا؟ یہ واقعہ چاہے سچا ہو چاہے افسانہ، اس میں شک نہیں رہتا کہ یہ فطری سوال ہر ایک ویدک دھرم کے ماننے والے کے سینے میں ہزاروں سال سے اندر ہی اندر مسلسل کھٹک رہا ہوگا۔

حضرت نوح کی امت کا نبی بھی کھویا ہوا ہے! ہندو قوم رامائن اور مہا بھارت کو انسانوں

کی مکھی ہوئی کتاب میں تسلیم کرتی ہے لیکن ویدوں کے بارے میں ان کے سوادِ اعظم کا عقیدہ ہے کہ یہ کلام الہی ہیں۔ اس کے باوجود وہ یہ بتانے سے قاصر ہیں کہ یہ کس رسول کے ذریعہ دنیا میں آئے۔ اپنے نبی کو انھوں نے دیوالاؤں میں گم کر دیا۔ دنیا کی ہر مذہب ہی تو کسی کسی شخصیت کو اپنی مذہبی کتب سے منسوب بنی مانتی ہے لیکن ہندو قوم وہ واحد مذہب ہی تو ہے جس کا اصل نبی کھویا ہوا ہے۔ اس حقیقت پر نظر رکھیں اور سنہاری شریف کی مندرجہ ذیل حدیث پر غور کریں۔

حضرت ابوسعیدؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہؐ نے فرمایا۔ قیامت کے دن حضرت نوحؑ کو لایا جائے گا اور ان سے پوچھا جائے گا کہ کیا انھوں نے اپنی امت کو احکامِ خداوندی پہنچائے تھے؟ وہ عرض کریں گے۔ بے شک لے میرے پروردگار۔ پھر حضرت نوحؑ کی امت سے پوچھا جائے گا کہ کیا (نوحؑ نے) تم تک ہمارے احکام پہنچائے تھے؟ وہ لوگ انکار کریں گے اور کہیں گے

ہمارے پاس تو کوئی بھی ڈرانے والا نہیں آیا تھا! اور پھر حضرت نوح سے پوچھا جائے گا۔
 "تھارے گواہ کن ہیں؟" اور وہ کہیں گے "میرے گواہ حضرت محمد اور ان کی امت کے لوگ ہیں۔"
 اور اس کے بعد رسول اللہ نے فرمایا "تب تمہیں پیش کیا جائے گا اور تم یہ گواہی دو گے کہ (حضرت
 نوح نے احکام) پہنچائے تھے۔ پھر رسول اللہ نے یہ آیت پڑھی: وَهَذَا فَاعْلَمُوا جَعَلْنَاكُمْ أُمَّةً
 وَسَطًا لَّنُكَوِّنَ لَكُمْ شَهَادَةً عَلَى النَّاسِ وَيَكُونَ الرَّسُولُ عَلَيْكُمْ شَهِيدًا..... "اے
 اب ذرا غور فرمائیں۔ ایک طرف تو حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت نوح کی امت
 اپنے رسول کو پہچاننے سے انکار کر دے گی اور دوسری طرف ہم یہ جانتے ہیں کہ تمام مذہبی
 قوموں میں صرف ہندو قوم کا نبی کھویا ہوا ہے۔

پھر سوچیں۔ ایک طرف تو ہم یہ جانتے ہیں کہ ہندو قوم تبدیلی ہو کر امت محمدی بنے گی
 اور موجودہ امت محمدی نے افراد اس تبدیلی کا ذریعہ بنیں گے اور دوسری طرف حدیث سے
 یہ معلوم ہوتا ہے کہ قوم نوح کے اپنے نبی کو پہچاننے سے انکار کے بعد امت محمدی گواہی دے
 گی کہ حضرت نوح نے اپنی قوم کو احکام خداوندی پہنچائے تھے۔ یعنی گواہی دینے والی امت
 محمدی کے افراد حضرت نوح کی امت کو اور ان سے حضرت نوح کے رشتے کو پہچانتے ہوں گے۔
 کیا یہ واضح دلیل اس بات کی نہیں محسوس ہوتی کہ موجودہ ہندو قوم حضرت نوح کی
 امت ہے۔

ہندو قوم قوم نوح ہے | ویسے بھی ویدک دھرم دنیا کے تمام مذاہب میں متفقہ
 طور پر سب سے پرانا مذہب ہے اور حضرت نوح
 دنیا کے سب سے پہلے صاحبِ شریعت رسول تھے۔

لیکن ابھی یقین کرنے سے پہلے خود ویدک دھرم سے معلوم کرنا بھی ضروری ہے۔
 ابھی ہم چاہے ہندو قوم کے اس دعوے کو تسلیم نہ کریں کہ ویدکلام الہی ہیں، لیکن یہ تو دیکھیں کہ

یکتا میں جن کو ہندو قوم کلام الہی قرار دیتی ہے اپنا بنی کون ساتاتی ہیں ؟ فرانسیسی مصنف ڈیوبوئیس (A. J. A. DUBOIS) جس نے چالیس سال تک ہندو مذہب اور ہندوستانی تہذیب کا مطالعہ کیا اور ہندو مذہب ہی رسم و رواج پر آج تک کبھی سب سے مستند اور ضخیم کتاب لکھی اس نے اپنی کتاب میں جو حقیقتیں بیان کی ہیں وہ شاید قارئین کی دل چسپی کا سبب بنے بغیر نہیں ہو سکتی۔

..... مختصر یہ کہ ایک مشہور شخصیت جس سے ہندوؤں کو بہت عقیدت ہے اور جسے وہ مہانوو (MAHANUVU) کے نام سے جانتے ہیں۔ (سیلاب کی) تباہی سے ایک کشتی کے ذریعہ بچ نکل جس میں سات مشہور رشی بھی سوار تھے۔..... مہانوو دو الفاظ کا مرکب ہے۔ مہا کے معنی عظیم اور نوو بلاشک و شبہ (حضرت) نوح ہی ہیں..... ۱۷

..... عملاً یہ تسلیم کیا جاتا ہے کہ ہندوستان اس سیلاب عظیم کے فوراً بعد آباد ہوا تھا۔ جس نے پوری دنیا کو ویران کر دیا تھا۔..... ۱۸

..... مارکنڈیہ پران اور بھاگوت میں اس کا بہت واضح بیان ہے کہ اس حادثہ میں تمام نسل انسانی ختم ہو گئی تھی سوائے سات مشہور عبادت گزار رشیوں کے جن کا میں نے بہت سے مقامات پر ذکر کیا ہے یہ سات رشی ایک کشتی پر بیٹھ کر عالم گیر تباہی سے بچ سکے تھے۔ اس کشتی کو دشنو (ندا) خود چلا رہا تھا۔ ایک اور عظیم شخصیت جو بچ جانے والوں میں تھی۔ وہ منو کی تھی جس کو میں نے دوسرے مقامات پر ثابت کیا ہے کہ (حضرت) نوح کے سوا کوئی نہیں تھی..... جہاں تک مجھے علم ہے ان تمام مشرک اقوام میں کسی نے سیلاب کو اتنی تفصیل کے ساتھ بیان نہیں کیا ہے اور اس واقعہ کی تفصیلات حضرت موسیٰ کی توریت میں (بیان کردہ تفصیلات سے کسی قوم کی تحریروں میں اتنی مماثلت نہیں رکھتیں جتنی کہ ان

ہندو کتابوں میں ہے جن کامیں نے ذکر کیا ہے۔ یہ قابل ذکر بات ہے کہ یہ شہادت ہیں اس قوم میں
لی ہے جس کے قدیم ہونے پر سب متفق ہیں..... ۱۷

حضرت نوحؑ اور سیلاب نوح کے واقعات بہت تفصیل کے ساتھ بھوشیہ پران اور
مہا پران میں بھی بیان ہوئے ہیں جن کے حوالے ہم آئندہ ابواب میں پیش کریں گے۔
منو کا لفظ بہت سی ہندو مذہبی شخصیات کے لیے استعمال ہوا ہے لیکن پرانوں
ویدوں اور دیگر ہندو مذہبی کتب میں سب سے زیادہ تفصیل سے جس منو کا تذکرہ ہے وہ حضرت
نوحؑ ہی ہیں۔

ویدوں میں حضرت نوحؑ کا ذکر منو کے نام سے ۵، مقامات پر آیا ہے۔
ویدوں کا انگریز مفسر وید کے ایک منتر میں آنے والے لفظ منو کی تشریح کرتے
ہوئے لکھتا ہے: "منو (نوحؑ) لا جواب شخصیت اور انسانوں کے نمائندے تھے۔ تمام نسل انسان
کے باپ اور سیلاب کے بعد آدمؑ ثانی کی حیثیت سے اور پہلی شریعت کے شروع کرنے والے
تھے۔" ۱۸

پرانوں اور ویدوں میں حضرت نوحؑ کی تفصیلات کے علاوہ ایک اور بہت اہم

Hindu Manners, Customs & Ceremonies ۱۹

۲۱۴ - ۲۱۷ Abbe. J. A. Dubois ۲۰

۲۱ جیسے حضرت آدمؑ کے لیے۔ بتایا گیا ہے کہ منو کے باپس مجھے سے شت روپا (शतरोप) یعنی
حضرت قواچند باپس۔ (رام چرت نامہ، مفسر ہنومان پرشاد پوت وار مطبوعہ، گیتا پریس، گوڑکھپور
ایڈیشن ۱۵ صفحہ ۱۵۵ اور ہندو مذہب کی معلومات، از خواجہ حسن نظامی دہلوی، مطبوعہ:
حلقہ مشائخ، دہلی ایڈیشن ۲۰ دسمبر ۱۹۲۷ء صفحہ ۷۰)
۲۲ حرفۃ کا یہ تشریحی نوٹ رگ وید ۱-۱۳-۴ کے ذیل میں ہے

نوٹ

ترجموں میں بین القومین (بریکٹ کے درمیان) الفاظ ہمارے ہیں۔

ثبوت اس قوم کے حضرت نورح سے متعلق ہونے کا ہم پیش کر رہے ہیں۔

اکثر اقوام اپنے انبیاء سے تعلق کا ایک مظہر یہ بھی ہوتا ہے کہ وہ ان کے زمانے سے اپنا سال یاسن شمار کرتے ہیں جیسے مسلمان اپنا سن ہجری حضرت محمدؐ کی ہجرت سے شمار کرتے ہیں۔ اور مسائی اپنے سال حضرت مسیحؑ کی وفات سے گنتے ہیں۔ اسی طرح ہندو قوم اپنے اہم واقعات کے وقت کو حضرت نورح سے گنتی ہے۔ اس کے لیے وہ حضرت نورح کے سیلاب سے ہر ساٹھ سال کے وقفہ کو ایک اکائی یا ایک سال مانتے ہیں اور ان سالوں سے اپنے اہم واقعات کو شمار کرتے ہیں۔ دیوبالس اپنی مذکورہ بالا کتاب میں لکھتا ہے۔

”ہندوؤں کا موجودہ یگ کلیگ تقریباً اسی زمانے سے شروع ہوتا ہے جو سیلاب نورح کا زمانہ ہے۔ یہ ایک ایسا واقعہ ہے جس کو وہ یادگار سمجھتے ہیں اور ان کے مصنفین اسے جل پریاوت یا پانی کے سیلاب کا نام دیتے ہوئے اس کا وضاحت سے ذکر کرتے ہیں۔ اس موجودہ یگ کی تاریخ یقیناً ’جل پریاوت‘ کے آمانے سے شروع ہوتی ہے۔“

..... اور حیرت انگیز بات یہ ہے کہ ہندو اپنی زندگی کے تمام اہم اور مشہور واقعات و معمولات اور اپنی تمام عوامی یادگاروں کی تاریخ یاسن کو ایک سیلاب کے خاتمے سے شمار کرتے ہیں۔..... سیلاب کے بعد ہر ساٹھ سال کا ایک سال مان کر ان سالوں سے اپنے تمام عوامی اور ذاتی واقعات کی مدت شمار کرتے ہیں۔

اس قوم کا حضرت نورحؑ ان کی زبان میں منو ہے خصوصی تعلق ہونے کا ایک ثبوت یہ بھی ہے کہ ان کی مذہبی کتب میں منو اسمرتی کو ایک خاص مقام حاصل ہے۔

ہندو قوم کی مذہبی تاریخ اور مذہبی کتب کے حضرت نورح سے خصوصی تعلق کی چند مثالیں یہاں پیش کی گئیں۔ قوم نورح سے متعلق بخاری شریف کی جو حدیث اس باب کے شروع میں گذری اس میں ہم نے دیکھا کہ حضرت نورحؑ کی امت ان کو اپنے نبی کی حیثیت سے نہیں پہچانتی ہوگی اور

ہم جان چکے ہیں کہ حضرت نوحؑ سے زبردست رشتہ موجود ہونے کے باوجود موجودہ ہندو قوم بحیثیت مجموعی ان کو نہیں جانتی ہے۔ اسی حدیث سے ہمیں یہ بھی معلوم ہوا تھا کہ قیامت کے دن امت محمدی حضرت نوحؑ کے اپنی قوم میں پیغام پہنچانے کی گواہ بنے گی۔ اور ہمیں معلوم ہے کہ دیگر احادیث نے اس قوم کے امت محمدی بننے کی طرف اشارہ کیا ہے۔ ظاہر ہے ان تمام حقیقتوں کے آشکارا ہونے کے بعد اور امت محمدی میں شامل ہونے کے بعد وہی اس بات کی گواہی دیں گے۔

لیکن ان تمام ثبوتوں کے بعد بھی ابھی آخری اور مستند ترین گواہی باقی ہے۔ قرآنِ عظیم ایسے دیکھیں۔

قرآن کی گواہی | دنیا کی تمام قوموں کو دو طرح کی نسلوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔ سامی نسلیں (Semetic races) اور غیر سامی قومیں (Non-Semetic races) غیر سامی قوموں میں آریں نسل آتی ہے اور سیمٹک قوموں میں یہودی، عیسائی اور جزیہ خلمے عرب کے بنی اسماعیل۔

دنیا کی دو نسلوں میں تقسیم ہونے اور ان میں سے ایک نسل کا تعلق حضرت نوحؑ سے ہونے کی قرآن بھی تصدیق کرتا ہے۔

”یہ وہ لوگ ہیں جن پر اللہ نے انعام فرمایا ہے۔ منجملہ دیگر، انبیاء کے نسل آدمؑ سے تھے اور بعض ان کی نسل سے تھے جنھیں ہم نے نوحؑ کے ساتھ کشتی میں سوار کیا تھا، اور بعض ابراہیم و یعقوب علیہما السلام کی نسل میں سے ہیں۔ اور یہ سب ان لوگوں میں سے تھے جن کو ہم نے ہدایت دی اور ہم نے ان کو مقبول بنایا۔“

قرآن مجید کی اس آیت سے معلوم ہوا کہ نسل آدمؑ میں سے حضرت نوحؑ کے ساتھیوں کی نسل الگ ہے اور حضرت ابراہیم و یعقوب علیہما السلام کی نسل یعنی بنی اسماعیل اور بنی اسرائیل الگ نسلیں ہیں۔ ہم جانتے ہیں کہ بنی اسماعیل و بنی اسرائیل سامی نسلیں Semetic races ہیں

صاف ظاہر ہے کہ حضرت نوحؑ کے ساتھیوں کی نسل غیر سامی (Non-Semetic) یا آریں نسل
 ہونی چاہیے۔ آریں نسل دنیا کے بہت سے ملکوں کے علاوہ ہندوستان کے بیشتر حصے میں آباد ہے۔
 یہاں یہ سوال پیدا نہیں ہونا چاہیے کہ ہم حضرت نوحؑ کے ساتھیوں کی نسل کو حضرت
 نوحؑ کی امت کیسے کہہ رہے ہیں۔ کسی رسول کی امت کہلانے کے لیے ان کی نسل سے ہونا یا نہ ہونا
 ضروری نہیں ہے۔ ہم مسلمان ہیں۔ حضرت محمد مصطفیٰؐ کی امت میں حالانکہ ہم میں سے اکثر ان کی
 نسل سے نہیں ہیں۔ ہم ان کی امت ہیں۔ کیونکہ ہم ان کو اپنا رسول تسلیم کرتے ہیں۔ حضرت موسیٰؑ کی
 امت میں سے جنہوں نے حضرت عیسیٰؑ کے پیغمبر ہونے کا اقرار کیا۔ وہ پھر حضرت عیسیٰؑ کی امت
 کہلائے۔ حضرت نوحؑ کے ساتھ ان کے وہی ساتھی طوفانِ نوحؑ سے بچا لیے گئے تھے جو ان پر ایمان
 لائے تھے۔ وہ ان کے امتی تھے ان ساتھیوں کی نسل یا آریں نسل میں سے موجودہ ہندو مذہبی قوم
 چونکہ حضرت نوحؑ کے بعد گئے والے دوسرے انبیاء کو اپنا نبی تسلیم نہیں کرتے اس لیے ان سے
 ہم نے اپنی تحریروں میں ان کو حضرت نوحؑ کی امت یا حضرت نوحؑ کی قوم کہا ہے۔ یہ ایک الگ
 بات ہے کہ حضرت نوحؑ کو بھی ان کی اصل حیثیت کے ساتھ یہ قوم نہیں پہچانتی ہے جس کا اظہار
 ہم ان الفاظ میں کرتے ہیں کہ انہوں نے اپنے نبی کو دیوالاؤں میں گم کر دیا ہے۔



اگر آج کل کے مسلمانوں میں اس اولائے فرض کے سپاہی بننے کا دلولہ نہیں تو کیا
 عجب کہ اللہ تعالیٰ کسی اور قوم کو زندگی کے میدان میں لائے اور اس سے
 اسلام کا یہ فرض ادا کرائے؟ (سید سلیمان ندوی، معارفِ جنوری ۱۹۳۶ء)

باب ۱

قرآن میں ہندو قوم کا ذکر

قرآن پر الزام بہت سے ہندو مخلصین جو اسلام سے متاثر ہیں اور قرآن کی عظمت کے معترف بھی ہیں ان کو یہ شکایت کرتے ہوئے ہم نے سنا ہے کہ قرآن میں دیگر قوموں کا ذکر تو ہے لیکن ہمارا ذکر قرآن میں کہیں نہیں ہے۔ ان کی شکایت کا جواب جب ہم طرح طرح کی تادیلوں سے دینے کی کوشش کرتے ہیں تو ذرا غور کیجئے کہ کہیں ہم خود بھی غیر ارادی طور پر یا غیر محسوس طریقے سے قرآن پر یہ الزام عائد کرنے میں شریک تو نہیں بن رہے ہیں؟

شرعی نگار پرشاد ابادھیائے نے عربی میں قرآن شریف کا مطالعہ کر کے اردو زبان میں مصابیح الاسلام کے نام سے جو کتاب لکھی ہے اس کا ایک حوالہ ہم نقل کر رہے ہیں :

”قرآن شریف میں کئی جگہوں پر قویہ کہا ہے کہ خدا مختلف قوموں کی ہدایت کے لیے مختلف نمبروں کو بھیجتا ہے لیکن خصوصاً کسی کا تذکرہ نہیں ہے۔ تماشے کی بات یہ ہے کہ جو پرانی قومیں ہیں اور جن کی تہذیب کی تواریخ ہزاروں سال پرانی ہے جیسے ہندوستان، چین وغیرہ، ان کا کچھ بھی اشارہ تک نہیں۔ گویا اس الہام سے جس کو قرآن یا کلام مجید کے نام سے پکارا جاتا ہے عام انسانی جماعت کا کوئی تعلق ہے ہی نہیں.....“

بیشک قرآن کے اولین مخاطب اہل عرب تھے لیکن اگر یہ صرف ۱۴۰۰ سال پرانی کتاب

نہیں ہے بلکہ رہتی دنیا تک کے حالات و واقعات کا اس میں ذکر ہے تو یہ کیسے ممکن ہے کہ اس قوم کا اس میں ذکر نہ ہو جو دنیا کی قدیم ترین مذہبی قوم ہے اور نزولِ قرآن سے ہزاروں سال قبل سے آج تک بہت بڑی تعداد میں دنیا میں موجود ہے۔ یہ قرآن پر ایک الزام ہے۔ کیا ہم نے کبھی ہندو قوم کا نام یا تعارف قرآن میں تلاش کرنے کی کوشش کی ہے ٹھیک ہے۔ قرآن میں لفظ ہندو کہیں نہیں ملتا لیکن کیا لفظ عیسائی یا کر سچین ملتا ہے؟ کیا ہم یہ سمجھ لیں کہ عیسائیوں کا بھی قرآن حکیم میں ذکر نہیں ہے؟ قرآن نے عیسائیوں کے لیے لفظ نصاریٰ استعمال کیا ہے دنیا کا کوئی عیسائی اپنے آپ کو نصاریٰ نہیں کہتا لیکن ہم جانتے ہیں کہ نصاریٰ قرآن میں ان لوگوں کو کہا گیا ہے جو آج اپنے آپ کو عیسائی کہتے ہیں۔ ہوسکتا ہے کہ جو قوم آج اپنے آپ کو ہندو کہتی ہے اسے کسی اور نام سے قرآن حکیم نے موسوم کیا ہو۔

قرآن میں سب قوموں کے ناموں کی تحقیق ہی نہیں ہوئی

قرآن پاک میں بہت سی ایسی قوموں کا تذکرہ ملتا ہے جنہیں مفسرین آج تک متعین نہیں کر سکے جیسے اصحابِ انزس اور قومِ تبتج۔ خصوصاً صابئین کا ذکر تو جگہ جگہ کلامِ پاک میں مومنین یہود اور نصاریٰ کے ساتھ اس حیثیت سے کیا گیا ہے جیسے یہ بہت بڑی قوم یا دنیا کے منفرد گروہوں میں سے ایک ہوں۔ مثلاً —

ترجمہ: "بیشک جو لوگ مومن ہیں اور جو یہودی ہیں اور نصاریٰ ہیں اور صابئین ہیں ان میں سے جو اللہ پر ادریوم آخر پر ایمان لائیں اور نیک عمل کریں تو ان کے لیے ان کے رب کے پاس اجر ہے نہ ان پر کوئی خوف آئے گا اور نہ وہ غمگین ہوں گے۔ (البقرہ: ۶۲)"

اس آیت میں صابئین کا ذکر مومنین یہودیوں اور عیسائیوں کے ساتھ کیا گیا ہے۔ یہی نہیں بلکہ قرآن پاک میں جہاں جہاں صابئین کا ذکر ہے انہیں بڑی بڑی قوموں کے ساتھ ہے۔ اسی اہمیت کی حامل قوم جس کا خصوصاً تذکرہ قرآن پاک نے کیا ہے بڑی بڑی قوموں کے ساتھ ہی کیا ہے اس کو ہم آج تک تلاش نہیں کر سکے۔ حالانکہ انہیں مسلمانوں، یہودیوں اور عیسائیوں

کی طرح آج بھی اھل ہندو آنے والے زمانے میں بھی دنیا کی نمایاں مذہبی قوموں میں سے ہونا چاہیے۔ اگر ہم خود کریں تو تلاش کا دائرہ بہت محدود ہو گیا ہے۔ مسلمان، عیسائیوں اور یہودیوں کے علاوہ دنیا میں کتنی بڑی بڑی مذہبی قومیں اور ممالک ہیں جن میں سے صاحبین کو ہونا چاہیے۔ اب ذرا ایک اور زاویے سے تلاش کریں۔

قرآن مجید میں شریعت نافذ کرنے والے پیغمبران میں خصوصی اہمیت کے حامل جن پیغمبروں کا ذکر خصوصی اہمیت کے ساتھ بار بار آیا ہے۔ وہ حضرت نوحؑ، حضرت ابراہیمؑ، حضرت موسیٰؑ، حضرت عیسیٰؑ اور پیغمبر آخر الزماں حضرت محمد مصطفیٰؐ ہیں۔ مثلاً دیکھیے۔ ترجمہ: "اور جب ہم نے نبیوں سے عہد لیا اور آپ سے اور نوحؑ اور ابراہیمؑ اور موسیٰؑ اور عیسیٰؑ ابن مریم سے اور ہم نے ان سے پختہ عہد لیا۔" (سورۃ احزاب: ۷)

ترجمہ: "اللہ نے تم لوگوں کے لیے وہی دین مقرر کیا جس کا اس نے نوحؑ کو حکم دیا تھا اور جس کو ہم نے آپ کے پاس وحی کیا ہے اور جس کا ہم نے ابراہیمؑ اور موسیٰؑ اور عیسیٰؑ کو بھی حکم دیا تھا۔" (سورۃ شوریٰ: ۱۳)

ہم دیکھتے ہیں کہ کلام پاک میں جن بڑی بڑی قوموں کا ذکر ایک ساتھ آیا ہے وہ مسلمان عیسائی، یہودی اور صاحبین ہیں اور جن صاحب شریعت رسولوں کا ذکر جگہ جگہ ایک ساتھ آیا ہے وہ رسول اکرم حضرت محمدؐ، حضرت عیسیٰؑ، حضرت موسیٰؑ اور حضرت نوحؑ ہیں۔ ان میں سے مسلمان حضرت محمدؐ کو اپنا آخری پیغمبر تسلیم کرتے ہیں، عیسائی حضرت عیسیٰؑ سے اور یہودی حضرت موسیٰؑ سے منسوب قوم ہیں لیکن صاحبین ہ ہم نہیں جانتے۔

پھر سوچیں! حضرت محمدؐ کے امتی مومنین ہیں۔ حضرت عیسیٰؑ کے ماننے والے عیسائی حضرت موسیٰؑ کی قوم یہودی اور حضرت نوحؑ کی قوم ہ کسی کو معلوم نہیں کہیں انہیں کی قوم کو تو صاحبین نہیں کہا گیا ہے؟

حضرت ابراہیمؑ کی قوم میں یہودی عیسائی اور مسلمان سب شامل ہیں کیونکہ سب ان پڑیاہن تھے اور دنیا میں کوئی ایسا قوم نہیں ہے جو حضرت ابراہیمؑ پر تو ایمان لائے اور ان کے بعد آنے والے کسی اور نبی پر ایمان نہ رکھتے ہو۔

حضرت نوح کی قوم ہی صابئین ہیں | تفسیر ابن کثیر میں عبدالرحمن بن زید کا یہ قول درج ہے کہ صابئین اپنے آپ کو

حضرت نوح علیہ السلام کے دین پر جلتے تھے۔

صابئین کے بارے میں حضرت عمرؓ، امام ابو حنیفہؒ، امام احمدیؒ، ابو الزناد، قرطبی، طبرانی، ابن تیمیہؒ، امام غزالیؒ، امام ماغبیؒ، معالم، ابن جریرؒ، ابن کثیرؒ، امام سیوطیؒ، علامہ شوکانیؒ، ابن کثیرؒ، بیضاویؒ، عبد المجید دیابادھیؒ اور سید سلیمان ندویؒ کے مختلف اقوال اپنی نشریات کے ساتھ ہم ذیل میں اکٹھا کر رہے ہیں۔

۱۔ عراق کے اس مقام کے رہنے والے لوگ تھے جہاں ابراہیمؑ پیدا ہوئے تھے۔ حضرت ابراہیمؑ کے مقام پیدائش آد اور ہندوستانی تہذیبوں، ہڑپا اور موہن جو دڑو کے کھنڈرات کی کھدائی سے یہ بات ثابت ہو چکی ہے کہ دونوں تہذیبوں کے درمیان بہت قریبی روابط تھے۔
۲۔ اہل کتاب تھے (یہ تو قرآن میں صابئین کے تذکرے سے بھی اندازہ ہوتا ہے کہ ان کا ذکر جگہ جگہ آسانی کتاب رکھنے والی قوموں کے ساتھ ہی آیا ہے۔ صابئین کے پاس حضرت نوحؑ کون سے حیثیت لائے اس پر ہم آئندہ صفحات میں بحث کریں گے۔)

۳۔ لا الہ الا اللہ کہتے تھے لیکن مشرک تھے۔ (اس کا ذکر ہم آئندہ صفحات میں کریں گے کہ ہندو مذہب کا کلمہ بھی لا الہ الا اللہ ہے۔)

۴۔ مین کی طرف منہ کر کے نماز پڑھتے تھے (یہ بات بھی تہذیبوں کے مطالعہ سے ثابت ہو چکی ہے کہ ہندوستانی مذہب کے لوگ بہت بڑی تعداد میں مین میں آباد تھے۔ وہاں آج بھی شام اور ہند نامی طلوع موجود ہیں۔)

۵۔ صابئین عجمی (غیر عرب) نام ہے عربی نہیں۔

۶۔ فرشتوں کی بھاری قوم تھی (ہندو مذہب میں بہت سے دیوتاؤں کا تصور فرشتوں کا تصور ہے اور وہ ان کی پوجا کرتے ہیں)۔

۷۔ جماعت ساز گان اور نجوم کے معتقد تھے۔ (اقوام عالم میں شاید کسی قوم کو

نجوم میں اتنی دلچسپی نہیں رہی ہے اور نہ ہی جتنی ہندوستانی ہندو قوم کو ہے۔

۸۔ ستاروں کی پوجا کرنے والے (مختلف ستاروں اور سیاروں کی پوجا کا تصور موجودہ ہندو مذہب کا جزو ہے)۔

۹۔ آگ کی پوجا کرنے والے (آگ کی پوجا ہونے شادی، اکتھی وغیرہ میں ہندو قوم میں رائج ہے)۔

۱۰۔ زرتشت ایرانی النسل رہے۔ لگ بھگ آگ کے سچاری تھے اور ہندو بھی ہیں۔ یہ بھی آریں تھے اور دوسرے ہی آریں ہندوستان میں آئے۔

۱۱۔ مذہب ہندو میں کئی مرتبہ غسل کرنے والے۔ زہدیتا دنیا میں غسل کی اہمیت شاید سب سے زیادہ ہندو مت ہی میں ہے۔ ان کی کوئی پوجا اشران کے بغیر نہیں ہوتی۔ اس کے علاوہ مختلف موقعوں پر اجتماعی اشران بھی ہوتے ہیں۔

۱۲۔ ایک دین سے نکل کر دوسرے دین میں داخل ہونے والے یہی ہندو قوم دین اسلام قبول کرے گی۔ یہ ہم پچھلے باب میں ثابت کر چکے ہیں۔

۱۳۔ مائل ہونے اور جھکنے والے تبدیل قوم کے لیے احادیث میں اسی قوم کی طرف اشارہ ہے۔ یہ پچھلے باب میں آچکا ہے۔

اتنے متضاد اور مختلف تصورات صابئین کے بارے میں ہمارے مفسرین و علماء کے ہیں اور بہت تعجب کی بات ہے کہ وہ سب کے سب ہندو قوم پر فٹ ہوتے ہیں۔ چاہے مختلف ادوار میں مختلف مفسرین الگ الگ قوموں کو صابئین سمجھتے رہے ہوں لیکن اس دور میں یہ سب خصوصیات اس قوم میں ایک ہی جگہ پائی جاتی ہیں۔ ہو سکتا ہے کہ مندرجہ بالا خصوصیات یا عقائد رکھنے والی تمام جماعتیں ماضی میں نقل مکانی کر کے ہندوستان میں اکٹھی ہو چکی ہوں۔ ہم نہیں سمجھتے کہ اب بھی کسی شک و شبہ کی گنجائش اس امر میں باقی ہے کہ صابئین کون ہیں۔ یہ ہو سکتا ہے کہ پچھلے ادوار میں مختلف گروہوں پر صابئین کی تعریف صادق آتی ہو۔ لیکن کم از کم موجودہ دور میں صابئین سے مراد کون سی قوم ہے۔ یہ روز روشن

کی طرح عیاں ہے ۔

بات نامکمل رہ جائے گی اگر ہم یہاں یہ نہ ذکر کریں کہ حضرت شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ بھی صاحبین کو آدین نسل ہی مانتے تھے ۔ ثبوت کے طور پر ملاحظہ ہوں خندہ جہ ذیل حوالے —

..... مسیح مقرر ایسے بزرگ تھے جنہوں نے اس تعلیم کو غیر اسرائیلی لوگوں میں بالفاظ دیگر صاحبین یا آدین قوموں میں بھی پہنچانے کی کوشش کی : ۱۔

..... ایران اس زمانے میں آدین یعنی صابی قوموں کا مرکز بن چکا تھا۔ اس سے پہلے ہندوستان کو یہ مرکزیت حاصل تھی ۲۔

اور مولانا سید سلیمان ندوی کی گواہی بھی دیکھ لیجئے کہ وہ صاحبین کو قدیم ہندوستانی باشندے تسلیم کرتے تھے۔

..... مغضوب اور خال میں طرح اہل کتاب میں ہیں، اپنی اپنی مزاجی کیفیت کی بنا پر وہی صورتیں متابعہ شیعہ اہل کتاب میں بھی ہیں جن کی دو جماعتوں سے ہم کو قرآن نے واقف کرایا ہے اور

۱۔ مجوس اور صاحبین ہیں جن میں ایران قدیم اور ہند قدیم کے باشندے بھی داخل ہیں ۲۔

آخر میں یہ بھی کہہ لیں ایک بہت ہی قلیل تعداد کا فرقہ عراق اور شام میں پایا جاتا ہے جو اپنے آپ کو مسمی کہتا ہے۔ یہ لوگ حضرت یحییٰ کے بعد کے کسی بنی کو تسلیم نہیں کرتے۔ حضرت

عیسیٰ کو بھی نہیں مانتے۔ حضرت یحییٰ سے پہلے کے انبیاء کو مانتے ہیں۔ اس کا امکان ہے کہ قرآن نے صاحبین ان کو بھی کہا ہو۔ لیکن سید سلیمان ندوی جیسے محقق اور مولانا عبید اللہ سندھی

۱۔ رسالہ الفرقان، بریلی، شاہ ولی اللہ نمبر، ص: ۳۰۳

۲۔ رسالہ الفرقان، بریلی، شاہ ولی اللہ نمبر، ص: ۳۰۔ مضمون از مولانا عبید اللہ سندھی۔

۳۔ ماغذ از خطبہ صلاحت مولانا سید سلیمان ندوی، سالانہ اجلاس جمعیت علماء ہند، فروری ۱۹۳۲ء، بحوالہ حکومت اہلہ اور علماء مفسرین، ص: ۳۳۔ مرتبہ ابو محمد امام الدین رام نگر۔ مطبوعہ: مکتبہ نشاۃ ثانیہ۔

حیدرآباد۔ ۱۹۳۶ء

جیسے ہر ملک میں گھومنے والے اہل نظر نے صابئین ہندوستانی نسل کے لوگوں کو دیکھا ہے حالانکہ ان دونوں حضرات کے علم میں یہ فرق ضرور ہوگا۔ اس کے علاوہ اس مٹی فریق میں سوائے اہل کتاب ہونے کے اور کوئی وہ خصوصیت نہیں پائی جاتی جن کو مفسرین علماء نے صابئین سے منسوب کیا ہے اور جن کو اس باب میں ہم نقل کر چکے ہیں۔

ہماری رائے میں قرآن کی مختلف اصطلاحوں کا اطلاق چونکہ کبھی کبھی ایک وقت مختلف گروہوں کے لیے اور کبھی کبھی مختلف زمانوں میں مختلف گروہوں کے لیے بھی ہوتا ہے اس لیے یہ ممکن ہے کہ اس مٹی فرقہ پر بھی قرآنی اصطلاح صابئین کا اطلاق ہو لیکن ہندوستانی مذہبی قوم کا صابئین کے ذیل میں آنا شک و شبہ سے بالاتر ہے۔

..... عالی مرتبت صابئین تمام بے پاس آئیں گے
اور وہ تمہارے ہو جائیں گے۔ وہ تمہارے بعد آئیں گے۔ پاب زنجیر اور
تمہارے سامنے جھک جائیں گے۔ وہ تم سے نہایت عاجزی سے کہیں
گے۔ بے شک خدا کے سوا کوئی خدا نہیں ہے۔

(بائبل۔ یسعیاہ نبی کی کتاب ۴۵: ۱۴)

”وہ سب کے سب شرمسار اور پشیمان ہوں گے۔ وہ سب جو بُت
بنانے والے ہیں، آپس میں شرمندہ ہوں گے۔“

(بائبل۔ یسعیاہ نبی کی کتاب ۴۵: ۱۶)

باب ۱

یکسانیت اور ازلی رشتے

رجحانات اور تعلقات کا جائزہ ضروری ہے | عربوں کی روحانی ہلاکت کے بعد آج

ہم کم سے دور سے گزر رہے ہیں اس کا تجزیہ ہمارے لیے بہت ضروری ہے۔ ایک قوم چودہ سو سال قبل ملک عرب میں تبدیل ہوئی تھی، ایک اب ہندوستان میں تبدیل ہوگی۔ دونوں کے مذہبی رجحانات اور بگاڑ کا تقابل انتہائی ضروری ہے، پھر ہم یہ بھی دیکھیں گے کہ موجودہ ہندومت اور اسلام میں کون کون سی اقدار مشترک ہیں اور یہ بھی کچھ کم اہم نہیں کہ ہم باضی میں عرب اور ہندوستان کے معاشرتی، تمدنی، جغرافیائی اور روحانی تعلقات پر نظر ڈالیں۔ کیونکہ جس قوم کو ہمیں دعوت دینا ہے اسے پہلے ہرنس سے سمجھنا ضروری ہے۔ تو آئیے پہلے جائزہ لیں مشرکین کہ اور موجودہ ہندو قوم کے بگاڑ کا۔

حیرت انگیز مماثلت | حدیث رسول پاکؐ ہے: "اسلام کا آغاز اجنبیت کی حالت میں ہوا اور پھر وہ اسی طرح اجنبیت کی طرف لوٹ جائے گا جیسا

کہ شروع میں تھا۔ پس خوشخبری ہے اجنبیوں کے لیے۔" ۱۷
کیا ہم آج اسی غربت اسلام کے دور سے نہیں گزر رہے ہیں جس سے رسول خدا اور خدا کیان رسولؐ کی دور میں گزرے تھے۔

۱۷ وہ سیکڑوں بتوں کی پوجا کرتے تھے یہ قوم ہزاروں بتوں کی پجاری ہے۔

۱۸ نہ مسلم کتاب الایمان، باب جاء الاسلام غرباً۔ بحوالہ معرور و منکر از سید جلال الدین عمری ص ۲۱۸

اس وقت سے آج تک کوئی دوسری قوم میں ایسی نہیں ملتی جو سیکڑوں ہزاروں بتوں کی بجا رہی ہو۔
 وہ اپنی بیٹیوں کو زندہ دفن کرتے تھے۔ یہ اپنی عورتوں کو زندہ جلا رہے ہیں۔ اور رستہ
 کے کچھ علاقوں میں آج بھی بیٹیوں کو پیدا ہوتے ہی قتل کر دیا جاتا ہے۔

وہ رسول خدا کے پاس باہمی رضامندی (Compromises) کے فارمولے لاتے تھے کہ تم
 ہمارے بتوں کو برا نہ کہو، ہم تمہارے خدا کو تسلیم کیے بیٹے ہیں۔ اس قوم کے افراد وقتاً فوقتاً ایسے
 فارمولے (Compromises) ہمارے سامنے پیش کرتے رہتے ہیں کہ ہر مہم کی اچھی باتیں لے کر
 انسانیت کے مذہب کو مانو۔ دنیا کے کسی دوسرے دینی اور لادینی مذہب کے پیرو، یہودی، عیسائی
 یا کیرسٹ ایسا نہیں کرتے۔ وہ صرف اپنے طریقے کو اچھا کہتے ہیں۔

ان کا بھی ایک گروہ کعبہ کا ننگا طواف کرتا تھا۔ ان کے بھی بعض گروہ ننگے ہو کر اپنی پوجائیں
 کرتے ہیں۔

ان کے مخالف گم تھے ز صحت ابراہیم کا کہیں پتہ نہ تھا۔ ان کا بھی گھویا ہوا ہے۔ (صدا)
 کو یہ ایشورانی یعنی کلام خدا کہتے ہیں لیکن یہ کس پر نازل ہوئے انھیں نہیں معلوم)۔
 کیسی حیرت انگیز مماثلت ہے ان دونوں قوموں کے مذہبی رجحانات میں، جن کے درمیان نام ہیں اور
 جن کے درمیان رسول اکرم کو اس مکتی دور میں مبعوث کیا گیا تھا۔

عقائد کے بگاڑ کے جس آخری درجہ پر رسول اللہ کی بعثت کے وقت مشرکین مکہ پہنچ گئے
 تھے ٹھیک اسی طرح موجودہ ہندو قوم عقائد کے بگاڑ کی آخری انتہا پر پہنچ چکی ہے۔ تاریخ کے اپنے آپ
 کو دہرانے اور اس قوم کی تبدیلی کے لیے انتخاب کیے جانے پر حیرت نہیں ہوتی چاہیے۔ اہل مکہ کے بحیثیت
 مجموعی اسلام میں داخل ہونے سے چند برس قبل تک کوئی اس کا تصور بھی نہیں کر سکتا تھا۔ صرف
 قادر مطلق کی پیشین گوئیوں پر نذاریان رسول کو یقین تھا اور تاریخ نے دیکھا کہ وہ معجزہ رونما
 ہوا۔ آج بھی اگر پرستھی، نذر پر دیکھنے والوں کو کتنا ہی ناممکن کیوں نہ معلوم ہو۔ ہم اللہ اور اس کے
 رسول صادق کی پیشین گوئیوں پر مکمل ایمان رکھتے ہیں

ہندو اور مسلمانوں کی مشترک اقدار | ہندو دنیا کی سب سے پہلی شریعت والی قوم ہیں اور مسلم آخری شریعت والی قوم

اور ان دونوں کو حکمت الہی نے ایک ہی ملک ہندوستان میں اکٹھا کر دیا ہے۔

ہندوستان کے تمام مندر اور مسجد شرقاً و غرباً یعنی قبلہ رو تعمیر ہوئے ہیں۔ ڈیو بائس اپنی کتاب میں لکھتا ہے:

”بڑے بڑے منادر کا طرز تعمیر اور ڈھانچہ خواہ وہ نئے ہوں یا پرانے ہر جگہ بالکل ایک اور یکساں ہے۔۔۔۔۔ داخلہ کا صدر دروازہ پورب کی سمت میں لکھتا ہے اور یہ ایک ایسی نوعیت ہے جس کا پورا لکھنا ان کے تمام منادر اور معابد میں کیا گیا ہے۔ چلبے وہ بڑے ہوں یا چھوٹے۔۔۔۔۔ مسلمانوں کو تو مسجدوں کی سمت تعمیر کی وجہ معلوم ہے لیکن ہندو نہیں جانتے کہ اللہ نے انہیں اپنے مندر قبلہ رو تعمیر کیے ہیں۔ مختلف لوگ مختلف توجیہات کرنے کی کوشش کرتے ہیں لیکن صحیح علم کسی کو نہیں ہے۔ کہیں یہ ان کے کعبہ سے دیرینہ تعلق کی بنا پر تو نہیں ہے، جسے آج وہ بھول گئے ہیں اور اب خال رواج باقی رہ گیا ہے اور حقیقت کھو گئی ہے؟

ہندوؤں کی چٹنا کا رخ شمالاً جنوباً ہوتا ہے اور یہی مسلمانوں کی قبروں کا رخ ہے۔

مسلمان حج و عمرہ کے موقع پر کعبہ کے ساتھ طواف کرتے ہیں۔ ہندو شادی بیاہ کے موقع پر ان کی سات پھیر لے کر عہد کرتے ہیں۔

مسلمان حج کے موقع پر جو لباس (احرام) پہنتے ہیں وہ دو عدد بغیر سلی چادروں پر مشتمل ہوتا ہے۔ ایک تہ بند کے طور پر باندھی اور دوسری اوپر اوڑھ لی جاتی ہے۔ ہندو تیرتھ کے موقع پر ہزاروں سال پہلے ہی سے یہی لباس زیب تن کرتے چلے آ رہے ہیں بلکہ یہ لباس ان کے یہاں اتنا مقدس مانا گیا ہے کہ اس کی بدلی ہوئی شکل عام زندگیوں میں مردوں نے دھوئی اور عورتوں نے ساربی کی شکل میں اپنالی ہے۔

حج و عمرہ کے موقع پر مسلمانوں کے لیے بالکثر مانا لازم اور منڈانا افضل قرار دیا گیا ہے۔ ہندو ہزاروں سال قبل سے ہی تیرتھ کے موقع پر اپنے سر منڈواتے چلے آ رہے ہیں۔

مسلمان حج یا عمرہ کے موقع پر جب حالت احرام میں ہوتے ہیں تو ان کے فردوں کو جوتے یا ایسے چپل پہننے کی اجازت نہیں ہوتی جس سے پاؤں کا اوپری حصہ ڈھک جائے۔ موجودہ دور میں ہوائی چپل اس مقصد کے لیے استعمال کیے جاتے ہیں تاکہ چلنے میں دشواری بھی پیش نہ آئے اور پاؤں کے اوپری حصے پر صرف دو پتلی پٹیاں رہیں۔ ہندو ہمیشہ سے تیرتھ کے موقعوں پر لکڑی کی ایسی کھڑاؤں پہنتے آئے ہیں جن کے اوپر کوئی پٹی نہیں ہوتی بلکہ صرف لکڑی کا کھونٹا نما انگوٹھا ہوتا ہے۔

مسلمان حقیقۃً کے موقع پر بچے کا نام رکھتے ہیں اور اس کا سر منڈتے ہیں۔ ہندو پہلے ہی سے نام کرن سنہ کار بچے کا نام رکھنے کی مذہبی رسم کے موقع پر اپنے بچوں کا سر منڈتے آ رہے ہیں۔ کیا آپ یہ تصور بھی کر سکتے ہیں کہ رسول خدا نے یہ رسومات چودہ سو سال پہلے ہندومت سے مستعار لی تھیں (نعوذ باللہ) حقیقت یہ ہے کہ اس قوم کا کعبہ سے دیرینہ تعلق ہے اور یہ دنیا کی واحد مذہبی قوم ہے جس نے اپنی روایات کو خرافات کی شکل میں بھی باقی رکھا ہے۔ اگر حضرت نوحؑ نے اپنی قوم کو کعبہ کے تعلق سے یہ رسومات دی تھیں تو حضرت موسیٰؑ اور حضرت عیسیٰؑ نے بھی یقیناً اپنی قوموں کو دی ہوں گی۔ وقت کے لمبے سفر میں اصل حقیقت کعبہ گم ہو گئی جس کے بعد دیگر قوموں نے تو ان ظاہری رسومات کو بھی کھو دیا، لیکن اس قوم نے ان رسومات کو کسی نہ کسی شکل میں باقی رکھا۔ اس طرز کی سیکڑوں مثالیں ہیں جن میں ہم طوالت کی وجہ سے یہاں پیش نہیں کر رہے ہیں۔ لیکن یہ سمجھ لیں کہ یہ اس قوم کی ایک بہت قیمتی صفت ہے۔ اگر ان کی گم شدہ حقیقتیں کسی طرح انھیں واپس دی جا سکیں تو دوسری تمام قوموں کے مقابلے میں ہندو قوم کا اسلام کو سمجھ سکا سب سے آسان ہے۔ حقیقت فراموش ہو کر روایات باقی رہ جانے والی خرابی مسلمان قوم میں بھی پیدا ہو چلی ہے۔ جسے محسوس کر کے ملازم اقبالؒ نے کہا تھا ہے۔

یہ اُمت خرافات میں کھو گئی، حقیقت روایات میں کھو گئی

لیکن اس امت کی کتاب اور اس کا رسول قیامت تک کے لیے محفوظ ہے۔ مسلمانوں کو کھوئی ہوئی حقیقتیں کتاب اور رسول سے رجوع کر کے واپس ہی جاسکتی ہیں۔ ہندو علماء کے بقول اگر وہ صرف علم خداوندی کا نام ہے کسی خاص کتاب کا نہیں تو پھر یہ کہنا چاہیے کہ ہندو قوم کی کتاب اور رسول دونوں کھوئے ہوئے ہیں۔ ان کی حقیقتیں ہم جب ہی واپس کر سکتے ہیں جب ان کی کتاب اور ان کا رسول ڈھونڈ کر انھیں واپس کر سکیں۔

رشتے ازل سے ہوتے ہیں | رشتے پیدا نہیں کیے جاتے ازل سے قائم ہوتے ہیں صرف جسمانی نہیں ہوتے روحانی بھی ہوتے ہیں۔ ان کا ظہور

چاہے جب بھی ہو۔ یہ اصول صرف انفرادی رشتوں کا ہی نہیں بلکہ قوموں اور گروہوں کا بھی ہے۔ صرف انسانی رشتوں کے لیے ہی نہیں بلکہ حیوانی نباتاتی اور جماداتی رشتوں کا بھی یہی اصول ہے کہ وہ بھی ازل میں۔ یہ ایک الگ تفصیلی موضوع ہے جس کے سائنٹیفک ثبوت ہیں۔ اس پس منظر میں آئیے دیکھیں کہ تبدیل ہونے والی قوم اور اس کے مسکن ہندوستان کے حضرت محمدؐ کی جائے پیدائش عرب اور عربی قوم سے کیا رشتے ہیں۔ اس ذیل میں ہم مختلف نامور محققین کی تحریروں کے کچھ اقتباسات پیش کر رہے ہیں۔

مستشرقین میں یمن کی قوم سبائے بھی ہندوستان سے تجارتی تعلقات کو مضبوط کیا تھا۔ مورخ جوزف نیفس نے لکھا ہے کہ یہی کے قریب سبباً 'مقام سے عہد سلیمان میں' جن کا زمانہ ۱۰۰۰ ق م ہے۔ فلسطین سے تجارت ہوئی۔ اسی طرح ہندوستانی ملکن چھینٹ (ایک قسم کا کپڑا) اور دھواں وغیرہ عرب میں مقبول تھے جن کا ذکر عربی اشعار میں ملتا ہے۔۔۔۔۔ خاندان مورہ کے آئندہ میں تمام کتبات آرامی یعنی عربی طرز میں لکھے گئے ہیں۔ اشوک کے کتبات بھی واپسی طرف سے لکھے ہوئے ملے ہیں۔

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ آج سے پانچ ہزار سال قبل ہندوستان میں عربی زبان یا حشر کے دربار میں کیسے پہنچ گئی اس کا جواب یہ ہو سکتا ہے کہ آج سے پانچ ہزار سال پیشتر اس ملک میں

سندھ کا کل مولفہ ڈاکٹر محمد احمد صدیقی استاد شعبہ عربی و اسلامیات یونیورسٹی۔ بحوالہ خاندان سراجی جنوری ۱۹۵۱ء ص ۱۱

ہن حنیف کا دور تھا۔ ۱۰

ہندوستان کی ایک اور جماعت بھی قدیم زمانے سے عرب میں پائی جاتی تھی اس کو عرب مید کہتے تھے۔

..... اصطخری نے لکھا ہے کہ معدو و سندھ کے تمام شہروں میں کفار کا مذہب بودہ ہے اور ان کے ساتھ ہی ایک قوم ہے جسے مید کہا جاتا ہے۔ جاٹ اور مید کے بعد ہندوستان کی ایک اور قوم عرب میں قدیم زمانے سے پائی جاتی ہے وہ سیابجو یا سباجو ہے۔ بلاذری نے فتح البلدان میں اور ابن خلدون نے اپنی تاریخ میں بار بار سیابجو استعمال کیا ہے۔ عرب میں ہندوستان کی ایک اور جماعت زمانہ قدیم سے آباد تھی جسے عرب حرار، حر، احلام اور احامہ کے لقب سے یاد کرتے تھے۔ ۱۱

یہ عجیب حیرت انگیز بات ہے کہ ہند کا لفظ عربوں کو ایسا پیارا معلوم ہوا کہ انہوں نے اس ملک کے نام پر اپنی عورتوں کا یہ نام رکھا۔ چنانچہ عربی شاعری میں یہ نام وہ حیثیت رکھتا ہے جو فارسی میں یلی و شیریں کا ہے۔ ۱۲

تفصیلات محققین کی کتابوں میں بھری پڑی ہیں۔ اردو میں خصوصاً مولانا سید سلیمان ندوی اور مولانا قاضی اطہر مبارکپوری نے عرب و ہند رابطوں پر بہت جامع کتابیں تصنیف کی ہیں یہاں ہم نے بطور نمونہ چند حوالے پیش کیے ہیں جن سے عرب و ہند کے قدیمی روابط کا اندازہ ہو سکتا ہے۔ یہ روابط صرف تمدنی و معاشرتی ہی نہ تھے بلکہ روحانی بھی تھے مثلاً

۱۳ محققین کو اس میں کوئی شبہ نہیں کہ اہل عرب بودہ کو ہی 'بودا سیف' کہتے تھے۔ ۱۴

۱۵ کفر توڑ۔ مصنف و حرم پالی۔ بی۔ اے۔ بحوالہ سہ ماہی 'اوقات' ص ۶۹۔

۱۶ نارہیل سے غنیمت تک۔ مولفہ، قاضی اطہر مبارکپوری۔ بحوالہ معارف ۵ جلد ۸۹

۱۷ عرب اور ہند کے تعلقات از سید سلیمان ندوی۔ ص ۱۲-۱۱

۱۸ کتاب الغرہ۔ ابن عربیم۔ ص ۳۲۵

۱۹ العرب و ہند تعلقات از سید سلیمان ندوی۔ ص ۱۱۵

مذہبی روایات و خصوصاً انبیاء علیہم السلام کی بعثت یا آمد کے سلسلے میں ہمیں متعدد روایات ملتی ہیں۔

آج ایک عام تصور مسلمان ذہنوں میں یہ ہے کہ جن انبیاء کا ذکر قرآن شریف میں ہے۔ ان کا تعلق صرف جزیرہ نمائے عرب سے تھا لیکن یہ دعویٰ کرنے والے حضرات یہ نہیں بتاتے کہ حضرت آدمؑ اور حضرت نوحؑ عرب، مصر، عراق یا شام کے کن حصوں میں دعوت کے لیے مبعوث ہوئے تھے۔ اس سلسلے میں محققین حضرت کو جو کچھ ملا ہے وہ ہم مختصراً پیش کر رہے ہیں۔

حضرت آدمؑ ہندوستان میں | ایک دلچسپ بات یہ ہے کہ شری لنگامیں کوہ سرانڈیپ پر ایک بہت بڑے پاؤں کا نشان

موجود ہے جسے بہت سے مذاہب کے پیرو مقدس مانتے ہیں۔ مسلمان اور عیسائی اسے حضرت آدمؑ کے پاؤں کا نشان بتاتے ہیں، بودھ مذہب کے پیرو اسے گوتم بدھ کے پاؤں کا نشان کہتے ہیں اور ہندو اسے شیو جی کے پیرو کا نشان مانتے ہیں۔ یہ عجیب و غریب روایات بالکل بے بنیاد بھی نہیں ہیں ان کی کڑیاں ہیں عربوں کی تاریخ میں بھی ملتی ہیں۔

اہل عرب کا دعویٰ یہ ہے کہ ہندوستان سے ان کا تعلق صرف چند ہزار برس کا نہیں بلکہ پیدا نسل کے شروع سے یہ ملک ان کا پدری وطن ہے۔ حدیثوں و تفسیروں میں جہاں حضرت آدمؑ کا واقعہ ہے۔ متعدد روایتوں سے یہ بیان آتا ہے کہ حضرت آدمؑ جب آسمان کی جنت سے نکالے گئے تو وہ اسی زمین کی جنت میں جس کا نام ہندوستان جنت نشان ہے اتارے گئے۔ سرانڈیپ (لنگا) میں انھوں نے پہلا قدم رکھا جس کا نشان اس کے ایک پہاڑ پر موجود ہے۔ ابن جریر ابن ابی حاتم اور حاکم میں ہے کہ ہندوستان کی اس سرزمین کا نام جس میں حضرت آدمؑ اترے، دجنا ہے۔ کیا ایک جا سکتا ہے کہ یہ دجنا، دکھنا یا دکھن ہے جو ہندوستان کے جنوبی حصے کا مشہور نام ہے۔ اب ایک ثبوت تفسیر کی کتابوں سے بھی ملاحظہ فرمائیں۔

ابن عباسؓ نے فرمایا کہ آدمؑ کا نور ہند میں تھا۔

واضح رہے کہ قرآن انجیل اور تورات سے یہ روشنی مفسرین کو ابھی تک نہیں مل سکی ہے کہ حضرت آدمؑ دنیا کے کس خطے میں آتا رہے گئے۔ مندرجہ بالا روایات اور شری منکامیں پاؤں کا کہ نشان سے یہ اشارات ملے ہیں کہ حضرت آدمؑ کی بعثت اس سرزمین میں ہو سکتی ہے۔ حالانکہ یہ روایات ضعیف قرار دی جاتی ہیں، لیکن یہ بات ضرور قابل غور ہے کہ دنیا کے کسی اور خطے کے بائیں میں ایسا دعویٰ ہونے کی روایات بھی ہمیں نہیں ملتیں۔

حضرت نوحؑ ہندوستان میں | قرآن سے ہمیں یہ معلوم ہوتا ہے کہ طوفان نوحؑ کے بعد حضرت نوحؑ کی کشتی جو دی سباڑ پر رکھی گئی جو کہ عراق کے علاقے کردستان میں ہے۔ بالیبل سے پتہ چلتا ہے کہ کوہ ارات پر ان کی کشتی ٹھہری تھی۔ (جودی سباڑ کوہ ارات کے سلسلے کی ہی ایک چوٹی ہے)۔ لیکن آج تک مفسرین نے یہ نہیں بتایا کہ کشتی کے ٹکنے کے بعد حضرت نوحؑ کا خطہ تبلیغ دنیا کے کون کون سے علاقے رہے اور یہ بھی پتہ نہیں چل سکا کہ طوفان نوحؑ سے پہلے حضرت نوحؑ چند تھو سال تک کہاں رہے۔ تورات سے صرف اتنا معلوم ہوتا ہے کہ حضرت نوحؑ اور ان کے ساتھی طوفان کے بعد بابل میں اکٹھا ہوئے اور وہاں سے پوری روئے زمین پر پھیلے۔

”اس لیے اس کا نام بابل ہے کیونکہ خداوند نے وہاں پر تمام اہل زمین کی زبانوں کو غلط کر دیا تھا۔ اور وہاں سے ان (حضرت نوحؑ اور ان کے ساتھیوں) کو خدا نے تمام روئے زمین پر پھیلایا“ (توریت کتاب پیدائش ۱۱-۹)

قرآن یہ بتاتا ہے کہ نور سے پانی ابنا شروع ہوا تھا، اور یہاں سے طوفان کی ابتدا ہوئی تھی۔ ترجمہ:- ”یہاں تک کہ جب ہمارا حکم آپہنچا اور تور سے پانی ابنا شروع ہوا (تو) ہم نے کہا کہ اس (کشتی) میں ہر قسم کے جوڑوں میں سے دو کو چڑھا لو.....“ (ہود: ۴۰)

لفظ تنور عربی زبان کا لفظ نہیں ہے۔ فارسی میں اس کے معنی روٹی پکائے جانے والے تنور کے ہیں۔ بیشتر مفسرین نے اس لفظ کو انہیں معنوں میں استعمال کیا ہے اور کچھ تنور سے مراد سطح زمین یا ہے۔ یعنی سطح زمین سے پانی ابنا شروع ہوا لیکن لفظ تنور سے پہلے

قرآن میں الف۔ لام استعمال ہوا ہے جس کا مطلب ہے کوئی مخصوص تنویر۔ اس سلسلے میں علماء کی تشریح دیکھئے :

”اور اگر یہ کہا جائے کہ الف لام التَّنْوِیْن میں ہے۔۔۔۔۔ اس کا جواب یہ ہے کہ یہ عید نہیں کہ نوح کو وہ تنویر معلوم ہو۔“

حسن بصری کا بیان ہے کہ وہ تنویر پتھر کا تھا اور حضرت خواص میں دوٹیاں پکائی تھیں پھر وہ حضرت نوح کے پاس آگیا تھا اور ان سے کہہ دیا گیا تھا کہ جب تم دیکھو کہ تنویر سے پانی اُبل رہا ہے تو اپنے ساتھیوں کو لے کر کشتی میں سوار ہو جانا۔ ۱۷

”یہ تنویر حضرت آدم کا تھا۔ یہ بات مولانا محمد نعیم صاحب مراد آبادی نے بھی اپنی تفسیر میں لکھی ہے۔ پہلے ہم تفسیر فتح القدیر سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا یہ قول نقل کر ہی چکے ہیں کہ حضرت آدم کا تنویر ہند میں تھا۔ آئیے اب ایک اور رخ سے دیکھیں۔“

لفظ تنویر پر بہت سے اقوال اکٹھا کرتے ہوئے علامہ شوکانی نے لکھا ہے :

”..... اُنھوں نے قول یہ ہے کہ وہ ایک مقام ہے جو ہند میں ہے۔۔۔۔۔ ۱۸

یہاں یہ بات دلچسپی سے غالی نہ ہوگی کہ جب ہم نے ہندوستانی ریلوے ٹائم ٹیبل میں تلاش کیا تو ہمیں تنویر (TANUR) نام کا ایک مقام صوبہ کیرالہ میں ملا۔ اور نقشہ میں تلاش کیا تو معلوم ہوا کہ کیرالہ کے ملاپورم (MALAPPURAM) ضلع میں ساحل سمندر پر تنویر واقع ہے۔ یہ ہندوستان کے مغربی ساحل پر ہے جو بحیرہ عرب کے ذریعہ عرب سے جدا ہوتا ہے۔ روایات کی روشنی میں کیا یہ قیاس کیا جاسکتا ہے کہ یہ وہی مقام ہے جہاں سے سیلاب نوح کے شروع ہونے کا ذکر قرآن نے کیا ہے ؟ اس سے دوسرے تمام اقوال کی تطبیق بھی ہو جاتی ہے۔ یعنی ساحل سمندر پر جو مقام تنویر ہے وہاں سطح زمین سے پانی اُبلنا شروع ہوا تھا اور یہی مقام حضرت آدم کا تنویر کہلاتا تھا۔

۱۷ باب مقادیل۔ ج ۲ ص ۱۸۹۔ طبع مصر ۱۳۳۵ھ۔ بحوالہ لغات القرآن مؤلف مولانا عبدالرشید نعمانی

ندوة المصنفین۔ دہلی ۱۳۳۵ھ

۱۸ تفسیر فتح القدیر۔ جلد دوم۔ ص ۴۴

یہ نظر میں رہے کہ ہندوستانی قوم سے حضرت نوح کا زبردست تعلق بحیثیت 'منو' کے ہم پچھلے صنعت میں پورے وثوق کے ساتھ ثابت کر چکے ہیں۔ پیچھے بیان کردہ حسن بصری کے قول سے کہ جب تم دیکھو کہ تور سے پانی ابل رہا ہے تو اپنے ساتھیوں کو لے کر کشتی میں سوار ہو جانا اور ان دوسری تمام روایات سے جن میں کہا گیا ہے کہ یہ تور حضرت آدم کا تھا اور ہند میں تھا یہ ثابت ہوتا ہے کہ حضرت نوح طوفانِ نوح سے قبل ہندوستان میں تھے۔ اب طوفان کے بعد پر غور کریں۔

نرسنگھ اگر وال نے اپنی کتاب میں لکھا ہے کہ آریں قوم ہندوستان میں منو (حضرت نوح) کے ساتھ آئی۔

”آریں جن کو ہندوستان میں فادر منو لے کر آئے تئوں کی پوجا نہیں کرتے تھے؟“
وگجرات کے ایک قانون داں اور محقق ایم۔ زماں کو کھرانے برسوں کی تحقیق کے بعد انکشاف کیا ہے کہ آدم ثانی خاکِ گجرات میں محوِ ستر است می۔ ان کے دعوے کی بنیاد دو سو چالیس فٹ چوڑا ایک قدیم ترین مزار ہے جو گجرات کے اسی تاریخی شہر سے پچیس^{۲۴} میل دور موضعِ بڑیلہ شریف کے نواح میں صدیوں سے مرجعِ خلایق ہے۔ لگاؤں سے تقریباً ایک فرلانگ جنوب میں گھنی جماڑیوں اور سایہ دار درختوں سے ڈھکی ہوئی اس نوگزی قبر کے بارے میں عام تاثر ہے کہ یہاں حضرت نوح کے بیٹے یا پوتے حضرت قبیط کا دفن ہے لیکن ایم زماں کو کھرانے علم کشف القبور کے دولہاء..... کی روایت سے ثابت کیا ہے کہ یہ قبیط انہیں بلکہ خود حضرت نوح ہیں.....“

بہت سے دیگر علماء کشف القبور اور بزرگان کے حوالے تائید میں بیان کرنے کے بعد آگے لکھا ہے:

”بڑیلہ شریف ایک سرحدی گاؤں ہے اور گجرات سے پانچ میل دور جانبِ شمال مشرق

قصہ اناؤد کے نزدیک واقع ہے۔ یہاں سے وادی چھبہ کا علاقہ شروع ہو جاتا ہے اور دریائے چناب اور تومی اس کے قریب ہی بہتے ہیں۔ تقسیم سے قبل ہندو مزار کو منومہرست کے نام سے پکارتے تھے۔ منومہرست سنسکرت کا لفظ ہے اور اس کا مطلب کشتی والا ہے۔ عبرانی لفظ نوح سے بھی یہی معنی اخذ کیے جاتے ہیں۔ سنسکرت کی قدیم کتابوں میں درج ہے کہ آدم کا ایک بیٹا پنکھ پچھیر و سمیٹ کر کشتی پر بلاتا ہے۔ طوفان نوح کا ذکر آریاؤں کی قدیم مذہبی کتابوں میں آیا ہے اور اس حوالے سے ثابت ہوتا ہے کہ اوائل ہی میں نوح کی اولاد برصغیر ہند تک پھیل ہوئی تھی۔ آئینہ گجرات میں درج ہے کہ گجرات کے باشندے حضرت نوح کے بیٹے حام کی اولاد ہیں اور حامیوں نے کشمیر کے نواح میں بڑی بڑی عمارتیں اور خلافت تعمیر کرائے تھے مگر در زمانہ سے لحد حام کے آثار بھی مٹ چکے ہیں لیکن شہروں اور مزارات کی صورت میں ان کی آمد کے نشانات یہاں کے وسیع و عریض علاقے میں پھیلے ہوئے ہیں۔ بڑیلہ شریف کے نواح میں مٹی کے بڑے بڑے تودے اور ٹیلے اس امر کے گواہ ہیں کہ یہاں کبھی اولاد آدم کی مالیشان بستیاں ہوں گی۔ ۱۷

اس تحقیقاتی مقالے کے مندرجہ بالا اقتباسات کے بعد اب ذرا یہ بھی دیکھیں۔
..... یا قوت تومی نے لکھا ہے کہ بو قیر بن یقطن بن حام بن نوح کی اولاد میں سندھ اور ہند دو بھائی تھے جن کے نام سے یہ دونوں ملک مشہور ہوئے۔ ۱۸
ان تمام روایات اور تحقیقات سے کیا اس قیاس کو تقویت نہیں ملتی کہ طوفان نوح سے قبل اور بعد میں بھی حضرت نوح کا تعلق ہندوستان سے رہا تھا؟

حضرت آدم اور حضرت نوح سے متعلق مندرجہ بالا روایات اور تحقیقاتی تحریروں کو اگر آپ علیحدہ علیحدہ دیکھیں تو ان میں سے چند یا ہر ایک کو ضعیف کہہ لیں لیکن اکٹھا ہونے کے بعد ان کی حیثیت تومی اور مستند بن جاتی ہے۔ پھر یہ بھی غور طلب ہے کہ کسی اور ملک میں ان انبیاء کی پشت

۱۷ لفظ نام تومی جنگ ۳۰ رپہ ۳۵۰ و روز نامہ نصف جید آباد۔

۱۸ خلافت راشدہ اور ہندوستان از قاضی الطبرہا کپوری مطبوعہ بحودۃ المصنفین دہلی ۱۳۵۰ء ۲۵

یا وفات کے دعوے ہیں نہیں ملتے۔ اس کے علاوہ اگر ان تمام محققین نے ایک ہی حقیقت پر اپنی اپنی جگہ افسانے گڑھے لیے تو یہ بڑی عجیب بات ہے کہ عربوں نے بھی حضرت آدم اور حضرت نوح کے ہندوستان ہی سے متعلق ہونے کے افسانے گڑھے اور چین، روس، جاپان، یورپ، امریکہ یا آسٹریلیا سے متعلق نہیں گڑھے۔

ویسے بھی اس میں تعجب کی کیا بات ہے۔ اس دور کے انسانوں کے قد ساٹھ ساٹھ میٹر لمبے اور عمریں ایک ایک ہزار سال کی ہوتی تھیں۔ ایسے انسان اپنی عمریں اگر دنیا کے ہر خطے سے گزریں ہوں تو یہ کوئی حیرت کی بات نہیں۔ لمبی عمروں کی روایات تو بہت عام ہیں۔ لمبے قد کے لیے صحیح بخاری میں کتاب الانبیاء و صلوات اللہ علیہم میں حضرت ابوہریرہؓ سے مروی حدیث دیکھو، جاسکتی ہے جس میں ہے کہ حضرت آدمؑ کا قد ساٹھ ذراع رمیٹر تھا۔ اس وقت سے اب تک لوگوں کا قد بڑا برکتسا آ رہا ہے۔

حضرت موسیٰ و دیگر انبیاء ہندوستان میں | جی ہاں! حضرت آدمؑ و نوحؑ ہی ہندوستان میں آمد یا موجودگی کی بہت سی روایات موجود ہیں جن میں کچھ کا ذکر ہم ذیل میں کر رہے ہیں۔

”محققین کو اس میں کوئی شبہ نہیں کہ اہل عرب بودھ کو ہی بودا سمجھتے تھے؟“
اس دور کے ایک نامور عالم مولانا مناظر احسن گیلانی مرحوم کو مہاتما بدھ میں نبوت کا پرتو نظر آتا تھا اور وہ کلام مجید کے ذوالکفل اور کپل دستاؤ کو ایک ہی شخصیت قرار دیتے تھے؟
اے ابن کنگنم کی آثار قدیمہ کی ۶۲-۶۳ء کی رپورٹ کے تذکرے کے ذیل میں ہیں یہ

مقام ہے :
”کنگنم نے اجودھیا میں ان تودوں کی تفصیل بتاتے ہوئے لکھا ہے کہ سنی اور بکیر پر برتنوں کے درمیان مسلمانوں کا ایک مذہبی مقام ہے جو مشرق سے مغرب تک ۶۳ فٹ ہے۔ اور

ہم فٹ چڑا ہے اور اس میں دو مزار ہیں جنہیں حضرت شیث اور حضرت ابوب سے منسوب کیا جاتا ہے۔
 ہندوستان کی سرزمین بھی خلائک پیغمبروں سے خالی نہیں رہی ہے۔ حضرت مجدد الف ثانیؒ
 جیسے بزرگ تک جو عقائد میں بڑے متشدد ہیں ہندوستان میں بعثت انبیاء کے قائل ہیں اور ان
 کو یہاں کے بعض شہروں میں نور نبوت نظر آیا تھا۔ ۱۷

ایم زمان کو کھرا دھن کا ذکر ہم روزنامہ قومی جنگ رام پور کے حوالے سے کر چکے ہیں ان کے بارے
 میں اخبار مزید لکھتا ہے،

ایم زمان کو کھرا نے مزار نوح یا فرزند نوح کے مرقد کے علاوہ وسیع و عریض قبروں کی نشاندہی
 کی ہے ان کے بقول موضع چوگالی میں حضرت خانوغ کنعانی تھے اور وہ حضرت یوسف کے بیٹے
 تھے۔ آئینہ گجرات میں درج ہے کہ قاضی سلطان محمود نے علم کشف القبور کے ذریعہ گجرات کے آس
 پاس متعدد مزارات کی نشاندہی کی ہے۔ ان کا دعویٰ ہے کہ یہ تمام قبریں ان تمام انبیاء علیہ السلام
 کی ہیں جو اولاد موسیٰ و عمران میں سے تھے۔ قدیم تاریخی حوالوں سے اندازہ ہوتا ہے کہ گجرات، علم و
 فضل کے اعتبار سے خطہ یونان ہی نہیں بلکہ روحانیت کی نسبت سے پیغمبروں کا مدفن بھی ہے۔
 روال شریف کے مقام پر ایک مزار موجود ہے جس کی لمبائی عام قبر سے کئی فٹ زیادہ ہے۔ اس کے
 بارے میں یہ کہا جاتا ہے کہ یہاں آدم کے بیٹے شیث کی اولاد میں سے ایک بزرگ دفن ہیں۔ پیرنگر
 میں ہمالان کی ایک تربت ہے۔ بخت نصر کے حملے کے دوران اپنے بیٹے سمیت قید ہو گئے تھے
 اور بابل میں اسیری کے، برس گزارنے کے بعد ہند کی طرف چلے آئے تھے۔ ان کے جد امجد حضرت،
 ہاروت ہیں۔ قصبہ ناٹھامی ایک اسرائیلی سردار نقیب خوشی کی قبر ہے۔ دیلمے قوی کے کنائے سلطان
 طینوس اور فناؤس کی قبریں ہیں۔ یہ دونوں بزرگ حضرت ابراہیم کے بیٹے افراسیم کی اولاد
 میں سے بیان کیے جاتے ہیں۔ سلطان سیاؤوش کے بارے میں یہ مشہور ہے کہ وہ حضرت داؤد
 کے فرزند ہیں۔ ایک نوگزی قبر موضع رنگڑہ میں بھی ہے۔ ان صدیوں اور قرون پرانی قبروں

سے مسلم اٹلیا (اردو) اپریل ۱۹۵۵ء ص ۵۵ ۱۷ مکتوبات جلد اول۔ مکتوب نمبر ۲۵۵۔ بحوالہ اسلام
 میں دوسرے مذاہب اور اہل مذاہب کی حیثیت: از شاہ معین الدین دہلوی۔ مطبوعہ: رسالہ معارف
 جلد ۹۵ ص ۱۱۱

نے اگر اپنے تقدس اور احترام کو برقرار رکھا ہو سکتا تو اس بارے میں یہی کیا جاسکتا ہے کہ یہ پیغمبروں کے معجزات ہیں۔“ لے

حضرت موسیٰؑ کے بارے میں ہندوستان کی جین قوم کی روایات میں یہ ملتا ہے کہ وہ ہندوؤں تشریف لائے تھے۔

اگرچہ حضرت آدمؑ و نوحؑ کے ضمن میں بیان کردہ روایات کے مقابلے میں مندرجہ بالا روایات کی حیثیت اور زیادہ کمزور ہے لیکن پھر بھی کیونکہ روایات موجود ہیں اس لیے ہم نے مختصراً بیان کر دیں۔

حضرت عیسیٰؑ ہندوستان میں | حضرت عیسیٰؑ کی ہندوستان میں آمد کے بارے میں کشمیر اور لداخ میں بہت سی روایتیں مشہور ہیں

روسی اور انگریزی محققین نے بھی اس کا ذکر کیا ہے۔ ذیل میں ہم ہندی زبان کے مشہور رسالے کا دہینی (مارچ ۱۹۵۷ء) میں چھپے اچاریہ رجیش کے ایک مضمون ”عیسیٰؑ کی نامعلوم زندگی“ (ईसा का अज्ञात जीवन) سے کچھ اقتباسات نقل کر رہے ہیں۔ (ترجمہ ہندی سے اردو)

”..... ہندوستان کے پاس یہ یقین کرنے کے کئی ثبوت ہیں کہ عیسیٰؑ کشمیر میں ایک بدھ مٹھ میں ٹھہرے رہے۔ کشمیر میں کہانیاں مشہور ہیں کہ عیسیٰؑ وہاں تھے ... مراقبے میں غرق تھے پھر وہ یروشلم میں ظاہر ہوئے اس وقت وہ تیس سال کے تھے۔“

ایک فرانسیسی مصنف اپنی کتاب ”جنت کا سانپ“ (The Serpent Of Paradise) میں کہتا ہے۔ ”کوئی نہیں جانتا کہ تیس سال کے ہونے تک انھوں نے کیا کیا اور کہاں رہے۔ ایک روایت کے مطابق وہ کشمیر میں رہے تھے؟“

”..... روسی سیاح کنکلاس فیروپچ جو کہ قریب ۱۸۸۰ء کے آس پاس ہندوستان آیا تھا۔ لداخ گیا۔ وہاں وہ بیمار پڑ گیا اور مشہور ہنسیس گیمپا میں رہا۔ گیمپا میں اپنے قیام کے دوران وہ متعدد بدھ گرنتھ پڑھ گیا اس نے ان بدھ گرنتھوں میں عیسیٰؑ کا ان کی تعلیمات اور

لے روزنامہ قومی جنگ۔ امبار سہارا پانچ ۱۹۵۷ء

ان کے لداخ کے سفر وغیرہ کے بارے میں کافی بیان پایا۔ بعد میں اس نے ایک کتاب شائع کی۔ اس میں عیسائی کے لداخ اور مشرق کے دوسرے ممالک کے سفر سے ملتی بیانیوں کا ذکر کیا ہے۔ یہ بیان کیا گیا ہے کہ لداخ میں عیسائی اونچے پہاڑوں کے دروں میں سے گزر کر بریلے راستوں و پنڈوں کو پار کرتے ہوئے کشمیر میں پہلے مقام پہنچ گئے۔ وہ پہلے مقام گڈریہ گاؤں میں کافی لمبے عرصے اپنی بحیرہ بکریوں کی دیکھ بھال کرتے رہے۔ یہاں عیسائی کو اسرائیل کی کچھ کھوئی ہوئی قوموں کے نشانات ملے ایسا بیان ملتا ہے کہ عیسائی کے قیام کے بعد سے ہی یہ گاؤں پہلے مقام کے نام سے پکارا گیا۔ پہلے ہکا کشمیری زبان میں مطلب ہے گڈریہ اور 'گام' کا مطلب 'گاؤں'۔ بعد میں سری نگر جلتے ہوئے عیسائی آرام کے لیے رُکے اور اسٹکم (इस्मकम) مقام پر انھوں نے اپدیش دیئے۔ یہ گاؤں بھی اسٹکم (عیسائی کے آرام کی جگہ) نام سے ان کے پیچھے ہی پکارا جانے لگا۔ ۱۰

اسی ہندی رسالے کا دہمینی کے دسمبر شمارے میں شانی نیچ ہری دوارا لکھک
مضمون "مقبول لاما کی قربت میں عیسائی" (इसा के सान्निध्य में तिब्बती लामा के)

کے عنوان سے چھپا ہے۔ اس کے اقتباسات بھی ہم نقل کر رہے ہیں۔ (ترجمہ ہندی سے اردو)
"یہ تیس سال عیسائی نے کہاں اور کس طرح گزارے" یہ جاننے کے لیے عالموں نے کافی
ریسرچ کی ہے۔ ریسرچ اسکالروں میں سب سے آگے ہیں روسی عالم نورودوچ، جنھوں نے
لگاتار چالیس سال تک مختلف ملکوں کا سفر کر کے ریسرچ کی اور اپنے نتائج کو ۱۸۹۹ء میں "عیسائی
کی نامعلوم زندگی" (Unknown Life Of Jesus) نامی کتاب کی شکل میں شائع کر دیا۔
نکولس نورودوچ اپنے تحقیقاتی سفر کے دوران تبت بھی گئے اور انھوں نے تبت کے نبوس
بودہ ونا میں تار کے پتوں پر لکھا ہوا لکھ قدیم گرتھ دیکھا۔ نورودوچ نے اس بودہ ونا میں
گزارے عرصہ کا بیان اس طرح لکھا ہے۔۔۔ "میں جب ایک گھما میں گیا تبت وہاں ایک لانا
نے مجھے ایک ایسے پیغمبر کے بارے میں بتایا جسے وہ بودہ کا ہی ایک روپ مانتا تھا۔ لانانے اس
پیغمبر کا نام عیسائی بتایا اور کہا کہ ہم لوگ عیسائی کا نام بڑی عزت کے ساتھ لیتے ہیں۔ ان کے بارے میں
نہ یہ لفظ ہندی میں اس طرح لکھا تھا۔ عیسائی اور مقام سے بنا ہوا معلوم ہوتا ہے۔

ہمیں زیادہ معلومات نہیں ہے۔ لیکن بڑے لاما کے پاس ایک قدیمی گرتھ ہے جس میں عیسیٰ کے بارے میں بہت کچھ لکھا ہے کسی طرح نوردوچ نے وہ قدیمی گرتھ دیکھنے اور اس کی تصویر اتارنے میں کامیابی حاصل کر لی۔ اس گرتھ میں باب ۱۴ اور ۲۴ اشلوک میں۔ گرتھ میں عیسیٰ کے بارے میں جو بیان ملتا ہے وہ اس طرح ہے۔ عیسیٰ یگان حاصل کرنے کی غرض سے ہندوستان آئے۔ ان دنوں یروشلم کے سوداگروں کے قافلے تجارت کے لیے یہاں آیا کرتے تھے۔ عیسیٰ بھی ایک تجارتی قافلہ کے ساتھ سندھ ہوتے ہوئے ہندوستان آئے تھے..... عیسیٰ سب ہی انسانوں سے محبت کرتے تھے۔ اور انھیں بھی ویشیشٹوور سبھی پیار کرتے تھے۔ ان دنوں وہ جگن ناتھ پوری میں ٹھہرے ہوئے تھے۔ جگن ناتھ مندر کے سجادوں کو یہ پتہ چلا کہ عیسیٰ شودروں سے بھگتے ہیں تو وہ ان سے ناراض رہنے لگے۔ عیسیٰ کو جب سجادوں کی ناراضگی کا پتہ چلا تو وہ جگن ناتھ مندر چھوڑ کر راج گڑھ چلے گئے..... چھ سال وہاں رہے اس کے بعد نیپال ہوتے ہوئے تبت پہنچے۔ سو سال تک اس طرح سفر کرتے ہوئے ایران کے راستے سے اپنے وطن لوٹ گئے۔ تبت کے سفر کے دوران انھوں نے چند سال انہوں نے وہاں کے ساتھ بھی گزارے تھے.....

انجیل میں بھی ایسا بیان ملتا ہے کہ بیت لحم میں جب عیسیٰ کا جنم ہوا تب مشرق کے کوئی یگانی پریش ان کا درشن کرنے کے لیے بیت لحم آئے۔ آرتھر مل نے اس یگانی پریش کو بدھ سیاسی بتایا ہے۔

۲۔ کرائسٹ ان کشمیر میں عزیز قریشی نے لکھا ہے کہ ان دنوں یہودیوں کی ایک بڑی تعداد ہندوستان میں آکر بس گئی تھی۔ جن کے نشانات ابھی بھی یہاں پائے جاتے ہیں۔ کشمیر کے گوجر لوگ اپنے کو استرائن قبیلے کا بتاتے ہیں ان کے نام اب بھی یہودی ٹھنک کے ہوتے ہیں وہ عبرانی سے ملتی جلتی زبان بولتے ہیں۔ واضح رہے کہ یہودیوں میں بھی عبرانی زبان چھپی پے۔ ان کے گھروں کے نام بھی یہودیوں جیسے ہیں۔ عیسیٰ خود بھی یہودی خاندان میں پیدا ہوئے تھے۔ اہل ان دنوں ہندوستان میں آنے والے یہودی تاجروں کے ساتھ یہاں آ گئے تھے.....

Long Missing Links & Discoveries About Aryans.

دوئی سوالی آشکر کے لکھے ہوئے

اور عیسائی مسیح اور خدا کے بغیر بات ادھوری رہے گی۔ اُنھوں نے اس کتاب میں جیس کی لکھی ہوئی کتاب سے بطور ثبوت کئی تصویریں دی ہیں..... کتنی ہی تصویریں ہیں جن میں ہندوستانی تہذیب کی چھاپ ہے.....

..... بموشیر پران (भविष्य पुराण) کے پرنگ ۳۷ ادھیائے ۳۲ کے ۲۱ سے ۲۶ اشلوک تک ہمالیہ پر عیسائی سے شکا ویش کی ملاقات کا بیان اس طرح ملتا ہے۔ ”ایک بار شکا ویش ہمالیہ سے آگے چڑھ کر (हृण) ویش گئے وہاں انھوں نے ایک سفید پوش گورے رنگ کے منت کو پہاڑوں میں گھومتے ہوئے دیکھا۔ شکا ویش نے اُن سے تعارف چاہا تو منت نے کہا کہ عیسائی میرا نام ہے۔ میں نے کنواری ماں کے پیٹ سے جنم لیا ہے اور میں غیر ملک سے آیا ہوں۔ مجھے مسیح کہا جاتا ہے.....“
مندرجہ بالا مضمون میں اس کے علاوہ ویش چند روت کی کتاب ”قدیم ہندوستان میں تہذیب کی تاریخ“ (History Of Civilisation In Ancient India) اور ڈاکٹر اسپنسر کی ”عیسائی کی پوشیدہ زندگی“ (Mystic Life Of Jesus) کے حوالے سے بھی حضرت عیسائی کا ہندوستان آنا ثابت کیا گیا ہے۔

یہ تین ہندوستانی، انگریزوں اور ایک روسی کی تحقیقات انھیں آپ مانیں یا نہ مانیں (حالانکہ نہ ماننے کی کوئی وجہ بھی نہیں ہے) اب آئیے دیکھیں نبی آخر الزماں حضرت محمدؐ کے ہندوستان سے تعلق کی روایات۔

”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک صحابی حضرت تبیم داریؓ جو

حضرت محمد مصطفیٰؐ اور ہندوستان

شہر میں مسلمان ہوئے ان کے بارے میں ایک چلتی ہوئی روایت ہے کہ وہ جنوبی ہند میں تبلیغ اسلام کے لیے تشریف لائے تھے اور یہیں انتقال فرمایا اور فوجی مدارس میں ان کی قبر موجود ہے۔
”طبقات ابن سعد، سیرت ابن ہشام اور تاریخ طبری وغیرہ میں ہے کہ شہر میں حضرت

عہد ۱۳۵۵ تا ۱۳۶۰ کا دہائی۔ دسمبر ۱۳۵۵ء

شہر خلافت راشدہ اور ہندوستان از قاضی محمد مبارک پوری۔ مطبوعہ ۱۳۵۵ھ ۱۳۵۶ھ

خالد بن ولیدؓ نبھان سے جو حادث کا ایک وفد لے کر رسول اللہؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے..... رسول اللہؐ نے ان کا ان وفد کو دیکھ کر فرمایا: "یہ کون لوگ ہیں جو گویا ہندوستان کے آدمی ہیں؟"۔

مندرجہ بالا روایات سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ آپؐ ہندوستانیوں کو اتنی اچھی طرح جانتے تھے کہ غیر معروف لوگوں کا حلیہ بیان کرنے کے لیے آپؐ نے ہندوستانیوں کی مثال دی۔ ذیل میں دو روایتیں ہم نظر نقل کر رہے ہیں جن سے آپؐ کا ہندوستانیوں سے واقف ہونا ثابت ہوتا ہے۔

"یوں تو عہد رسالت میں ہندوستان کی مختلف قومیں دیار عرب میں موجود تھیں مگر ان میں سے نظر رجاء اور سیاحہ بڑی تعداد میں عرب کے مشرقی ساحل اور ان سے متصل آبادیوں میں رہتے تھے اور پورے عرب کے لوگ ان سے اچھی طرح واقف تھے۔ خود رسول اللہؐ اور صحابہ کرامؓ ان کو جانتے اور پہچانتے تھے۔ چنانچہ جامع ترمذی کے ابواب الاشال میں..... حضرت عبد اللہ ابن مسعودؓ کے الفاظ یہ ہیں: کچھ لوگ میرے قریب آئے۔ وہ اپنے جسم اور بال میں جاٹوں کے مشابہ تھے۔"

مندرجہ بالا حدیث کے بارے میں امام ترمذی نے لکھا ہے کہ یہ حدیث اس طریقے سے حسن فریب منگ ہے۔

لیجئے بخاری میں معراج کے باب میں یہ روایت ہے کہ رسول اللہؐ نے حضرت موسیٰؑ کو رنگ اور جسامت میں جاٹ سے تشبیہ دی ہے۔

"حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں نے حضرت عیسیٰؑ، حضرت موسیٰؑ اور حضرت ابراہیمؑ کو دیکھا۔ عیسیٰؑ تو سرخ رنگ، گھونگھریا لے بالوں اور چوڑے سینے والے ہیں۔ رہے موسیٰؑ تو وہ گندمی رنگ اور سیدھے بالوں والے تھے۔ گویا وہ جاٹوں (زط) میں سے ہیں۔"

۱۔ ۲۹، ۳۰، ۳۱ مطبوعہ ۱۹۷۷ء ص ۲۹، ۳۰، ۳۱ بالترتیب

۲۔ ترمذی شریف (اردو) مطبوعہ ربانی بکڈ پوسٹل ڈپل ۱۹۷۷ء جلد دوم ص ۱۳۵

۳۔ بخاری کتاب الانبیاء باب ما ذکر فی الکتاب کریم۔

یہاں تک تو ہم نے وہ روایات پیش کی ہیں جن میں ہندوستانیوں سے آپ کی واقفیت کا ذکر ہے لیکن بات صرف واقفیت تک ہی کی نہیں ہے بلکہ خصوصی تعلق، محبت اور نگاہ آپ کو اس ملک سے تھا۔ ملاحظہ فرمائیں۔

۱۔ عربوں کو ہندوستان سے ہمیشہ بڑا نگاہ دور رہا ہے..... عربوں کا خیال ہے کہ حضرت آدمؑ دنیا میں دجنا کے مقام پر اتارے گئے جو ہندوستان میں واقع ہے۔ نور محمدی حضرت آدمؑ کی پیشانی میں امانت تھا۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ محمد رسول اللہؐ کا ابتدائی ظہور اس سرزمین میں ہوا۔
۲۔ ایک روایت یہ ہے کہ جنت سے چار دینا نکلے ہیں: نین، فرات، جیحون اور سیحون۔ نین تو مصر کا دریا ہے۔ فرات عراق میں، جیحون ترکستان میں۔ سیحون کے متعلق یہ ہے کہ ہندوستان کے دریا کا نام ہے۔ کیا جنت کے اس چوتھے دریا کو نگاہ کریں گے؟ بعض لوگوں نے کہا: ”کو دریا ہندہ قرار دلیے۔“ ۳۔

۴۔..... اسکی مناسبت سے عربوں میں یہ روایت مشہور ہے کہ رسول اکرمؐ نے ارشاد فرمایا کہ مجھے ہندوستان کی طرف سے ربانی خوشبو آتی ہے اور حضرت علیؑ نے بھی فرمایا کہ سب سے پاکیزہ اور خوشبودار مقام ہندوستان ہے۔ ۵۔

صرف اتنا ہی نہیں بلکہ رسول اکرمؐ نے ہندوستان میں غزوہ کی بھی خوشخبری سنائی ہے۔ ایسا غزوہ جس میں صرف شرکت ہی کر لینے پر دوزخ کی آگ سے حفاظت کی بشارت ہے۔ امام نسائی نے سنن میں باب غزوة الهند کے تحت اور امام طبرانی نے معجم میں سید جید کے ساتھ حضرت ثوبانؓ مولیٰؓ کی رسول اللہؐ سے روایت نقل کی ہے۔

۶۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری امت کے دو گروہوں کو اللہ تعالیٰ نے ناریہ جہنم

۱۔ تفسیر درمشور از علامہ سیوطی جلد ۲ ص ۵۵

۲۔ بحوالہ سید صاحب الدین عبدالرحمن رسالہ معارف فردوسی ۵، ۱۵، ص ۸۴، ۸۵

۳۔ عرب ہند تعلق۔ مولانا سید سلیمان ندوی ص ۳۰۲

۴۔ سبکتہ المرحان فی تاریخ ہندوستان، باب اول۔ بحوالہ سید صاحب الدین عبدالرحمن، رسالہ معارف فردوسی ص ۸۴، ۸۵

سے محفوظ رکھا۔ ایک دہ گروہ جو ہندوستان میں جہاد کرے گا اور دوسرا گروہ جو حضرت عیسیٰ کے ساتھ ہے گا۔

حضرت ابو ہریرہؓ نے کہا کہ ہم سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہندوستان میں غزوہ کا وعدہ فرمایا ہے۔ اگر میں اس میں شریک ہوا تو اس میں اپنی جان و مال خرچ کر دوں گا۔ اگر ارا گیا تو بہترین شہید ہوں گا اور اگر زندہ واپس ہوا تو جہنم سے آزاد ابو ہریرہؓ ہوں گا۔ ” اللہ تعالیٰ ہمیں بھی غزوہ ہند کے لیے قبول فرمائے۔

عرب و ہند کبھی ایک تھے | عرب و ہندوستان کے درمیان ہزاروں صفحات پر پھیلی ہوئی تجارتی، ثقافتی اور روحانی تعلقات پر مبنی

ایک طویل کہانی کے یہ کچھ درمیانی حصے تھے جو آپ کی نظر سے گزریں گے کہیں کہیں تو ایسا محسوس ہوتا ہے کہ ایک ہی کمپیوٹر مشین کے دو حصے ہیں جن کا ایک دوسرے سے مسلسل رابطہ ناگزیر ہے جیسے کبھی کبھی دو جزواں بجائیوں کے درمیان ٹیلی مٹھی کی داغ بیلوں کا تعلق قائم رہتا ہے۔ چاہے وہ ایک دوسرے سے سینکڑوں ہزاروں میل دور ہوں۔ اس احساس کے بعد یہ جان کر حیرت بالکل نہیں ہوگی کہ کبھی دونوں ملک جغرافیائی اعتبار سے بھی ایک دوسرے سے جڑے ہوئے بلکہ ایک دوسرے میں پیوست تھے۔ وقت کے طویل سلسلے میں جو تغیرات رونما ہوئے ان میں یہ دونوں ملک بھی ایک دوسرے سے جدا ہوئے۔

علم طبقات الارض کے ماہرین کی جدید تحقیقات کے مطابق دنیا کے یہ تمام براعظم کائنات میں بلکہ مسلسل حرکت کر رہے ہیں۔ بیس کروڑ سال پہلے زمین کے تمام خشکی کے حصے ایک دو کمرے سے جڑے ہوئے تھے۔ اس خشکی کے خطے کے چاروں طرف سمندر تھا۔ مختلف براعظم اس عظیم خطہ زمین سے ٹوٹ ٹوٹ کر تیرتے ہوئے آج موجودہ شکل میں آ پہنچے ہیں اور اب

۱۔ سنن نسائی جلد دوم ص ۳۰ مطبوعہ مجتہائی۔ دہلی

۲۔ سنن نسائی اور امام احمد بن عساکر اور امام ابن کثیر نے بھی غزوہ ہند کا حدیث کی روایت کی ہے۔ چنانچہ البدایہ والنہایہ جلد ۵ صفحہ ۵۵ میں ہے۔ غزوہ ہند میں حدیث وارد ہوئی ہے جسے حافظ ابن عساکر وغیرہ نے روایت کیا ہے۔ غلام علی آزاد نے مذکورہ بالا دونوں روایتوں کو تفصیل کے ساتھ بحوالہ جہان صفحہ ۱۱ میں درج کیا ہے۔

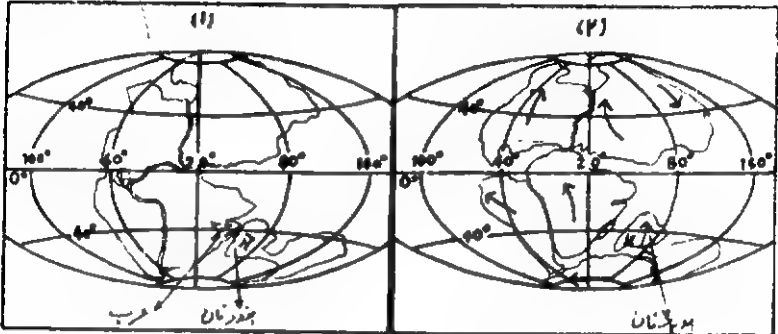
بحوالہ خلافت راشدہ اور ہندوستان از قاضی اعظم مبارکپوری مطبوعہ: ندوۃ المصنفین۔ دہلی۔ ۱۴۰۶ھ و ۱۹۸۶ء

بھی حرکت پذیر ہیں۔ اس موضوع پر ڈوئلڈ شیلر کے لکھے ہوئے مضمون زمین کے براعظم بہہ رہے ہیں ۱۔ [EARTH'S CONTINENTS ARE ADRIFT] سے چند اقتباسات

ہم پیش کر رہے ہیں۔ یہ مضمون ریڈرس ڈائجسٹ جولائی ۱۹۱۱ء کے انگریزی شمارے میں چھپا تھا، اعلیٰ سفر پر جو تصاویر دی جا رہی ہیں وہ بھی ریڈنگ ڈائجسٹ کے اسی مضمون سے لی گئی ہیں۔
 ”دنیا کے چار ارب ساٹھ کروڑ سالہ علم طبقات الارض کی تاریخ میں سمندر ایک اکاؤنٹینٹ
 باجے کی طرح پھیلنے اور سکڑتے رہے ہیں اور براعظم طاقی سمندر میں ایک پرانے جہاز
 کی مانند ڈولنے رہے ہیں۔۔۔۔۔۔ یقیناً اس معے کے کچھ حصے ابھی غائب ہیں اور تمام
 تفصیلات پر سائنس دان متفق نہیں ہو پائے ہیں لیکن ایک عمومی خاکے پر سائنس دانوں کی اکثریت اس حیثیت سے
 اتفاق کر چکی ہے کہ اب صرف ایک نظریہ نہیں رہا بلکہ اسے سائنٹیفک سچائی تسلیم کر لیا گیا ہے۔۔۔۔۔۔ سمندری علوم
 کے ماہر سائنس دان مورس ایوننگ کے الفاظ میں یہ تحقیق سائنس اور نسل انسانی کے
 لئے اتنی اہم ہے جتنی کہ سائنس دان آئسٹن کے حرکت اور قوت کے اصول۔۔۔۔۔۔“

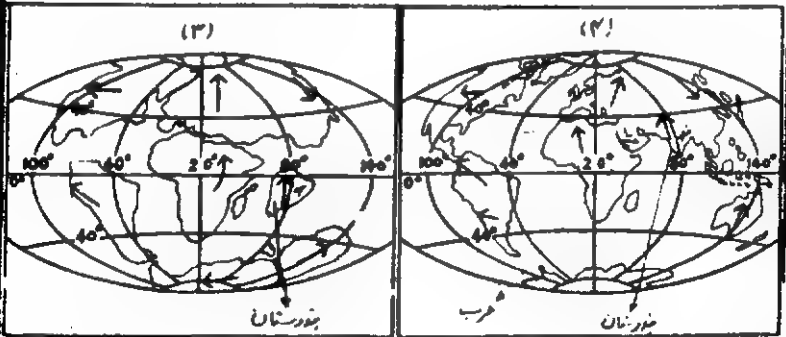
• زمین کے تمام براعظم آپس میں جڑے ہوئے تھے۔ بیس کروڑ سال پہلے یہ زبردست براعظم
 ڈونٹا شروع ہوا۔ یہاں تک کہ آج کی موجودہ شکل یعنی سات براعظم اور مختلف جزائر وجود میں آ گئے
 ۔۔۔۔۔۔ یہ تمام براعظم ایک زبردست طاقت کے ذریعہ جس کا مرکز نامعلوم ہے مختلف سمتوں میں
 بہہ رہے ہیں اور ان کی رفتار ایک سینٹی میٹر سے چندہ سینٹی میٹر سالانہ ہے جو کہ علم طبقات الارض
 کی رو سے ایک زبردست رفتار ہے۔۔۔۔۔۔ مثلاً سائنس دانوں کو یہ معلوم ہوا کہ بحر اوقیانوس
 کی چوڑائی بڑھ رہی ہے۔ یورپ اور شمالی امریکہ ایک دوسرے سے ڈیڑھ سینٹی میٹر سالانہ کی رفتار
 سے دور ہوتے جا رہے ہیں۔۔۔۔۔۔ سمندر کے فرش کی حرکت کی رفتار کا حساب لگانے کے بعد
 سائنس دان یہ معلوم کر سکے ہیں کہ خشکی کے تمام براعظم پہلے کس شکل میں ایک دوسرے سے
 جڑے ہوئے تھے۔ سب سے پہلے ایک زبردست مشرق مغرب دراڑ پیدا ہوئی جس کی وجہ
 سے افریقہ اور جنوبی امریکہ جدا ہوئے۔ انڈیا اٹھکا اور آسٹریلیا علیحدہ ہوئے اور ہندوستان آزاد
 ہو کر شمال کی طرف سے بہنا شروع ہوا۔ بیس کروڑ سال میں زمین نے موجودہ شکل اختیار

کی..... سب سے حیرت انگیز کیس ہندوستان کا ہے۔ جس نے افریقہ اور انڈیا کٹکٹ کا سے ٹوٹنے کے بعد شمال کی طرف آٹھ ہزار آٹھ سو کلومیٹر کا فاصلہ اٹھارہ کروڑ سال میں طے کیا اور ایشیا کے پیٹ میں



۱۔ براعظم میں کروڑ سال قبل

۲۔ دو کروڑ سال تک پہنچنے کے بعد



۳۔ گیارہ کروڑ سال سے زائد پہنچنے کے بعد

۴۔ آج۔ اور اب بھی حرکت پذیر

اس قوت سے داخل ہوا کہ اس کے آگے کی زمین ہالیوڈ سپارٹ کی شکل میں اونچی اٹھ آئی..... موجودہ سمندوں میں موجودہ رفتار سے زمین کے ٹکڑوں کا یہنا جاری رہا تو ہالیوڈ اسپر اور اونچا ہو گا اور پھر ہندوستان ایشیا میں گہستے رہنے سے تھک کر مشرق کی طرف یہنا شروع کر دے گا.....
(ملاحظہ فرمائیں)

اور دیئے نقشوں سے یہ واضح ہے کہ ہندوستان پہلے موجودہ براعظم افریقہ میں جزا ہوا تھا۔ ہندوستان کے الگ ہونے کے بعد کروڑوں سال کی تبدیلیوں کے بعد اس جگہ نے موجودہ عرب کی شکل اختیار کی۔

پرانا تصور یہ تھا کہ زندگی صرف انسانوں، جانوروں اور چند نظر آنے والی مخلوقات میں ہے باقی تمام چیزیں بے جان ہیں۔ پھر سائنس نے نباتات یعنی پریوں پودوں میں زندگی کا ہونا ثابت کیا۔ اور آج سائنس یہ بتاتی ہے کہ ہر شے میں زندگی ہے۔ جمادات یعنی مٹی پتھر وغیرہ میں بھی زندگی ہے۔ بیان تک کہ ان میں احساسات و جذبات بھی ہوتے ہیں۔ (سہی قرآن سے ثابت ہے لیکن فی الوقت یہ ہمارا موضوع نہیں ہے) دنیا کی ہر شے میں زندگی ہونے کے باوجود خاص مادی نقطہ نظر سے سوچنے والے ہماری یہ بات نہیں سمجھ سکیں گے کہ دنیا کی تمام اشیاء میں آپسی تعلقات یا دوریاں بھی ہیں۔ ان دیکھی طاقت کی رہنمائی میں مختلف اصولوں اور ضابطوں میں بندھے ہوئے مختلف اشیاء میں آپس میں محبت اور نفرت کے تعلقات بھی ہیں۔ کیا تعجب ہے کہ عرب کی سرزمین سے ہندوستان کے جزائریانی اعتبار سے جدا ہونے کے بعد بھی ان کے درمیان ایسے تعلقات کی مقناطیس اور ریڈیاں لہریں قائم ہوں جن کی وجہ سے ان ممالک میں ماضی میں بھی گہرے روحانی رابطے رہے ہیں اور مستقبل میں بھی ظاہر ہوتے رہیں گے۔

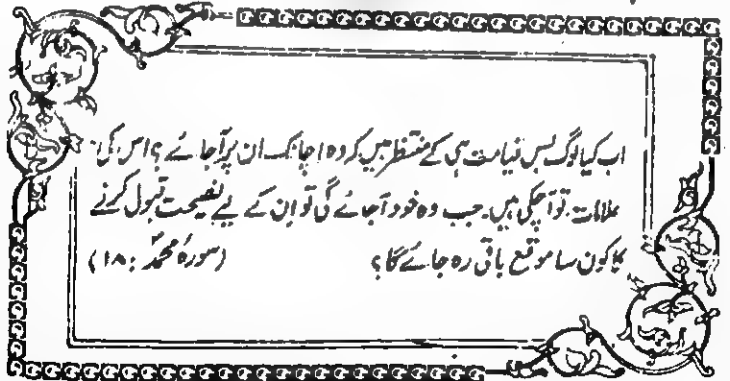
دھول کی تہوں پر نئی پالش نہیں چڑھے گی | مدبر کائنات کے نظم تدبیر پر جس گوشے سے بھی نظر

ڈالیں حسن تدبیر پر عقل حیران رہ جاتی ہے۔

کروڑوں سال پہلے زمین کے دو ٹکڑے جو ایک دوسرے سے متصل تھے جدا ہوتے ہیں۔ پھر ایک ٹکڑے پر دنیا کا پہلا مرد قدم رکھتا ہے اور دوسرے ٹکڑے پر جنت سے اس کی بیوی کو اتارا جاتا ہے (ردایات کے مطابق حضرت خواکِ بدہ میں اتارا گیا تھا) اس طرح دنیا میں بسنے والی نسل انسانی کی ابتدا ہی سے ان دونوں خطوں کے درمیان رابطوں کی شروعات ہوتی ہے۔ ایک

خطے کا نام ہندوستان اور دوسرے کا نام سرزمین عرب ہے۔ طوفانِ نوح ایک ٹکڑے سے شروع ہوتا ہے اور یہاں سے حضرت نوح کی کشتی چل کر دوسرے ٹکڑے پر سیلاب کے بعد کشتی ہے۔ حضرت نوح پھر اسی طرف واپس لوٹتے ہیں۔

ہندوستان کی مختلف نسلوں کے باشندے ہر دور میں عرب کے مختلف حصوں میں پائے جاتے ہیں۔ ایک حصے میں مبعوث ہونے والے انبیاء بھی دوسرے حصے سے اپنا تعلق قائم رکھتے ہیں۔ پھر عرب میں نبی آخر الزماں کا ظہور ہوتا ہے۔ ایک ایسی قوم میں جو تبدیل ہونے سے پہلے عقائد کی گمراہی کے اعتبار سے دنیا کی منفرد ترین قوم تھی۔ وہ خود بدلی اور دنیا کے ایک بڑے حصے کو بدل کر امتِ محمدی میں شامل کیا۔ اور اب چودہ سو سال بعد ہندوستانی قوم جو اس وقت عقائد کی گمراہی کے اعتبار سے دنیا کی منفرد ترین قوم ہے تبدیلی کے قریب ہے اور اوم مت (ओम मत) سے امت میں بدلنے والی ہے اور اس مقصد کی تکمیل کے لیے آخری شریعت کی علمبردار قوم کو حضرت نوح کی قوم یعنی پہلی شریعت والی قوم کے ساتھ ہندوستان میں یکجا کیا جاتا ہے۔ پہلے ویدک ازم پھر جین ازم اور بدھ ازم اور بعد میں مسلمان صوفیاء نے حضرت نوح کے دور سے اب تک اس ملک کو روحانیت کے مرکز کی حیثیت سے برقرار رکھا ہے۔ ہزاروں سال پرانی دھول کی پرتیں ہٹانے کی ضرورت ہے۔ اندر سے جو صاف شفاف ٹرافی نکلے گی اس پر اپنی پالش چڑھانے میں کوئی وقت پیش نہیں آئے گی۔ دھول کی نہروں کی موجودگی میں پالش ہونا ممکن نہیں ہے۔



اب کیا لوگ بس نیامت ہی کے منتظر ہیں کہ وہ اچانک ان پر آجائے؟ اس کی علامت تو آچکی ہیں۔ جب وہ خود آجائے گی تو ان کے لیے نصیحت قبول کرنے کا کون سا موقع باقی رہ جائے گا؟
(سورہ محمد: ۱۸)

اولین آسمانی صحائف۔ وید

وید کا تعارف ہم سب سے اگے کے خدا کی ہی عبادت کرتے ہیں: (رگ وید: ۱-۱-۱) اے سراسر با علم، سب کو روشن کرنے والے پر میشور، ہم کو ہدایت اور مغفرت کے لیے عطا مستقیم سے لے چل۔ اے سکھ داتا پر بھو! حاضر و ناظر مالک، تو سب کے علوم، اعمال، افکار اور معاملات سے واقف ہے۔ ہم سے ٹیرٹھ، مگر اہی اور گناہ کو دور کر۔ ہم تجھے ہی بندگی اور حمد پیش کرتے ہیں۔ (یجر وید: ۱۶-۴۰) ۱۷


’عالم کا مالک ایک ہی ہے۔‘ (رگ وید ۱۰-۱۲۱-۳) دو گو، سنو۔ نرا شنس (محمد) کی لوگوں کے درمیان انتہائی تعریف کی جائے گی:


(اتھرو وید ۲۰-۱۲۶-۱) وہ یوم آخر کو بھلا کر اور علم و عقل کو حقانیت سے ٹھکرا کر ہماری مقرر کردہ حدود کو پھلا


رہے ہیں۔ (رگ وید ۱-۴-۳) یہ کچھ دید منزروں کے تجربے ہیں۔ بنجنگی سے غور کیجئے کہ کیا ہندو مذہب کی موجودہ رائج شکل ویدوں کی ان تعلیمات کے بالکل برعکس نہیں ہے؟ کیا ان تعلیمات اور خبروں میں قرآنی تعلیمات اور خبروں سے ذرا سی بھی عدم مطابقت آپ کو محسوس ہوتی ہے؟ ویدوں میں ایسی صرف چند مثالیں ہی نہیں ہیں بلکہ تمام کے تمام ویدان تعلیمات سے بھرے پڑے ہیں جس کی کچھ اور


۱۷ سدھارک گرد کل بھجرو جسک کے وید پریش خصوصی نمبر راج ۱۷۱ میں دیے گئے سوامی ویدانند جی کے ہندی ترجمہ ص ۵۱ سے اردو کی کٹی۔ بحوالہ معاینات الاسلام۔ از گنشا پرشاد اپادھیائے۔


مثالیں ہم اس باب کے آخر میں پیش کریں گے۔ اس سے پہلے آئیے دیکھیں کہ عام ہندوؤں کی نظر میں ویدوں کا مقام کیا ہے اور جن عیسائی اور مسلم محققین نے کسی حد تک ویدوں میں تحقیق کی ہے، وہ کیا کہتے ہیں۔ عام ہندو عقیدے کے مطابق —


 وید شروٹی گیان رتنا ہوا علم یا سنا جانے والا علم ہیں ہزاروں سال سے وید کہیں تحریری شکل میں موجود نہیں تھے۔ یہ علم پنڈتوں کے حافظے میں تھا اور سینہ بہ سینہ چلا آ رہا تھا۔ سب سے پہلے میکس ملر MAXMULLER نے سخت محنت سے بہت سے ویدوں کے حافظہ پنڈتوں سے سن کر اُسے تحریری شکل میں مرتب کیا۔ تحریری شکل میں نہ ہونے کی وجہ سے عام لوگوں کے لیے انہیں پڑھنا تو ظاہر ہے ممکن ہی نہ تھا۔ وید سننے کی بھی ہر ایک کو اجازت نہ تھی۔

 تمام ہندو مانتے ہیں کہ اصل وید ایک تھا لیکن آج چار وید موجود ہیں۔ اس بارے میں طرح طرح کی قیاس آرائیاں ہیں۔ کچھ لوگوں کا عقیدہ ہے کہ اصل وید کم ہو گیا ہے۔ کچھ کا عقیدہ ہے کہ ان چاروں ہی میں سے ایک اصل وید ہے اور بعض لوگ ایک وید کو ان چار حصوں میں تقسیم شدہ مانتے ہیں۔

 وید یووانی (देव वाणी) یعنی کلام الہی ہیں۔ ہندو لوگ مہا بھارت اور رامان کو تو رشیوں سے منسوب کرتے ہیں لیکن وید کو خدا کا کلام کہتے ہیں۔

 وید برہم کا بیج گیان (ब्रह्म निज जान) خدا کا ذاتی علم ہیں۔

 وید دو طرح کے علوم پر مشتمل ہیں۔ وید مت شروٹی (वेद मन्त्र श्रुति) یعنی سنا ہوا شاستا (वेद तन्त्र श्रुति) اور وید مت شروٹی (वेद तन्त्र श्रुति) یعنی سنا ہوا شاستا

 وید آدی گرنٹھ (आदि ग्रन्थ) یعنی اولین صحائف ہیں۔

موجودہ دور میں ویدوں پر سب سے پہلے تحقیق کرنے والے میکس ملر صاحب (MAX-

MULLER) کو بیس سال تک بے تکان محنت اور بے اندازہ خرچ کرنے پر بھی مزہ سا بن آچلا۔ کی تفسیر ہی مکمل حالت میں حاصل ہو سکی تھی۔ اسی کی بنیاد پر انہوں نے سینکڑوں ہندوستانی

ہندوؤں کی مدد سے کثیر تعداد میں کھوئے ہوئے ویدوں کو دنیا کے سامنے چھپی ہوئی مقدس کتاب کی شکل میں پیش کیا تھا۔ ۱۰

۱۱ آریں انسان سے وابستہ یہ سب سے پہلے اے جانے والے الفاظ ہیں۔ ان کا تعلق دنیا اور ہندوستان کی تاریخ سے ہے۔ یہ پچھلی نسلوں کی یادگار ہیں۔ نسل انسانی کی آریں شاخ سے متعلق طویل کتابی سلسلوں کی پہلی کتاب ہیں۔ (ریکس ملز) ۱۲

۱۳ ان چاروں ویدوں کی ابتداء آسمانی خیال کی جاتی ہے اور یہ مانا جاتا ہے کہ یہ ہمیشہ سے چلے آ رہے ہیں۔ عظیم ترین پیدا کرنے والے سے یہ براہ راست حاصل ہوئے ہیں؟ ۱۴
۱۵ ان کی شروعات کہاں سے ہوئی اس کے بیانات میں تضاد ہے لیکن اس پر اتفاق ہے کہ یہ انسان کو خدا کا براہ راست تحفہ ہیں؟ (روکنس) ۱۶

۱۷ موجودہ شکل تک پہنچتے پہنچتے وید کے مضامین کے بارے میں خاطر خواہ اختلافات رہے ہیں؟ (روکنس) ۱۸

۱۹ ویدوں کی تخلیق کس نے کی؟ یہ نیز محاسن سوال ہے۔ راجہ الحقیدہ ہندو ایسا مانتے ہیں کہ وید غیر انسانی ظاہر خدا کا کلام ہیں۔ مقصد یہ کہ وید خدائی علم ہیں۔ ۲۰ (ڈاکٹر سمجھو ناتھ)
۲۱ عیسائی حقیق ڈیوبائیس لکھتا ہے:

۲۲ اور نقل کرنے والوں سے لاپرواہی یا جہالت کی وجہ سے بڑی تعداد میں غلطیاں ہوئی ہیں۔ (ص ۱۱۱) Hindu Manners, Customs

حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی کے ہم عصر مرزا مظہر جان پانا کے شاہ عبدالغفر بریلوی کے نام

۲۳ لکھنوی لکچررید ص ۲۳ نیز مختصر مہادگیان ج ۱۱ از پندت شری رام شرما

Quoted by Griffith in the preface of the first edition
of the Hymns Of Rig Veda. Volume I

۲۴ W.J. Wilkins in 'Hindu Mythology' ص ۲

۲۵ 'ویدیک سہیت' - پانچ رام گوویند تریویدی،
ہندوستان آج کی تاریخ (ص ۲۳-۲۴)

کھے گئے ایک مکتوب پر تبصرہ کرتے ہوئے پروفیسر غلیق غفاری تحریر کرتے ہیں :

”انھوں نے ہندوؤں کو مشرکان عرب کے مشابہ تسلیم کرنے سے نہ صرف انکار کیا ہے بلکہ وید کو الہامی کتاب مانتے ہوئے ہندوؤں کو اہل کتاب کا مرتبہ دیا ہے۔“

”مظاہر العلوم سہارنپور کے مفتی مولانا محمد یحییٰ صاحب نے ایک سوال کے جواب میں لکھا۔ حضرت مرزا مظہر جان جاناں نور اللہ مرتدہ کے مکتوبات میں وید کے متعلق تحریر موجود ہے کہ انھوں نے اس کو آسمانی اور الہامی کتاب قرار دیا ہے۔۔۔۔۔ نیز مولانا شاہ عبدالعزیز اور مولانا عبدالحی صاحب لکھنوی کے فتاویٰ میں ان کے مقدراؤں کا ذکر ہے جن کو یہ اقوال (آئمے کہتے) کہتے ہیں۔ حاصل یہ ہے کہ جو لوگ مثلاً آریہ اپنے مذہب کو آسمانی و محرم اور اپنی کتاب کو الہامی کتاب کہتے ہیں ان سے ان کے دعویٰ پر برہان طلب کی جاسکتی ہے لیکن بلاوجہ حتمی طور پر اس کا انکار نہ کیا جائے چنانچہ ہمارے استاد مولانا اسحاق صاحب انساب النفاذ ان کے لیے استعمال نہیں فرماتے تھے۔“

اور دارالعلوم دیوبند کے بانی مولانا محمد قاسم صاحب نانوتوی کا مسلک تو اس سلسلے میں اتنا محتاط تھا کہ رام چند جی اور کرشن جی کی شان میں بھی گستاخی کو منع فرماتے تھے کیونکہ ان کے خیال میں ان کے رسول ہونے کا امکان ہے۔

مقدس کیسے مانیں؟ اب تک کا حاصل مطالعہ یہ ہے کہ ویدوں میں آسمانی کلام ہونے کا امکان ہے۔ کم از کم وہ جسے یقیناً الہامی ہیں

جن میں ہزاروں سال قبل دی ہوئی رسول اللہ کی بعثت کی خبریں موجود ہیں لیکن حیثیت مجموعی صرف توحید و آخرت کے عقائد کا موجودگی اس کی دلیل نہیں ہو سکتی کہ انھیں کتاب اللہ کی اس تحریف شدہ شکل کا بھی درجہ دیا جیسے جو توریت، زبور اور انجیل کا ہے۔ اس کی تین وجوہات ہیں۔

- ۱۔ موجودہ توریت، زبور اور انجیل ہی کو کتب مقدس کے درجہ پر رکھنے میں ابھی شبہات ہیں۔
- ۲۔ کلام کے مستند ہونے کی دلیل خود کلام ہو ملے۔ توحید اور آخرت کی صرف چند مثالیں ملنے

لے تاریخ شاخِ حیات، جلد پنجم ص ۵۸، بحوالہ مولانا اخلاق حسین قاسمی، رسالہ ”دینی دہلی“ فروری ۱۹۸۸ء ص ۱۱

مولانا اخلاق حسین قاسمی، رسالہ ”دینی دہلی“ فروری ۱۹۸۸ء ص ۱۳

سے دیدوں کو ابھی تورت۔ ذبور اور انجیل کا درجہ نہیں دیا جاسکتا۔

۳۔ تورت ذبور اور انجیل کا ذکر قرآن نے کیا ہے اور دیدوں کا قرآن میں کہیں مذکر نہیں ہے ہم ایک ایک کر کے مندرجہ بالا اشکالات کا تجزیہ کر رہے ہیں:

۱۔ موجودہ تورت ذبور اور انجیل کو کتب مقدسہ کا درجہ دینے والے کے مسئلہ کو مولانا عبدالمجید سندھی نے بڑی خوبی کے ساتھ حل کیا ہے۔ وہ قسط اذہبی:

۵۔..... ہمارے علماء عوامیہ سمجھتے ہیں کہ اصلی تورت اور انجیل غائب ہو چکی ہیں۔۔۔۔۔ اس لیے وہ ان کتابوں کو مقدس ماننے کے لیے کسی طرح تیار نہیں ہیں۔ اس نظریہ سے یہ برائیہ پیدا ہوا کہ قرآن حکیم نے جہاں پہلی کتاب کو اپنی کتابوں پر عمل کرنے کی دعوت دی اور عمل نہ کرنے کا الزام دیا ان کی صحیح تفسیر کرنے سے ہمارے علماء عاجز آگئے۔۔۔۔۔ ۶

۵۔..... قرآن عظیم کی طرح ایسی وحی جس کے معانی و الفاظ مقرر ہو کر نازل ہوں اور قطعی طور پر محفوظ رہیں چند ملکوں کے علاوہ کسی مذہب کی کتاب الہی میں یہ طریقہ نہیں برتا گیا۔ عام طور سے ان کے آئمہ دین کتابیں اپنے اجتہاد سے جمع کرتے ہیں جو اس نبی کی سیرت اور اس کے اقوال کو جمع کر دیتی ہیں۔

یہ سخاں ہی کتابوں میں وہ چیز بھی آجاتی ہے جو براہ راست لفظاً اور معنی مقرر ہو کر نازل ہوئی۔ جیسے تورت کے احکام عشرہ اور انجیل کے بعض خطبات نیز وہ چیز بھی آجاتی ہے جو نبی اپنے اجتہاد سے تعلیم دیتا ہے۔ یہ فیصلہ شدہ امر ہے کہ نبی کے اجتہاد پر منجانب اللہ گرفت نہ ہو تو وہ علماء وحی بھی جاتی ہے۔

۵۔..... قرآن خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ایک مصحف میں کتابتہ محفوظ کر دیا گیا اور اس کی روایت بالترتیب قائم رہی لیکن حدیث میں

جو حق آئی ان (علماء) کے نزدیک بھی نہ تو حضورؐ کے زمانے میں اس کی کتابت ہوئی اور نہ اس کے لیے تو اثر ضروری ہے۔ ان لوگوں کی اصطلاح پر اگر کتب مقدسہ سابقہ کو کتب حدیث کا درجہ دیا جائے تو بطریق اولیٰ اس کو مستبعد نہیں سمجھنا چاہیے۔ اگر یہ لوگ اس بات کو تسلیم کر لیں تو تمام اشکال حل ہو جائیں گے۔

[[ہماری کتب حدیث میں بالاتفاق غیر صحیح روایات بھی موجود ہیں۔
[[نیز ان کتب حدیث میں ایک واقعہ کو مختلف طریقوں سے بھی روایت کیا گیا ہے۔
[[ہماری بہت سی کتب حدیث میں ایسی کتابوں سے غلطیاں ہوئی رہی ہیں جن کو محققین علماء درست کرتے رہتے ہیں۔

اس کے بعد اگر انا جیل اربعہ کو ہماری صحاح اربعہ و بخاری مسلم، ابو داؤد، ترمذی کے درجہ پر رکھ دیا جائے تو ذرہ برابر اختلاف نظر نہیں آئے گا..... ۱۰
..... ہماری امت میں کتب مقدسہ کی اس قسم کی مثال میں شاہ صاحب (دلی اللہ وہدی) صحیح بخاری و صحیح مسلم کو پیش کرتے ہیں.....
..... میں نے انجیل کی شرح مسٹر مہزی اسکاٹ کی اردو میں مطالعہ کی۔
اس میں نا جیل اربعہ کے اختلافات کو اس طرح جمع کرنے اور ترمیم دینے کی

سعی کی گئی ہے جیسے ہم کتب حدیث میں کرتے ہیں..... ۱۰
یہ واقعہ ہے کہ جب ہم غور کرتے ہیں تو ہمیں محسوس ہوتا ہے کہ آج تک پچھلے صحائف کو مقدس کتابوں کا درجہ دینے میں یہی شکوک حائل رہے ہیں۔ ان کتابوں میں بالاتفاق تحریف یا کبھی درج ہیں۔ اکثر ایک واقعہ کو مختلف طریقوں سے بیان کیا گیا ہے اور ان کی کتابت میں تبدیلیاں بھی ہوئی رہی ہیں۔ جنہیں ان کے محققین درست کرتے رہے ہیں۔

مولانا کی مصاحبت کے بعد یہ سمجھ میں آتا ہے کہ پچھلے صحائف کو مقدس ماننے میں دھماں
 بچکا ہوا ہے اس لیے محسوس ہوتی تھی کہ صحیفہ کا نام لیتے ہی ہم ذہنی طور پر قرآن سے اس کا
 موازنہ شروع کر دیتے تھے لیکن اگر احادیث کے مجموعوں کو کسی ہم تقدس کا درجہ دے سکتے
 ہیں جبکہ ان میں وہی فتنی خامیاں موجود ہیں جو پچھلے صحیفوں میں ہیں تو ان صحیفوں کو مقدس
 ماننے میں تکتہ نہیں ہوگا خصوصاً اس حالت میں جبکہ قرآن میں جگہ جگہ اس کی تائید ہے
 اور یہ بھی محل نظر ہے کہ احادیث کے مجموعوں کو اگر یہ فوقیت حاصل ہے کہ ان پر بے مثال
 تحقیق ہوئی ہے (اس کے باوجود بڑی تعداد میں مشکوک احادیث موجود ہیں) تو تورات اور
 انجیل کو اس لحاظ سے برتری حاصل ہے کہ بالاتفاق ان میں کلام الہی بھی درج ہے۔

اس نکتہ کے واضح ہو جانے کے بعد اب اگر ہم کو دیدوں کے بارے میں یہ ثبوت مل سکیں کہ ان
 میں درج کلام خود کلام اللہ ہونے کی گواہی دیتا ہے اور قرآن سے بھی دیدوں کی تصدیق ہو جائے تو مولانا
 سندھی کے بتائے ہوئے طرز پر انھیں بھی کتب مقدسہ تسلیم کرنے میں کوئی دشواری نہیں ہوگی۔

ایک کلام دوسرے کلام کی روشنی میں | کلام الہی خود اللہ کا کلام ہونے کی دلیل
 ہوتا ہے۔ قرآن کے مضامین خود قرآن

کی حقانیت کی سب سے بڑی دلیل ہیں۔ آئیے دیدوں کے کچھ مضامین پر قرآن کی روشنی میں نظر
 ڈالیں۔ (اس ضمن میں تمام دید منتروں کے ترجمے ہم نے شری منشا پر شاد پادھیائے کی کتاب علیہ السلام
 سے لیے ہیں۔)

قرآن	وید
الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ ○ تمام تر تعریفیں اللہ کے لیے ہیں جو تمام جہانوں کا پروردگار	सही देवस्य तस्यैः वरिष्ठतिः اس دنیا کے بنانے والے کے لیے تعریف ہے۔ (رگ وید: ۱۰.۸۱.۵)
○ الرَّحْمَنُ الرَّحِيمُ جو رحمن اور رحیم ہے۔ (فاتحہ: ۱۲)	वसुधैव कुटुम्बकम्: جوینے والا اور رحیم ہے۔ (رگ وید: ۱۰.۲۲.۳)

नव सुपना पावे मस्मान

ہم کو ہائے فاقہ کے لیے بیدار راستہ پر لگا۔

(مکرم وید: ۱۶-۴۰)

महोदिवः प्रकिमुन्म सखाद

وہ عظیم زمین د آسمان کا ایک ہے۔

नो मयस्विन्न कती

وہ ایشور ہماری مدد کرے۔

(رگ وید: ۱-۱۰۱)

ब्रमा पति अर्गयति ब्रमा इवा:

پرما تمام سب پر جبار مخلوق کو بناتا ہے۔

(اتھرو وید: ۱۰-۱۱۹)

य एक इद विदयतेषु नतामि

वाशवे

خدا ایک ہے وہ مہربان خیرات کرنے والے آدمی کو

رزق دیتا ہے۔ (رگ وید: ۱-۸۲)

إِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ ۝

ہماری بیدار راستہ کی طرف رہنمائی کر۔

(فاتحہ: ۵)

الَمْ تَعْلَمْ أَنَّ اللَّهَ لَهُ مُلْكُ السَّمَوَاتِ
وَالْأَرْضِ ۚ

کیا تم نہیں جانتے کہ اللہ ہی کے لیے آسمانوں اور
زمین کی سلطنت ہے۔

وَمَا لَكُمْ مِنْ دُونِ اللَّهِ مِنْ دَلِيلٍ وَلَا نَصِيرٍ ۝
اور اللہ کے سوا کوئی تمہارا یا رومہ دگار نہیں۔

(بقرہ: ۱۷۴)

..... وَخَلَقَ كُلَّ شَيْءٍ ۝

اور اس نے ہر (موجود) چیز کو پیدا کیا

(الفرقان: ۲۲)

...وَأَنْفِقُوا خَيْرَ الْأَنْفُسِكُمْ ۚ

اور اپنے حق میں بھلائی کے لیے خرچ کرتے رہو۔

(التغابن: ۱۶)

إِنْ تَقْرِضُوا اللَّهَ قَرْضًا حَسَنًا يَضْعَفْهُ
لَكُمْ ۚ

اگر تم اللہ کو اچھی طرح قرض دو گے تو وہ اس کو

تمہارے لیے بڑھاتا چلا جائے گا۔ (التغابن: ۱۷)

अमलान्नस्यो अमिवाक जीति

پراتا کھاتا نہیں ہے۔ دوسروں کو کھلانے کا
انتظام کرتا ہے۔ (رگ وید : ۱-۱۲۴)

وَهُدَّيْطِعُهُمْ وَلَا يَطْعَمُهُ.....

وہ سب کو کھلاتا ہے۔ اس کو کھلایا نہیں جاتا۔
(انعام : ۱۲)

न तस्य प्रतिमा अस्ति

اس پر میٹھور کی کوئی عورت نہیں بن سکتی۔

(-بحر وید ۲۰۳۳)

لَيْسَ كَمِثْلِهِ شَيْءٌ.....

اس کی کسی چیز سے مشابہت نہیں ہے۔

(شوری : ۱۱)

वस्तेषाः प्रविशः

سب سمتیں اس کی ہیں۔

(رگ وید ۱۰-۱۲۸-۲)

وَاللَّهُ الْمَشْرِقُ وَالْمَغْرِبُ.....

اور اللہ ہی کا ہے مشرق بھی اور مغرب بھی۔

(البقرہ : ۱۱۵)

सविता वरचातात् सविता पुरस्तात्

सवितोत्तरतात् सविताधरातात्

دنیا کا خالق۔ مشرق۔ مغرب اور پانچوں
سب جگہ ہے۔

(رگ وید : ۱۰-۱۲۹-۱)

قَابِئَاتُ تُوتَا فَتَشُدُّ وَجْهَ اللَّهِ إِنَّ

اللَّهُ وَاسِعٌ عَلِيمٌ ۝

سو تم جو ہر جہی منہ پھیر (اللہ ہی کی ذات ہے
اللہ بڑی وسعت والا ہے بڑے علم والا ہے۔

(البقرہ : ۱۱۵)

वि-वत् विचक्षत विचक्षतो मृचो

خدا کی آنکھ ہر طرف ہے، خدا کا منہ ہر طرف ہے۔

(رگ وید ۱۰-۸۱-۳)

نَحْنُ اقْرَبُ إِلَيْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِيدِ ۝

اور ہم تو اس کی شرگ سے بھی زیادہ اس کے
قریب ہیں۔

(ق : ۱۶)

त्वंनो अन्तम उत वाता

تو ہم سے نزدیک ترین اور محافظ ہے۔

(رگ وید ۵-۲۳-۱)

न वस्य चाथा प्रविधी मनुष्ययो
न तिघयो रवसो मन्तमानुषः ।

मोत स्ववर्षिटं मदे मस्य वृष्यत
एको मग्यच् चकृचे विम्वमानुषः

زمین اور آسمان اس خدا کے محیط ہونے کی
حد کو پا سکتے ہیں۔ نہ آسمان کے کُڑے۔ نہ آسمان
سے برسنے والا مینہ۔ سوائے اس خدا کے کوئی اور
دوسرا اس طاقت پر قدرت نہیں رکھ سکتا۔

(رگ وید: ۱-۵۲-۱۲)

لَا يُحِطُونَ بِشَيْءٍ مِنْ عِلْمِهِ إِلَّا
بِمَا شَاءَ وَسِعَ كُرْسِيُّهُ السَّمُوتَ
وَالْأَرْضَ...

اور وہ اس کے علم میں سے کسی چیز کا احاطہ نہیں
کر سکتے سوا اس کے کہ جتنا وہ خود چاہے۔ اس
کی کرسی آسمان اور زمین پر چھائی ہوئی ہے۔

(البقرہ: ۲۵۵)

وَيُزِيلُ الْعِثَمَ

اور وہ میخ بربستہ ہے۔ (لقمن: ۴۲)

वेद नाथः समग्रियः

وہ محمدؐ کی کشتیوں کو جانتا ہے۔ (رگ وید: ۱-۲۵-۱)

الْحَمْرَاتِ الْفُؤَادِ الْخَرِي

فِي الْبَحْرِ يَنْعَمِبُ الْفُؤَادِ

کیا تم نہیں دیکھتے کہ اللہ ہی کے فضل سے

کشتی سمندریا چلتی ہے۔ (لقمن: ۲۱)

अहोरात्राणि विदधद् विम्वस्य

मिपतो वसते

کل جائداروں کے اوپر قدرت رکھنے والے خدا نے
دن اور رات کا سلسلہ قائم کیا۔

(رگ وید: ۱-۱۰-۱۰)

أَلَمْ تَرَ أَنَّ اللَّهَ يُزِيلُ فِي السَّحَابِ

وَيُزِيلُ فِي السَّحَابِ فِي السَّحَابِ

وَالْقَمَرُ كُلُّ غَيْرِي إِلَى آبِ السَّحَابِ

إِنَّ اللَّهَ بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِيرٌ

کیا تم نہیں دیکھتے اللہ رات کو دن میں داخل

کر رہا ہے اور سورج اور چاند کو مسخر کر رکھا ہے۔

ہر ایک مقررہ میعاد تک چلتا رہے گا اور یہ کہ
اللہ تمہارے سب اعمال کی پوری خبر رکھتا
(نعمن: ۲۹) ہے۔

बहु राशये त्वमने भद्रं करिष्यसि।
तवेत् तत् तस्यमद्विरः

ہے پر مشورہ آپ نیک آدمی کا اچھا چل رہے ہیں
یہ آپ کا حقیقی خاتمہ ہے۔ (رگ وید: ۱۰-۱-۹۷)

ऋतस्य पथा ममसा विवासेत्
انسان کو چاہیے کہ سچائی کے راستے پر عاجزی سے
چلے۔ (رگ وید: ۱۰-۱-۲۳۱)

نَعْمَةٌ مِّنْ عِندِنَا كَذَلِكَ نَجْزِي مَنْ
شَكَرَ ۝

یہ ہمارے پاس سے ایک نعمت ہے کہ جو شکر کرتا ہے
ہم اسے ایسا ہی صلہ دیا کرتے ہیں۔ (قر: ۳۵)

إِنَّ اللَّهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ
فَاجِرِينَ ۝

قطعاً اللہ ایسوں کو درست نہیں رکھتا جو کج
اور بڑائی کرنے والے ہیں۔ (النساء: ۳۶)

यो विश्वामि वि पश्यति भुवना
तंच पश्यति
وہ ایشور ساری دنیا کو اچھی طرح جانتا ہے۔

(رگ وید: ۱۰-۱-۱۸۷)

وَاللَّهُ يَعْلَمُ مَا فِي السَّمَوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ
وَاللَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ ۝

اور اللہ آسمانوں اور زمین میں جو کچھ ہے اسے
جانتا ہے اور اللہ سب چیزوں کو جانتا ہے۔
(الحجرات: ۱۶)

यस्तिष्ठति चरति याच वञ्चयति,
यो निलायं चरति या व्रतकृम् ।
وہ سنیبھ یں نہ چلتا نہ چلتا ہے

..... يَطْلُبُ مِيسِرَكُمْ وَجَهْرَكُمْ وَيَعْلَمُ
مَا تَكْسِبُونَ ۝

وہ تمہارے پوشیدہ احوال کو بھی اور تمہارے ظاہر

राजातद् वेदे ब्रह्मस्तुतोः।

جو کھڑا کتاب ہے۔ چلتا ہے۔ جو دو حوالا دیتا ہے۔ جو چھپتا پھرتا ہے۔ جو دوسرے کو تکلیف دیتا ہے۔ جو دو آدمی خفیہ بات کرتے ہیں۔ تیسرا ایشور ان سب کو جانتا ہے۔
(اتھرو وید ۲-۱۶-۲)

विश्वस्य विपतो बधी

وہ سب جانداروں پر غالب ہے۔ (رگ وید ۱۰-۱۹-۱۰)

सर्वतद् राजा ब्रह्मो विष्णुश्च

यदन्तरा रोदसी यत् परस्तात्

جو زمین اور آسمان میں یا اس کے اوپر ہے
اسے ایشور دیکھتا ہے۔ (اتھرو وید ۳-۱۶-۵)

वेद वातस्य वान्निमरो ब्रह्मस्य

वृष्टः । वेदा वं अध्यासते

وہ اوپر پھیلی ہوئی خوش گوار ہوا کے راستوں کو جانتا ہے اور ان سب چیزوں کو جانتا ہے جو اس کے سہارے رہتی ہیں۔ (رگ وید ۱-۲۵-۹)

अहोरात्राणि विश्वः

دن اور رات بنائے۔

(رگ وید ۱۰-۱۹-۲)

احوال کو سب جانتا ہے اور تم کو کچھ بھی معلوم کرتے ہو اس کو جانتا ہے۔ (انعام: ۳)

..... وَهُوَ مَعَكُمْ أَيْنَ مَا كُنْتُمْ

وَاللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيرٌ

اور جہاں بھی تم ہو وہ تمہارے ساتھ ہے اور جو کچھ بھی تم کرتے ہو اسے اللہ دیکھ رہا ہے۔ (الحیدر: ۴۱)

وَهُوَ النَّاهِي نَوَاقِي عِبَادِهِ.....

وہ (اللہ) اپنے بندوں پر غالب ہے۔ (غفار: ۱۸)

..... يَخْلُقُ مَا يَشَاءُ فِي الْأَرْضِ وَمَا يُخْرِجُ

مِنْهَا فَمَا يَزِلُّ مِنَ السَّمَاءِ وَمَا يُعْرِضُ فِيهَا.....

وہ اسے بھی جانتا ہے جو چیز زمین کے اندر داخل

ہوتی ہے اور جو اس میں سے نکلتی ہے اور جو آسمان

سے اترتی ہے اور جو اس میں واپس چڑھتی ہے۔

(الحیدر: ۴)

وَهُوَ الَّذِي أَرْسَلَ الرِّيحَ فَتُثَرِّبُ بَنَاتِ الْغَابِغَةِ

اور وہی ہے جو اپنی ریت سے پہلے خوشخبری کے طور پر

ہواؤں کو بھیج دیتا ہے۔ (الفرقان: ۲۸)

وَهُوَ الَّذِي جَعَلَ اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ

خِلْفَةً.....

اور وہ ہے جس نے رات اور دن کو ایک دوسرے

کے پیچھے آنے جانے والا بنایا۔ (الفرقان: ۶۲)

सूर्याचन्द्रमसौ घाता यथा
पूर्वमकल्पयत्

خالق نے سورج اور چاند کو مثل سابق
خلقوں کے رچا (رگ وید ۱۰-۱۹۰-۲)

وَجَعَلَ اللَّيْلُ سَكَنًا وَالشَّمْسُ وَالْقَمَرُ
حُسْبَانًا.....

اور اس نے رات کو آرام کے لیے بنایا اور سورج
اور چاند کو حساب کے لیے۔ (انعام: ۹۶)

होतारं सत्ययज्ञं रोदस्योवत्तानहस्तो
नमसा विवासेत

قابل پرستش زمیں اور آسمان کو بچے راستہ پر چلانے
والے پریشور سے عاجزی سے ہاتھ اوپر اٹھا کر
دعا مانگو۔ (رگ وید ۶-۱۶-۴)

...إِلَّاهُ الْخَلْقِ وَالْأَمْرِ قَبُولُ اللَّهِ
رَبُّ الْعَالَمِينَ ۝ أَعُوذُ بِكَ لَصُمْرَعًا
وَحُفْيَةً ۝ إِنَّهُ لَا يَجِبُ الْمُعْتَدِينَ ۝
یاد رکھو اللہ ہی کے لیے خاص ہے خالق اور حاکم ہونا
تمام جہانوں کے پروردگار بڑی خوبیوں سے بھرے
ہیں۔ تم لوگ اپنے پروردگار سے عاجزی سے اور
چپکے چپکے دعا کیا کرو۔ بیشک وہ حد سے گزرنے
والوں کو پسند نہیں کرتا ہے۔ (اعراف: ۵۳-۵۵)

अज्ञा देव महा

خدا در حقیقت بہت بڑا ہے۔

(اتھرو وید ۲۰-۵۸-۳)

.....الْكَبِيرُ الْمُتَعَالِ ۝

(اللہ) سب سے بڑا اور عالی شان ہے۔ (زمرہ: ۱۹)

अज्ञानानि वरुणस्य वतानि

خدا کے قانون نہیں بدلتے

(رگ وید ۱۰-۲۴-۱)

..... لَا تَبْدِيلَ لِكَلِمَاتِ اللَّهِ.....

اللہ کی باتوں میں کوئی تبدیلی نہیں ہوا کرتی۔

(یونس: ۶۴)

न क्रिस्व प्रमिनन्ति वतानि

خدا کے قوانین کوئی نہیں بدل سکتا۔

(اتھرو وید ۱۸-۵۰-۱)

وَلَنْ نَجِدَ لِسَانَ اللَّهِ مَبْدِلًا ۝

اور تم خدا کے قانون میں کوئی تبدیلی نہیں پاؤ گے۔

(الفتح: ۲۳)

AP

भियसा ग्रही यदिन्द्र दधिन्ननोजसा

यत्र मरुतर्वा अथघोर चमन

स्वराज्यम् (रङ्गविदः १००-११)

لے خدائیں اور آسمان تیرے رب سے کانپتے
میں لے خداتو اپنے قہر سے بدکار کو مارتا ہے اور
نیک کرنے والے کے لیے روحانیت کی عظمت قائم

کرتا ہے۔ (ریڈ ویڈ ۱-۸۰-۱۱)

وَلِلَّهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ

لِيُخَيِّرَ الَّذِينَ آمَنُوا مِنْهُمْ شِرَارَهُمْ

يَجْزِي الَّذِينَ أَحْسَنُوا بِالْحَسَنَى ۝

اور آسمانوں اور زمینوں میں جو کچھ بھی ہے

اللہ ہی کی ایک ہے تاکہ جنہوں نے برے

عمل کیے ان کو برابر دے اور نیک عمل

کرنے والوں کو اچھا بدلہ دے

(۱۱: ۲۰)

तथैवमेव प्रथमो भक्तिरस्तामः

اے پریشور تو سب سے اول ہے اور سب سے

زیادہ عالم ہے۔ (زرگ وید (۱-۴۱-۲)

هُوَ الْأَوَّلُ وَالْآخِرُ وَالظَّاهِرُ وَالْبَاطِنُ

وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ ۝

وہی اول ہے وہی آخر اور وہی ظاہر اور باطن ہے

اور وہ ہر شے کا علم رکھتا ہے۔ (حدید: ۳۰)

दृष्ट्वास्मैव्याकरोत् सत्यानृते

प्रजापतिः बभूवामनूते इषाम्

छ. २४१ सत्यं ब्रह्मापतिः

خودانے حق و باطل کی کیفیت کو سمجھ کر حق کو باطل

سے جدا کر دیا اور حکم دیا کہ اسے لوگوں کو حق پر امان لاؤ

او۔ باطل پر ایمان مت لاؤ۔

(66-14 5-1)

... قَدْ تَهَيَّنَ الرَّشْدُ مِنَ الْغَىِّ

فَمَنْ يَكْفُرْ بِالطَّاغُوتِ وَيُؤْمِنْ

بِاللَّهِ فَقَدْ اٰمَنَّا بِكَ يَا عُرْوَةَ

الدُّثْقَى...

ہدایت، نگرانی سے ممتاز ہو چکی ہے۔ جو

کوئی طاغوت کا انکار کرے اور اللہ پر ایمان

لے آئے اس نے ایک بڑا مضبوط حلقہ تھام لیا۔

(سبقہ ۲۵)

उत त्वः पश्यन् इवर्त्त वाचम्
उत त्वः पुराणम् वचोत्वेनाम्
بے عقل لوگ کتاب دیکھتے ہوئے نہیں دیکھتے اور
سننے ہوئے نہیں سنتے۔
(رگ وید ۱۰-۶۱-۴)

..... وَ أَنْتُمْ تَشْتَلُونَ الْكِتَابَ
أَفَلَا تَعْقِلُونَ ۝
حالانکہ تم کتاب (الہی) پڑھتے ہو۔ تو
کیا تم عقل سے کام ہی نہیں لیتے ؟
(البقرہ : ۲۳۱)

महेष्वन त्वामग्रिचः पराशक्त्याय
वेयाम् । न सहसाय नायुताय
बन्धिवोन न शताय इतामघ
اے لازوال قادر مطلق خدا تو اس قدر ہمیش قیمت
ہے کہ میں تجھ کو کسی قیمت کے لیے نہ چھوڑوں۔ نہ ہزار
کے لیے نہ اربوں کے لیے۔ نہ سینکڑوں دنیاوی
نعمتوں کے لیے۔ (رگ وید ۸-۱-۵)

..... وَلَا تَشْتَرُوا بِإِيَّتِي ثَمَنًا قَلِيلًا
ذُرِّيَّاتِي فَأَنْتُمْ عَنِ
اور تمھوڑی سی قیمت کے عوض میری
آیتوں کو فروخت مت کر ڈالو اور صرف
مجھ ہی سے ڈرو۔
(البقرہ : ۴۱)

स्वयं वचस्व स्वयं वचस्व
तु ही मल क्रो ही अस लापल बवुग
(- بکر وید ۲۳-۱۵)

الْأَشْرَارُ وَأَنْبَادًا وَشَرَّ الْآخِرَى
اور یہ کہ کوئی بوجھ اٹانے والا دوسرے کا بوجھ نہیں
اٹھائے گا۔
(نجم : ۳۸)

अथः वचस्व वीमता प्रतीय वचसा
वुचे । वसा वुचस्व वुचस्व
اے قادر مطلق عظیم الشان پروردگار ہم اپنی جہالت
سے گمراہ ہوتے ہیں۔ ہمارے اوپر مہربانی کیجئے۔
(رگ وید ۶-۸۵-۴)

إِنَّ اللَّهَ لَا يَظْلِمُ النَّاسَ شَيْئًا وَ
بَلَّغَتِ النَّاسَ أَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُونَ ۝
بے شک اللہ انسانوں پر بالکل ظلم نہیں کرتا بلکہ لوگ
خود اپنے اوپر ظلم کرتے ہیں (یونس : ۴۴)

केवसायो भवति केवसावो
जो اپنی کمائی کو اکیلا ہی کھاتا ہے وہ گناہ کھاتا ہے
(رگ وید ۱۰-۱۱۵-۹)

स इव भोजो यो गृह्ये
बवात्यन्नकामाय चरते कृशाय
अरमरमे भवति यामहता
उतापरीष कृणुते सखायम्
جو غریبوں اور حاجت مندوں کی مدد کے لیے خیرات
کرتا ہے وہی بخیر ہے اس کا بھلا ہوتا ہے۔ اس کے
دشمن بھی اس کے دوست بن جاتے ہیں۔
(رگ وید ۱۰-۱۱۵-۳)

य आध्याय चकमानाय पितवो
ऽग्निवात्सन् रफितायोपजामुचे ।
स्थिर मनः कृणुते सेवते
पुरोतोचित्स न विदितार न विदते
جو ترس کے قابل یہ تم روٹی کے طالب کو روٹی ہونے
ہوئے گا مدد نہیں دیتا اور سخت دل کر کے خود
کھاتا رہتا ہے اُس کو مصیبت آنے پر کوئی راحت
نہیں ہوتی۔ (رگ وید ۱۰-۱۱۵-۲)

لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ شَيْ تَنْفَقُوا مِمَّا تَحِبُّونَ...
تم نیکی کو نہیں پہنچ سکتے مگر جو چیزوں کو
(خدا کی راہ میں) خرچ نہ کرو جنہیں تم عزیز رکھتے
(آل عمران: ۹۲)

الَّذِينَ يَنْفِقُونَ فِي السَّرَّاءِ وَالضَّرَّاءِ
وَالْكَاظِمِينَ الْغَيْظَ وَالْعَافِينَ عَنِ
النَّاسِ ۗ وَاللَّهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِينَ ۝
یہ وہ لوگ ہیں جو آسودگی اور غمی دونوں
میں خرچ کرتے ہیں اور غصہ کو ضبط کرتے
ہیں اور لوگوں سے درگزر کرتے ہیں اور اللہ
احسان کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے۔
(آل عمران: ۱۳۴)

فَذَلِكَ الَّذِي يَدْعُ الْيَتِيمَ ۝ وَلَا
يَصْصُ عَلَىٰ أَعْيُنِهِ الْمُسْكِينِ ۝
فَوَيْلٌ لِلْمُصَلِّينَ ۝
سو وہ شخص جو یتیم کو دھکے دیتا ہے اور
محتاجوں کے لیے کھانا دینے کی ترغیب نہیں
دیتا۔ سو ایسے نازیروں کے لیے بڑی خرابی ہے۔
(الماعون: ۳۱-۳۴)

نوٹ :- شرعی گزارشاد ادا دینے کے ترہوں سے ہیں چند جگہ اختلاف ہے۔ لیکن یہاں ہم
نے انہیں کے ترجے نقص کیے ہیں۔

ابھی اور پرکھیے اگر آپ کا برسوں سے کھویا ہوا بھائی اچانک بازار میں مل جائے تو کیا آپ ہیئت کی کچھ تبدیلی کی وجہ سے اسے پہچانتے یا گلے لگانے سے انکار کر دیں گے؟

جب کہ اس کے چہرے پر بچپن کی جانی پہچانی واضح علامات کھیں ہوں؟ ہاں یہ ہو سکتا ہے کہ شکل و شہادت کی مماثلت کی وجہ سے پہلے آپ ٹھنکیں۔ پھر اس کے ماضی کے بارے میں سوالات کریں اور اُن علامات کو غور سے دیکھیں۔ اس کے بعد بلاشبہ آپ اسے پہچانیں گے اور پہلے سے زیادہ محبت اس کے لیے آپ کے دل میں اٹھے گی۔ اگر وہ آپ کو نہ پہچان سکے گا تو آپ بڑی بے چینی سے اسے اپنے آپ کو پہچانوانے کی کوشش کریں گے۔ تو ایسے شکل و شہادت میں مماثلت دیکھنے سے جدا اپنے ماضی میں کھوئے ہوئے بھائی کی کچھ علامات کو اور غور سے دیکھیں اور اس سے کچھ سوالات کریں۔

- प्रतिपद्यं चारुमध्वरं गोपीयाय प्रहृषते । महद्भिरग्न आ गहि [१]
 नहि देवो न मर्त्यो महस्तव क्रंतु परः । महद्भिरग्न आ गहि [२]
 ये सहो रजसो विदुर्विवे देवास्तो अद्रुहः । महद्भिरग्न आ गहि [३]
 ये उषा अर्कमान् चरना घृष्टास ओजसा । महद्भिरग्न आ गहि [४]
 ये शुष्माघोरवपंसः सुक्षत्रास्तो रितादसः । महद्भिरग्न आ गहि [५]
 ये नाकस्याधि रोचने दिदि देवास्त आसते । महद्भिरग्न आ गहि [६]
 ये ईद्व्यन्ति पर्वतान् तिरः समुद्रमणवम् । महद्भिरग्न आ गहि [७]
 आ ये तन्वन्ति रदिमिभिस्तिरः समुद्रमोजसा । महद्भिरग्न आ गहि [८]
 भमि त्वा पूर्वंपीनयं सृजामि सोम्यं मघ । महद्भिरग्न आ गहि [९]

اوپر دیئے گئے دھرمترگ وید کے ہیں۔ ان میں دیکھیں کہ ہر منتر کے آخر میں ایک ہی جملہ (ترجمہ: اگنی کارا زریگستانی امت یعنی مسلمانوں کے ذریعہ حاصل ہوتا ہے) महद्भिरग्न आ गहि

بار بار دہرایا گیا ہے۔ کیا یہ قرآن کی سورہ رخصت کا سا انداز بیان نہیں ہے جس میں پوری سورت میں ایک جملہ نبیاتی الاور تکمات کا بیان ترجمہ بہتر تم اپنے پروردگار کی کون کون سی آیات کو جملہ آواز گئے۔ کی بار بار ۳۱ مرتبہ تکرار ہے یہ صرف اتفاق نہیں ہے۔ یہ تکرار رنگ وید کے پہلے منڈل کے اٹھارویں سوکت میں بھی ملتی ہے جہاں **स्यन्तरि षण्णोन्मि** (ترجمہ: بڑے اہتمام اور شان کے ساتھ ہم ہر سمت سے حمد کرتے ہیں۔) کو بار بار ۵ مرتبہ انہی نماز میں دہرایا گیا ہے۔ طوالت کی خاطر یہ سوکت اور اس جیسی دوسری شاہیں جو ہم آگے بیان کر رہے ہیں ان کے پورے منتر ہم نقل نہیں کر رہے ہیں۔ اسی طرح سام وید میں حکا تار تین اشلوکوں کے آخر میں مندرجہ ذیل جملے کی تکرار ہے:

(دشمن کی کمینہ جبری کنائیں ٹوٹ جائیں) न भन्तामन्यकेवा ज्याका अधिधन्यत

رگ وید میں مسلسل ۱۳ بار یہ ذکر آیا گیا ہے : اسی سے روایتی : विश्वं नमो रोगवती : (اے جنت کی مرزبین میرے دکھ پر دھیان دو)۔ رگ وید ۱۰-۱۶ میں विधेय हविषा कस्मे देवाय (میں کس خدا کو قربانی پیش کر رہا ہوں) کا تار ۹ مرتبہ آیا ہے۔۔۔ بجز وید کے ایسی ہی ادھیائے کے ایک ہجاں میں منتر سے منتر تک کا تار ہر منتر کے آخر میں لکھا ہے۔ यत्पुत्रियं विसृज्य बभूवेत्यस्य पितुः यतः۔ قرآن شریف میں بھی اس قسم کی ٹکرا صرف سورہ رحمان ہی میں نہیں ہے بلکہ مندرجہ ذیل سورتوں میں یہ شامل ہیں ہم کو ملتی ہیں۔

سورہ قمر میں: **وَبِئْسَ مَثَلُ الْمُكَذِّبِينَ** (بڑی خرابی ہے اس روز بھٹلانے والوں کے لیے) ۱۰ مرتبہ
سورہ قمر میں: **وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْآنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِنْ مُدَكِّرٍ** (اور نصیحت حاصل کرنے والوں
کے لیے قرآن کو بہت آسان کر دیا ہے پس ہے کوئی نصیحت حاصل کرنے والا؟) ۴۴ مرتبہ۔

اس طرز کی اور بھی مثالیں قرآن شریف اور بیعت میں ہیں۔ دیدوں میں تو حیدر رسالت اور آخرت کے مضامین الگ الگ ابواب کی حیثیت میں پیش کیے جانے کے متقاضی ہیں جو آئندہ آئیں گے۔

جہاں تک پچھلی کتبِ مقدسہ سے ویروں کے مازے کا سوال ہے۔ عربی زبان سے ناواقفیت کی بنا پر ہم پچھلے مصنفانِ زبور انجیل وغیرہ کے انگریزی ترجمے ہی پر متحصص کے ہیں۔ ظاہر ہے ان ترجموں میں

مترجمین کے اپنے خیالات اور عقائد کا عکس شامل ہو گا لیکن دیدوں کے مطالعے کے درمیان ہم نے ان کلاسیکی حصص کی اصل زبان سنسکرت میں بھی دیکھنے اور سمجھنے کی کوشش کی ہے۔ اس تقابلی مطالعے میں توریت اور انجیل میں تحقیق کرنے والے مسلمان محققین کی بھی وہ تصنیفات ہم نے سامنے رکھیں جو ہمیں دستیاب ہو سکیں۔

ہم نے ان تمام کتب کو قرآن کی کسوٹی پر پرکھنے کی کوشش کی ہے اور ہم خدا کو حاضر و ناظر جان کر پوری ایمان داری کے ساتھ کہہ سکتے ہیں کہ ممکن ہے کہ یہ کتابیں اپنی اصل زبانوں میں دیدوں کے ہم پلہ ثابت ہو سکیں لیکن موجودہ شکل میں دیدوں کو ہم نے انگریزی ترجمہ شدہ بائبل (توریت، زبور، انجیل اور دیگر انبار کی کتب) سے اتنا آگے پایا کہ دونوں میں کوئی مقابلہ ہی نہیں۔

یہ تو قرآن کے معیار پر ان کتابوں (دید اور بائبل) کے مضامین کی صحت کو پرکھنے کا حاصل تھا لیکن اصل اور آخری کسوٹی ابھی باقی ہے۔ خود قرآن دیدوں کے بارے میں کیا کہتا ہے؟

قرآن عظیم ہیں بتا لے کہ ہر امت میں اللہ نے اپنے رسول بھیجے، وَبِكُلِّ أُمَّةٍ رَّسُولٌ (اور ہر امت کے لیے ایک رسول تھا)۔

لیکن جن مقدس کتابوں کا قرآن نے ذکر کیا ہے وہ صرف آخری گواہی باقی ہے | توریت، زبور اور انجیل بھی جاتی ہیں بشری گنگا پرشاد اپادھیائے اپنی کتاب میں اس پر اعتراض کرتے ہوئے کہتے ہیں۔

”حضرت آدمؑ کے بعد قرآن شریف میں خاص طور پر چار مہیموں کا ذکر آتا ہے۔ حضرت موسیٰؑ، حضرت داؤدؑ، حضرت عیسیٰؑ اور حضرت محمدؐ۔ ان سے چار کتب منسوب ہیں۔ حضرت موسیٰؑ سے تورات، حضرت داؤدؑ سے زبور، حضرت عیسیٰؑ سے انجیل، اور

حضرت محمدؐ سے قرآن۔ حضرت آدمؑ کا نام نہ مہموں میں مذکور ہے نہ ان کے ساتھ کسی کتاب کو منسوب کیا گیا ہے۔ حضرت آدمؑ سے لے کر حضرت موسیٰؑ تک ایک امت گذر جاتی ہے۔ اس میں انسانی تاریخ میں بہت سے مدویر آ جاتے ہیں۔ بہت سی سلطنتیں پیدا ہوتی اور فنا ہو جاتی ہیں۔ کوئی اہل کتاب پیدا نہیں ہوتا۔

آپ کہہ سکتے ہیں کہ قرآن شریف بنیادی طور پر کتاب ہدایت ہے۔ یہ رسولوں کے نام یا ان کی کتابوں کے ناموں کی انسائیکلو پیڈیا نہیں ہے۔ لیکن شری گنگا پرشاد کے اعتراض سے قطع نظر یہ سوال تو یقیناً پیدا ہوتا ہے کہ جن صاحب شریعت رسولوں کا ذکر قرآن کریم نے خصوصی اہمیت کے ساتھ بار بار کیا ہے یعنی حضرت نوحؑ، حضرت ابراہیمؑ، حضرت موسیٰؑ، حضرت عیسیٰؑ اور حضرت محمدؑ۔ ان سب کی کتابوں کے نام بتائے سوائے حضرت نوحؑ کی کتاب کے۔ یہاں تک کہ حضرت داؤدؑ کی کتاب کا نام بھی بتایا لیکن حضرت نوحؑ کے لائے ہوئے صحیفوں کے نام قرآن کیوں نہیں بتاتا؟

یہی سوال دوسرے الفاظ میں یوں دہرایا جاسکتا ہے کہ جن بڑی بڑی قوموں کا قرآن ایک ساتھ ذکر کرتا ہے وہ یونین، عیسائی، یہودی اور صابئین ہیں۔ ان میں سے قرآن نے اول الذکر تین قوموں کے پاس آئے صحیفوں کا نام تو بتایا لیکن صابئین کے پاس حضرت نوحؑ کوں سے صحیفے لائے تھے۔ یہ کیوں معلوم نہ ہو سکا؟ اس سوال کی اہمیت اس وقت اور بڑھ جاتی ہے جب ہمیں یہ معلوم ہوتا ہے کہ صابئین قرآنِ عظیم میں دیک قوم کو کہا گیا ہے اور اس ویدک قوم کے تبدیل ہو کر اسلام میں داخل ہونے کی پیشین گوئیاں بھی موجود ہیں۔ صرف اتنا ہی نہیں احادیث سے ہمیں یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ تبدیل ہو کر آنے والی قوم ”اعجب القوم“ — عجیب ترین قوم — براہِ راست قرآن پر ایمان نہیں لائے گی بلکہ پہلے اپنے مخالفین سے وہ کمی ہوئی تھی ان کی طرف توجہ ہوگی اور ان مخالف ہی میں موجود قرآن تعلیمات اور قرآن کی تصدیق پانے کے بعد ایمان لائے گی۔

آدگرنتھ (اولین صحائف) کے نام سے ڈھونڈیے

یہ حقائق اس امر کے متقاضی ہیں کہ قرآن حکیم میں دیکھ دھرم کے صحائف کا ذکر ہم تلاش کریں۔ قرآن پاک میں جب ہم پچھلی کتابوں کا ذکر ڈھونڈتے ہیں تو ہمیں تورتیت زبلہ انجیل اور صحف ابراہیم کے علاوہ پچھلی کتابوں کے لیے صحف اولیٰ اور زبر الاولین کے الفاظ ملتے ہیں جن کے لفظی معنی ہیں سب سے پہلے صحیفے اور سب سے پہلے بکھرے ہوئے اوراق۔ ان دونوں الفاظ کے سنسکرت مترادف الفاظ آدگرنتھ (आदग्रन्थ) اور آدگسیان (आदगसियान) ہیں۔ ویدوں کے بارے میں ہندوؤں کا دعویٰ ہے کہ یہ آدگرنتھ اور گویگان ہیں۔ کیا کبھی آپ نے یہ سوچا ہے کہ قرآن جنہیں زبر الاولین یا صحف اولیٰ کہتا ہے وہ کہیں یہی کتابیں تو نہیں ہیں جنہیں ہندو آدگرنتھ کہتے ہیں۔ یہاں اس بات کا خیال رہے کہ اگر وید نام کی کسی کتاب کو ہم نے قرآن کریم میں ڈھونڈنے کی کوشش کی تو یہ سراسر لاعامل رہے گی۔ آج کی دنیا میں حضرت داؤدؑ سے منسوب صحیفے کا نام سام [PSALMS] ہے۔ اب اگر سام کے نام سے آپ قرآن کریم میں حضرت داؤدؑ کے صحیفے کو تلاش کریں تو ظاہر ہے کہ نہیں ملے گا۔ قرآن نے اس کتاب کا نام زبور رکھا ہے۔ یہ ایسا ہی ہے جیسے ہم پچھلے باب صفحہ ۳ پر یہ مثال دے چکے ہیں کہ آج کوئی عیسائی اپنے آپ کو نصاریٰ نہیں کہتا۔ لیکن ہم جانتے ہیں کہ قرآن نے نصاریٰ اس قوم کو کہا ہے جو آج اپنے آپ کو عیسائی کہتی ہے۔

ہم سے کیسی عقلیت ہو گئی جو اپنے آپ کو نصاریٰ نہیں کہتے۔ انہیں تو ہم نصاریٰ کے نام سے جانتے ہیں جو اپنی کتاب کو زبور نہیں کہتے۔ ان کی کتاب کو ہم زبور کے نام سے جانتے ہیں اور یہاں ایک بہت بڑی توہم پہل سال سے نزول قرآن سے بھی پہلے سے یہ دعویٰ کرتی چلی آرہی ہے کہ اس کے پاس صحف اولیٰ یا زبر الاولین ہیں۔ اپنی زبان میں وہ یہی الفاظ اپنی کتابوں کے لیے استعمال کرتی چلی آرہی ہے اور ہم ایک ہزار سال سے اسی ملک میں اسی قوم کے درمیان رہتے ہوئے بھی بغیر تحقیق کیے بغیر ان کے آدگرنتھوں

کو پڑھے یہی کہے چلے جا رہے ہیں کہ صحفِ اولیٰ اور زبرِ اولین کا دنیا میں اب کوئی وجود نہیں ہے اور پھر ایسا بھی تو نہیں کہ بہت سی قومیں اس نام کی کتاب رکھنے کا دعویٰ کرتی ہوں۔ جس سے سب کا دعویٰ مشکوک ثابت ہو رہا ہو بلکہ دنیا میں صرف یہی ایک مذہب ہی قوم ہے جو اس کی مدعی ہے۔ اللہ ہمیں معاف کرے۔ شاید اللہ کی یہی مصلحت تھی کہ یہ راز اسی دور کے قریب کھلے جو تبدیلی قوم کے لیے لکھا جا چکا، ورنہ ہمیں قرآن میں واضح بتا دیا گیا ہوتا کہ صحفِ اولیٰ یا زبرِ اولین کس رسول کے ذریعے آئے لیکن اس سے ہماری غفلت کے جرم میں کمی نہیں ہوتی۔ قرآن میں صاف الفاظ میں شخص صریح ان کا ہے جن کو نزولِ قرآن کے وقت عرب جانتے تھے باقی رہتی دنیا تک کے تمام اہم واقعات اس میں تلاش کرنے سے ملیں گے۔ جو ایسے الفاظ میں ہوں گے جن پر ۴۰ سال پرانے عرب عمومیت کا اطلاق کرتے تھے۔ یہ ہمارا اور خصوصاً ہندوستانی مسلمانوں کا فریضہ تھا کہ اس قوم کا تعلق قرآن سے تلاش کرتے جس کے درمیان ہم ایک ہزار سال سے ہیں۔

اولین صحائف موجود ہیں | اولین صحائف کا دنیا میں آج بھی وجود ہے اس پر قرآن کی مندرجہ ذیل آیت دلیل ہے۔

ترجمہ: "اور وہ کہتے ہیں کہ یہ شخص اپنے رب کی طرف سے ہمارے پاس کوئی غیر معمولی ثبوت کیوں نہیں لاتا اور کیا ان کے پاس صحفِ اولیٰ میں جو کچھ بھی ہے (اس کی شکل میں) واضح دلیل نہیں آگئی؟" (سورۃ طہ: ۱۳۳)

یہ آیت اس بات کا ثبوت ہے کہ اولین صحیفے یا دیگر متہ غائب نہیں ہو گئے بلکہ دنیا میں آج بھی موجود ہیں بلکہ اس بات کو تو قرآن دلیل اور معجزے کے طور پر پیش کر رہا ہے کہ ہزاروں سال گزر جانے کے بعد بھی اولین صحائف میں وہ تعلیمات موجود ہیں جن کے ٹکڑے کی شکل میں قرآنِ عظیم سب سے آخر میں نازل ہوا۔ اولین صحیفوں کے دنیا میں موجود ہونے کے لیے جو لوگ ثبوت طلب کرتے ہیں ان کے لیے اس آیت میں پاری تعالیٰ نے ایک خاموش چیلنج پیش کیا ہے۔

”قرآنی دلیل چاہتے ہو؟ اللہ کے الفاظ میں ثبوت طلب کر رہے ہو؟ اولین صحائف آدرگرنہ کو انکار کر دو دیکھو ہمارا ثبوت، ہمارا معجزہ، ہماری دلیل تمہارے سامنے آجائے گی۔“

اس آیت کا جو مفہوم آج تک سمجھا جاتا رہا ہے وہ یہ ہے کہ پچھلے صحائف میں جتنی بھی تعینات تھیں، جتنے بھی مضامین تھے ان کے عطر کی شکل میں تمام کتابوں کا مجموعہ قرآن ہمارے پاس آگیا ہے، اور یہ نبی اُمّیؐ کا اللہ کی طرف سے معجزہ ہے۔ بیشک یہ مفہوم بھی اس آیت کا ہے لیکن کیا اس میں بھی وہی جیلنج واضح طور پر ناپ کو محسوس نہیں ہو رہا؟ جب تک پچھلے تمام صحائف میں کیا تھا۔ یہ آپ کو نہیں معلوم ہوتا معجزے کا یہ رخ کیسے ثابت ہو گا؟ یہ کیسے معلوم ہو گا کہ قرآن ان سب مضامین کا مجموعہ ہے۔

یہ تھی قرآن میں پچھلے صحائف کی اصل تعلیمات تلاش کرنے کی تاکید اور اس تاکید کا مطلب یہ ہے کہ وہ دنیا میں تاجید نہیں ہیں۔

ویدیہ اولین صحائف ہیں | صحیفہ اولیٰ کے الفاظ بہت جامع الفاظ ہیں ان میں عمومیت بھی ہے اور خصوصیت بھی۔

تمام پچھلے صحیفے بھی اس کے مفہوم میں داخل ہیں اور سب سے پہلے صحیفے بھی۔ قرآن خاص طور سے نام لے کر جن پچھلے صحائف کا ذکر کرتا ہے وہ صحیفہ ابراہیمؑ، توریت، زبور اور انجیل ہیں۔ یہ تمام کتابیں وہ ہیں جن سے اہل عرب واقف تھے۔

حضرت نوحؑ، سیلاب کے واقعات، ان کی قوم کے حالات اور ان کے صحائف کو قرآن کے اولین مخاطب اہل عرب نہیں جانتے تھے۔ اس کے ثبوت میں خود قرآن مجید کی سورہ تہود میں حضرت نوحؑ اور طوفانِ نوحؑ کے واقعے کو بیان کرنے کے بعد اللہ جل جلالہ کا یہ ارشاد ہے،

ترجمہ: ”یہ غیب کی خبریں ہیں جو ہم تمہاری طرف وحی کر رہے ہیں۔ اس سے پہلے اہل عرب ابراہیمؑ کے نام سے چند لوگوں کے پاس کچھ متفرق اوراق پائے جاتے تھے۔“

نہ تم ان کو جانتے تھے اور نہ تمہاری قوم۔۔۔ (سورہ ہود: ۴۹)

بہر حال قرآن نے اپنے مخصوص طرز بیان میں جن نبیوں کی کتابوں سے اس وقت کے قرآن کے مخاطب واقف تھے۔ ان کا نام ان الفاظ میں لیا کہ وہ لوگ آسانی سے پہچان لیں۔ لیکن ان سے پہلی کتابوں کا ذکر بھی چھوڑا نہیں۔ اس کے لیے ایسے جامع اور ذو معنی الفاظ استعمال فرمائے جو صرف اللہ رب العزت ہی کی خصوصی شان ہے۔ صحیفہ اولیٰ اور زبر الاولین کے الفاظ سے اس دور کے لوگوں کو بھی کوئی دقیقہ پیش نہیں آئی کیوں کہ ان سے وہی تمام صحائف وہ مراد لیتے رہے جن کو وہ جانتے تھے اور انہی الفاظ نے نصایح الاسلام کے مصنف نگار پر شاد ایا دھیائے کو بھی بتا دیا کہ قرآن میں تمہاری کتابوں کا ذکر کیا گیا ہے۔ اُس میں آیت ۱۱۹۹ آؤ گرنتہ یعنی اولین صحائف کا ذکر ہے۔ یہاں ہی حکمت سے تم یہ کیوں امید رکھتے ہو کہ دنیا کی بڑی بڑی قوموں کے جن پیشواؤں (حضرت نوح، حضرت ابراہیم، حضرت موسیٰ، حضرت عیسیٰ اور حضرت محمد) کا ہم نے ایک ساتھ نام لیا ہے۔ بلکہ ان میں سے سب کی کتابوں کے نام تو بتائے لیکن تمہارے پیشوا (حضرت نوح ہی کی کتاب کا ذکر قرآن میں نہیں کیا۔

اب آئیے زبر الاولین کے الفاظ پر غور کریں۔ قرآن بتاتا ہے :

”بے شک زبر الاولین میں یہ (قرآن) ہے۔“ (سورہ شعراء: ۱۱۹۹)

زبر کے لفظی معنی ہیں بکھرے ہوئے اوراق۔ زبر الاولین کا مطلب ہوا : ”سب سے پہلے والے بکھرے ہوئے اوراق“۔ سب سے پہلے صاحب شریعت رسول حضرت نوح تھے۔ ہندو حضرت نوح کی امت ہیں۔ وہ اپنی مقدس کتابوں ویدوں کے آدیگمان (آجیانا) یعنی اولین علم ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں اور ویدوں کی تاریخ (جو مختصراً آپ کی نظر سے گزر چکی) پر نظر ڈالنے سے سب سے پہلے بکھرے ہوئے اوراق کی تعریف ان پر پوری طرح صادق آتی ہے۔

آئیے اب ایک اور رخ سے دیکھیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ: مَا أَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ إِلَّا رَجُلًا نُوْحِي إِلَيْهِمْ فَتَنَلُوا أَفْعَلُ الذِّكْرَانِ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُونَ ۝ بِالْبَيِّنَاتِ وَالزُّبُرِ وَأَنْزَلْنَا إِلَيْكَ الذِّكْرَ لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ إِلَيْهِمْ وَلَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُونَ ترجمہ: اور آپ سے قبل بھی ہم نے مرد دیے، بھیجے تھے جن پر ہم وحی کرتے تھے۔ اگر تم کو نہیں معلوم تو اہل ذکر سے پوچھ لو۔ ان کو ہم نے بیّنات اور زُبر کے ساتھ بھیجا تھا۔ ۱۰

یہاں اور دوسرے معانی کے ساتھ ایک لطیف اشارہ یہ بھی چھپا ہوا معلوم ہوتا ہے کہ رسولوں پر جو کتابیں نازل ہوئیں۔ وہ کچھ بیّنات تھیں اور کچھ زُبر۔ یعنی زُبر اور بیّنات مختلف نوع کے صحیفے ہیں۔ بیّنات کے معنی ہیں "جن میں سات سات کچھ میں آنے والے الفاظ میں بیانات ہوں۔" بیّنات سے مختلف قسم کیا ہوئی؟ جن میں تمثیلی انداز میں واقعات کا بیان ہو۔ رگ وید میں کہا گیا ہے کہ میں واقعات کو حمد کے پیرائے میں تمثیلی زبان میں بیان کرتا ہوں۔ (رگ وید ۸۔۹۔۱۱)

ویدک علم کو ہم دیکھیں تو وہ زُبر کی اس تعریف پر بھی پورے اترتے ہیں اور ان کے اولین ہونے میں تو کسی کو بھی اختلاف نہیں ہے۔

ویدوں کے صفحہ اولیٰ یا زبر الاولین ہونے اور حضرت نوح سے متعلق ہونے کا ایک آخری عقلی ثبوت یہ ہے کہ پُرانوں اور ہندوؤں کی دیگر مذہبی کتابوں میں تو بہت سے انبیاء علیہم السلام کی ناموں کے ساتھ پیشین گوئی ملتی ہے لیکن ویدوں میں انبیاء میں سے صرف آدمؑ اور حضرت نوحؑ کے تذکرے ملتے ہیں۔ آسمانوں کے رسول اول ہونے کی حیثیت سے حضرت احمدؑ کی تفصیلات ملتی ہیں یا پھر ان کے علاوہ حضرت محمدؐ کی بعثت کی پیشین گوئی ملتی ہیں۔ رسول آخر الزماں کی پیشین گوئیاں تو ہر مفسر صحیفے میں ہیں۔ ان کے علاوہ انبیاء میں سے حضرت نوحؑ سے آگے کسی نبی کا بیان نہ پایا جاتا اس بات کا ثبوت ہے کہ وید تو نوحؑ سے پہلے کے صحیفے ہیں اور زمان کے دور کے بعد کے۔

دیدوں کو کتب الہی یا کتب مقدسہ تسلیم کیے جا سکنے میں جو اشکال ہمارے خیال میں پیدا ہو سکتے تھے۔ وہ ہم سمجھتے ہیں کہ اب باقی نہیں رہ گئے ہوں گے۔ خود دیدوں کے مضامین وید پڑھنے والے چند مسلمان علماء کے خیالات اور سب سے بڑھ کر قرآن عظیم کی نشاندہی کے بعد اس میں کوئی شک باقی نہیں رہتا کہ یہ کلام ربانی کے حصے ہیں۔

وید اور دیگر ہندو مذہبی کتب | ہندو عقیدے کے مطابق دیدوں کو خدا کا کلام مانا جاتا ہے جس کے کسی لفظ

میں تبدیلی ان کے نزدیک جائز نہیں ہے اور دوسری مذہبی کتابیں جیسے پران (पुराण) آپنشد (आपनशद) اور آرتھشک (आर्थशक) اِستیاں

(स्मृतियां) وغیرہ کو دیدوں کی تفسیر مانا جاتا ہے۔ ان تمام کتابوں کے الفاظ براہ راست خدا سے منسوب نہیں ہیں بلکہ ان کا صرف مفہوم خدا کی طرف سے مانا جاتا ہے۔ یہ مختلف شیوں سے منسوب تسلیم کی جاتی ہیں اور ان کے الفاظ اگر ایسے بدل جائیں کہ مفہوم نہ بدلے تو کوئی حرج نہیں مانا جاتا۔ یہ بالکل ایسے ہی ہے جیسے قرآن اور حدیث کا باہمی تقابل۔

مکھیاں پدم پران انک میں یہ بات اس طرح کہی گئی ہے۔

”خدا کے اپنے الفاظ کو کوئی بولنے والا ویسے ہی مطلب والے دوسرے الفاظ سے

بدل نہیں سکتا۔ اگر بدلے تو اُسے خدا کے الفاظ نہیں کہا جائے گا۔ اس قاعدے کے مطابق وید کے الفاظ خدا کے الفاظ ہی ہیں..... یہی نہیں جملے میں الفاظ کی ترتیب بھی نہیں بدلی جاسکتی پران نیک لوگوں کے جملوں کی طرح ہیں۔ ان جملوں میں الفاظ بدلنے میں کوئی حرج نہیں مانا جاتا۔ ان کے جملوں کے مطلب میں تبدیلی نہ ہونا چاہیئے۔“

ہندو عالموں کا دعویٰ ہے کہ دیدوں کو یاد کرنے میں اتنی محنت کی احتیاج پڑتی تھی کہ وہ شروع سے بغیر تبدیل ہوئے ویسے ہی چلے آ رہے ہیں۔ لیکن ہم جانتے ہیں کہ ہزاروں سال سے حافظوں میں چلے آ رہے دیدوں کو اٹھارویں صدی کے آخر میں پہلی بار ٹیکسٹر

نے کتابی شکل میں شائع کر دیا۔ اگر ہم تمام تراحمیاتوں کو تسلیم بھی کر لیں تب بھی حافظوں میں
ویدوں کے ساتھ پرانوں اور دوسری کتابوں کے مضامین کا غلط مطلب ہو جانا عین ممکن ہے۔
ویدوں کے انگریز مفسر سب اس بات کی تصدیق کرتے ہیں (حوالے اس باب میں دیئے
جا چکے ہیں)۔ ہماری سمجھ اور تحقیق کے مطابق ویدوں اور ان تمام کتابوں میں جتنے حصے کی
قرآن سے تصدیق ہوتی ہے وہ اصل وید ہے۔



..... رَبَّنَا لَا تَجْعَلْ لَنَا فِتْنَةً قَارِئًا نَسِينَا أَوْ أَخْطَا نَا.....

”اے ہمارے رب، ہم سے سبول چوک میں جو قصور ہو جائیں، ان پر
گرفتہ نہ کر۔“ (البقرہ: ۲۸۴)



अचिन्ते यत्तव धर्मा अच्येपिम मा नस्तस्मादेनसे देव शीरिषः

”اے دیو (خدا) ہم سے جو گناہ، ناجانے میں ہوتے ہیں ان کی وجہ
سے آپ ہمیں مت چھوڑیئے۔“ (رگ وید: ۱-۸۹-۵)



ابتدائے کائنات۔ حضرت احمدؑ مجتبیٰ

حقیقت احمدی | ہم نے جگہ جگہ اس کا ذکر کیا ہے کہ خدا تعالیٰ نے اپنی نبی حقیقتوں کو دیو مالائوں میں گم کر دیا ہے۔ ان میں سے اہم ترین حقیقت جس سے یہ قوم واقف تھی اور جس پر اس قوم کی بیشتر دیو مالائوں کی بنیاد ہے، وہ حقیقت احمدی ہے اس کی وضاحت کے لیے پہلے حقیقت احمدی کو سمجھنا ضروری ہے۔ جس کا ذکر ہمارے ان تمام علماء نے کیا ہے جن کا تصوف سے بھی تعلق رہا ہے۔ یہ ان حقیقتوں میں سے ایک ہے جن کو سمجھنا اس پندرہویں صدی میں ضروری ہے۔ ورنہ نہ تو ہم اس ہندو قوم کی دیو مالائوں کی حقیقت کو سمجھ سکیں گے اور نہ اس کا علاج کر سکیں گے۔

قرآن شریف کی سورۃ الصف کی مندرجہ ذیل آیت پر نظر ڈالیں۔

ترجمہ: ۱ اور (وہ وقت بھی یاد کرو) جب عیسیٰ ابن مریم نے کہا کہ اے بنی اسرائیل میں تمہارے پاس اللہ کا پیغمبر آیا ہوں۔ تصدیق کرنے والا تو ریت کی جو منجھ سے چبتر سے ہے اور ایک رسول کی بشارت دینے والا جو میرے بعد آنے والے ہیں۔ جن کا نام احمد ہے۔ پھر جب وہ ان کے پاس کھلی نشانیاں لے کے آئے تو وہ لوگ بولے کہ یہ تو صریح جادو ہے۔

(سورۃ صف۔ آیت ۶)

اس آیت میں بتایا گیا ہے کہ حضرت عیسیٰ نے آنے والے رسول کی بشارت دی تھی۔

اور اس کا نام احمد بتایا تھا۔

اس آیت کی تشریح میں مفسرین نے بہت تفصیل سے یہ سمجھایا ہے کہ انجیل میں ماہر

کے نام سے آنے والے نبی کی بشاشت موجود تھی لیکن عیسائی اس کے ترجموں میں تحریف کر رہے ہیں۔
 بیشتر مفسرین نے یہاں اس بات کی وضاحت نہیں کی ہے کہ رسول اللہ کا نام احمد کیسے تھا؟
 یہاں صوف وہ احادیث نقل کی گئی ہیں جن میں رسول اللہ نے فرمایا کہ میرا نام احمد ہے۔ بیشک یہ
 ہمارا ایمان ہے کہ حضرت محمد کا ایک نام احمد بھی تھا۔ لیکن کیسے تھا؟ کہاں تھا؟ کب تھا؟
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث پر ہمارا ایمان ہے۔ لیکن اگر ان احادیث سے ہمیں
 یہ معلوم نہ ہو کہ احمد نام کی کیا حقیقت ہے تو ہم منتشر قہن کے الزامات کا کیا جواب دیں گے۔ عیسائی
 یہ کہتے ہیں کہ ہماری کتابوں سے محمد کو معلوم ہوا کہ آنے والے نبی کا نام احمد ہوگا اور یہ سن کر انہوں نے
 رنعود باللہ) قرآن کی آیت گڑھ لی اور زبانی بھی یہی کہنا شروع کر دیا کہ میرا نام احمد ہے۔ حالانکہ
 ان کا نام تو محمد تھا۔

ملاحظہ ہو ایک عیسائی مصنف کے الفاظ :

..... ”بچہ کا نام محمد رکھا گیا۔ یہ نام عربوں میں بہت کم متانتھا“ لیکن تھا۔ اس لفظ
 کا مادہ حمد ہے جس سے محمد کے معنی قابل تعریف کے نکلتے ہیں۔ حمد سے ہی احمد بنتا ہے۔ انجیل
 کے کچھ عربی ترجموں میں سریانی لفظ پیرا کلیٹ PARACLETIC کا غلط ترجمہ احمد کیا گیا ہے
 اور یہ مغربم مسلمانوں کی عیسائی اور یہودیوں سے گفتگو میں بہت زیادہ مقبول ہو گیا۔ کیوں کہ
 ان کے کہنے کے مطابق اسی نام سے ان کی کتابوں میں رسول کی پیشین گوئی تھی.....“

(لائف آف محمدؐ، تخصیص شدہ ایڈیشن۔ سرولیم سور۔ لندن۔ ۱۸۷۱ء ص ۵)

..... مونٹانس کے بیان سے ہمیں پتہ چلتا ہے کہ پیرا کلیٹ کی آمد کا وعدہ“

کے بہت سے مفہوم بگاڑ کر متعین کیے جاسکتے ہیں اور یہ ممکن ہے کہ انہیں میں سے ایک چھانٹا
 ہوا مفہوم محمدؐ کے سامنے بیان کیا گیا ہو۔ جس سے یہ آیت بنالی گئی جو سورہ صافات میں ہے.....“

(لائف آف محمدؐ، تخصیص شدہ ایڈیشن۔ ص ۱۶)

تاریخ میں ہمیں حضرت محمدؐ کا نام احمد نہیں ملتا۔ آپ کے یہ بتانے کے بعد کہ میں ہی
 احمد ہوں! احمد نام کا جہلن ہوا۔ آپ کے دادا عبدالمطلب نے آپ کا نام محمدؐ رکھا تھا۔

یعنی ہر نام اہل کرب کی طرف محمد کے نام سے ہی پکارتے تھے۔ صادق اور امین کے لقب بھی آپ کے مقرر ہوئے لیکن احمد نام کا کہیں ذکر نہ تھا۔ آپ کے تمام اصحاب آپ کو محمد ہی کے نام سے جانتے تھے پہلی مرتبہ آپ ہی کے منہ سے یہ انکشاف ہوا کہ آپ ہی احمد تھے۔ کیا احمد نام کی حقیقت سمجھنے کی ہمیں کوئی ضرورت نہیں ہے؟ یہ معلوم ہوتے ہوئے بھی کہ دنیا میں آپ کا نام محمد ہو گا۔ حضرت عیسیٰ نے بنی اسرائیل کو یہ کیوں بتایا کہ اس کا نام احمد ہے۔ حالانکہ یہ اللہ کے نام میں تھا کہ اس سے اعتراضات کا دروازہ کھلے گا۔ کیا رسول اللہ کے احمد نام کی حقیقت محمد سے الگ کچھ اور ہے جس کی طرف کھلی امتوں کو متوجہ کرنا مقصود تھا۔؟

احمد دراصل آپ کا نام عالم ارواح میں تھا۔ اس جسمانی دنیا میں بھیجے جانے سے پہلے تمام انسانوں کی پیدائش سے پہلے حضرت آدم کے بھی اس دنیا میں آنے سے پہلے ہم سب کا وجود تھا۔ روحانی دنیا میں ہم سب کی رو میں پہلے پیدائی گئی تھیں بعد میں جسم دے کر ہمیں اس دنیا میں بھیجا گیا۔ قیامت تک پیدا ہونے والے تمام انسانوں کی رو میں اب بھی وجود ہیں۔ اسی روحوں کی دنیا میں جہاں ہم سب سے اللہ نے اپنے رب ہونے کا اقرار کرایا تھا۔ قرآن شریف اس کا ذکر کرتے ہوئے کہتا ہے :

ترجمہ : ”اور اے بنی آدم کو یاد دلاؤ وہ وقت جبکہ تمہارے رب نے بنی آدم کی پشتوں سے ان کی نسل کو نکالا تھا اور (خود ان کو) ان کے اوپر گواہ بناتے ہوئے پوچھا تھا : ”کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں؟“ انھوں نے کہا : ”کیوں نہیں؟“ (آپ ہی ہمارے رب ہیں) ہم اس پر گواہی دیتے ہیں۔ یہ ہم نے اس لیے کیا کہ کہیں تم قیامت کے روز یہ نہ کہہ دو کہ ہم تو اس بات سے بے خبر تھے یا یہ نہ کہنے لگو کہ شرک کی ابتداء تو ہمارے باپ دادا سے ہم سے پہلے کی تھی اور ہم بعد کو ان کی نسل سے پیدا ہوئے۔ پھر کیا آپ ہمیں اس قصور میں پکارتے ہیں جو غلط کاروں کو انہوں نے کیا تھا۔“ (الاعراف : ۱۷۲-۱۷۳)

اس آیت کی تشریح میں شیوخ حنفی تمام مغربین کا اجماع ہے کہ یہ عہد جسموں کے پیدا ہونے سے پہلے تمام بنی آدم کی روحوں سے لیا گیا تھا۔ مثلاً علامہ حافظ ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ

کتاب الروح میں لکھتے ہیں :-

”... ظہر ہے کہ ہر عہد و دور سے لیا گیا تھا کیوں کہ اس وقت بدن کہاں تھے ؟
(روحوں سے لیے خواہوں کو سمجھئے ترجمہ کتاب الروح - مصنف علامہ حافظ ابن قیم رحمہ اللہ)
ترجمہ از مولانا غلام حجازی - مکتبہ الفلاح - دیوبند (ص ۲۳۹)
”کعب قرظی است کی تفسیر میں فرماتے ہیں : سب روحوں نے اجسام پیدا کیے جانے سے پہلے
اللہ پر ایمان لانے کا اور اس کی معرفت کا اقرار کیا تھا۔“ (ص ۲۵۰ بحوالہ بالا)
اس کے علاوہ اسی کتاب میں مزید بتایا گیا ہے کہ :

”حق تعالیٰ نے فرمایا : وَقَدْ خَلَقْنَاكُمْ شَيْئًا صَوْنًا نَكْمُ... الخ (سورہ اعراف : ۱۱)
”سو آدم نے تم کو پیدا کیا پھر تمہاری صورتیں بنائیں...“ کہتے ہیں شہرِ پھر ترتیب و
تاخیر کے لیے استعمال کیا جاتا ہے۔۔۔۔۔ معلوم ہوا کہ خلق سے خلق ارواح مراد ہے ؟
(ص ۲۴۹ - بحوالہ بالا)

اس روحانی دنیا میں جہاں ہم سب نے اللہ تعالیٰ سے اقرار کیا تھا کہ آپ ہمارے رب ہیں
وہاں بھی منصب رسالت تھا لیکن اس - روحانی دنیا میں موت ایک رسول تھا اور وہ تھے جناب
احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے نزدیک اور ملائکہ کے نزدیک رسول اللہ کا نام احمد تھا -
احمد اور محمد ایک ہی شخصیت کی دو جدا جدا حقیقتیں ہیں - یہ تمام صوفیاء کرام کا متفقہ عقیدہ ہے
”اور احمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا دوسرا نام ہے کہ آسمان والوں میں وہ
اس نام سے معروف ہیں۔۔۔۔۔ اور اس اسم مبارک کو ذات احدیٰ جل شانہ کے ساتھ بہت قرب
ہے اور دوسرے اسم محمد سے ایک منزل اللہ کے نزدیک زیادہ قریب ہے۔“

(حضرت محمد دالغ ثانی - مکتوبات ربانی - اردو ترجمہ دفتر سوم - حصہ دوم مکتبہ ۹۹)
”اس کا نام آسمان میں ملائکہ کے نزدیک احمد مشہور ہے اور اہل زمین کے نزدیک محمد ہے -
(سیرت محمدیہ - اردو ترجمہ مواہب الدینیہ ۱۳۴۲ھ مطبوعہ فضل المعالی حیدر آباد)
اس کا دنیا میں حضور رسالت مآب کا نام احمد کہیں ثابت نہیں ہوتا اس کے

باوجود قرآن بتاتا ہے کہ حضرت مسیحی نے احمد کے آنے کی پیشین گوئی کی تھی آپ ہی آخری رسول تھے۔ یہ بات تو پچھلی کتابوں میں بتائی گئی دیگر متعدد نشانوں سے ثابت ہوتی ہی ہے۔ لیکن یہاں دلیل اس طرح توجہ مبذول کرانا مقصود تھا کہ تمام امتوں کو یہ بھی بتایا گیا تھا کہ آخری رسول وہ ہوگا جو آسمانی دنیا کا پہلا رسول احمد تھا اور اس حیثیت سے تمام دنیا کے انسانوں کی روحوں کا رسول رہ چکا تھا۔ یہی حضرت مسیحی نے بنی اسرائیل کو بتایا تھا کہ وہ رسول جو تمہارا اور میرا سب کا رسول آسمان میں احمد کے نام سے تھا وہ دنیا میں میرے بعد جسمانی طور پر آخری رسول بن کر آنے والا ہے۔

حقیقت احمدی سہر مقدس کتاب میں ہے | تورات اور انجیل میں احمد نام کی حقیقت

پر ہمارے مفسرین بہت تفصیل سے حوالے پیش کر چکے ہیں اس لیے انہیں نقل نہ کرتے ہوئے ہم ہندوؤں کی مذہبی کتب اور بدعت میں احمد کی حقیقت کے کچھ نمونے پیش کر رہے ہیں: یائیل کے علاوہ ویدوں میں بھی احمد نام کا ذکر موجود ہے۔ آئیے دیکھیں۔

वेदाहमेत पुरुषमहान्तमोदेव्यवर्ण तमसःप्रस्तुत --- अनाय

وہ تمام علوم کا سرچشمہ احمد عظیم ترین شخصیت ہے۔ یہ روشن سورج کے مانند اذیت کو دور بھگانے والا ہے۔ اس سراج منیر کو جان لینے کے بعد ہی موت کو جیتا جاسکتا ہے۔ نجات کا اور کوئی راستہ نہیں ہے۔ (بجروید: ۱۸-۲۱)

अहमिद्वि पितृष्वरि मेधामृतस्य जगाम। अहं सर्वं इवजनि

”احمد نے سب سے پہلی قربانی دی اور سورج جیسا ہو گیا“ (رگ وید: ۱۰، ۹، ۶، ۸) (راج رہے کہ قرآن میں رسول اللہ کو سراج منیر یا چمکتا ہوا سورج کہا گیا ہے)

अयमिद्वै प्रतीवर्त ओजस्वान संजये मणिः ।

प्रजां धनं च रक्षत पीरिपाणः समङ्गलः ॥

”احمد وہ ہیں جو لوٹے ہیں تو روشن طاقت ور ہیرا ثابت ہوتے ہیں۔ مخلوقات اور دولت کی حفاظت ہر پہلو سے کرتے ہیں اور بہترین نجات دہندہ ثابت ہوتے ہیں۔ اسی طرح انھر وید

(۲۰-۱۲۶-۱۳) میں — Atahmad لفظ استعمال ہوا ہے۔

مندرجہ بالا چاروں متروں کے ترجمے میں غلطیاں کی جلد ہی ہیں مثلاً پہلے متر میں احمد لفظ استعمال ہوا ہے۔ سنسکرت میں 'د' کی جگہ اکثر 'ت' استعمال ہوتا ہے۔ اس لفظ کو دو حصوں میں — اہم - ات میں تقسیم کر کے ترجمہ کیا جا رہا ہے۔ اہم کے معنی 'میں' اور ات کے معنی 'اس کے' ہیں اس طرح ترجمہ کچھ کا کچھ ہو جاتا ہے۔ اسی طرح کی گڑبڑ دوسرے دونوں متروں میں بھی ہے۔

بدھ مت میں بھی 'احمد نام' کی حقیقت دیکھتے چلیں۔ بدھ مت میں 'بدھا' پیغمبر کے معنی ہے۔ گوتم بدھ نے اپنے چیلے نندا کو مخاطب کر کے بتایا تھا "نندا! میں تو پہلا بدھا ہوں اور نہ آخری بدھا ہوں"۔

پہلے بدھا کے متعلق ڈاکٹر رادھا کرشنن اپنی کتاب میں لکھتے ہیں:

"جاپان میں پہلے بدھا کا نام 'امیتا بہ' ملتا ہے۔"

"اور جاپان میں اس کا لفظ امید (AMID) ہے۔ یعنی 'احمد'۔"

یہ لفظ امیتا بہ اہمیت اور آجھا دو لفظوں کا مرکب ہے۔ اہمیت (EMETH) احمد لفظ کا بگڑا ہوا تلفظ ہے اور آجھا کے معنی نور کے ہیں۔ اس طرح امیتا بہ کے معنی ہوئے نور احمد یعنی بدھا ازم میں بھی یہ حقیقت کھوئی ہوئی ہے کہ پہلا پیغمبر نور احمد تھا۔ یہ سچے پچھے مخالف آئیے دیکھیں، حدیثیں کیا کہتی ہیں۔

"حضرت ابو ہریرہؓ کہتے ہیں کہ ایک دن صحابہؓ نے پوچھا کہ یا رسول اللہ! نبوت آپ پر کس وقت واجب ہوئی؟ تو آپ نے فرمایا: "اس وقت جبکہ آدم روح اور بدن کے درمیان تھے۔" ترمذی نے کہا ہے کہ یہ حدیث حسن ہے۔

"عرباض بن ساریہ سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا کہ میں اللہ کے نزدیک مژدراں اس

لے 'Gospels Of Buddha', by Carus. P- 217 لے

لے گوتم بدھ۔ دھرم اور رشن ۱۵۰۔ سچے ریکوری آف فیچر مہمدا از: ڈاکٹر رادھا کرشنن

لے ترمذی بحوالہ مشکوٰۃ باب سید المرسلین: فصل ثانی۔

وقت نبی تھا کہ آدم اپنے مٹی کے بدن میں پڑے تھے۔ سلسلہ (یعنی ابھی روح نہیں ڈالی گئی تھی) حاکم نے مندرجہ بالا حدیث کو صحیح الاسناد بتایا ہے۔

حضرت انصاری سے روایت ہے کہ انھوں نے کہا کہ میں نے پوچھا۔ یا رسول اللہ! آپ کب نبی تھے؟ آپ نے فرمایا: میں اس وقت ضرور نبی تھا کہ آدم روح اور جسم کے درمیان تھے۔
اس حدیث کو امام بخاری نے اپنی تاریخ میں اور ابونعیم نے اپنے حلیہ میں روایت کیا ہے اور حاکم نے اسے صحیح کہا ہے۔

عقل ثبوت | آپ کے رجوں کی دنیا میں رسول ہونے کا ایک عقلی ثبوت نہایت واضح ہے۔ تمام مفسرین اس بات پر متفق ہیں کہ حضرت آدم کی نبوت حجت میں نہیں تھی بلکہ دنیا میں بھیجے جانے سے حضرت آدم کی نبوت کا آغاز ہوا تھا جیسا کہ قرآن شریف میں اللہ نے فرشتوں سے فرمایا:

ترجمہ: "میں زمین میں ایک خلیفہ مقرر کرنے والا ہوں۔"
یہ بھی ہمیں قرآن سے معلوم ہوتا ہے کہ تمام ناموں کا علم (الاسماء کتبھا) حضرت آدم کو پیدا کرنے کے بعد دیا گیا تھا۔

ترجمہ: "اور اس نے آدم کو نام سکھائے کھل کے کھل۔ پھر انھیں فرشتوں کے سامنے پیش کیا۔ اب یہاں غور کیا جائے تو یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ اللہ نے حضرت آدم کو یہ ناموں کا علم براہ راست خود دیا تھا یا حضرت جبریلؑ یا کسی اور فرشتے کے ذریعے دیا تھا؟ دونوں صورتوں میں یہ وہی ہوئی اور اگر حضرت آدم پر وہی آزمائش ثابت ہوتا ہے تو وہ روحانی دنیا میں بھی نبی ثابت ہوئے۔ حالانکہ ایسا نہیں تھا۔

۱۔ بیہقی۔ احمد۔ حاکم۔ بحوالہ سیرت محمدیہ اردو ترجمہ مواہب الدینہ ۱۳۴۲ھ ص ۷۷

۲۔ امام احمد۔ بحوالہ سیرت محمدیہ۔ اردو ترجمہ مواہب الدینہ ۱۳۴۲ھ ص ۷۷

۳۔ سیرت محمدیہ۔ اردو ترجمہ مواہب الدینہ۔ ص ۷۷

۴۔ البقرہ۔ ۳۰۔ ۵۔ البقرہ۔ ۲۱

روایتوں سے یہ بھی پتہ چلتا ہے کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کل ناسول الا اسماء کلہا کا علم یا تو مجھے دیا گیا تھا یا آدم کو ۔

دلیلی نے اوراق سے نقل کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ مجھے میری امت سنی اور پانی میں دکھائی گئی اور مجھے الاسماء کلہا کا علم دیا گیا جو آدم کو دیا گیا تھا ۔

یعنی صرف شخصیتوں کو یہ علم عطا کیا گیا تھا۔ ان میں سے حضرت آدم نبی نہیں تھے۔ ظاہر ہے کہ احمد (رسول اللہ ﷺ) کے ذریعہ یہ علم حضرت آدم کو دیا گیا ہوگا۔ یہ رسول احمد کے آسمانی دنیا میں رسول ہونے کی عقل دلیل ہے۔

سائنس رہنمائی کی محتاج ہے | زمین پر حیات انسانی کی شروعات کو سہاروں سال بیت گئے۔ لائنڈا و غلطیوں، پستیوں

روشنی کے سیناروں اور عبرت کی داستانوں کو سمیٹتا ہوا وقت لگتا مار آگے بڑھتا جا رہا ہے۔ اس آخری گھڑی کی طرف جہاں ایک دھماکے سے ان سائے عجائبات کا سلسلہ ختم ہو جائے گا اور ایک نئی اور ابدی حیات کا آغاز ہوگا۔ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ ہی انسانی عقل بھی ارتقاء کی منزلیں طے کر رہی ہے اور اپنی ترقی کے نقطہ بعروج پر پہنچ کر یہ مادی عقل بھی فنا ہو جانے والی ہے۔ اب سے چودہ سو سال پہلے جب انسانی عقل بچپن کے دور سے نکل کر بلوغت کے دور میں داخل ہوئی تو رب کائنات نے خاتم النبیین کو دنیا میں اس آخری کتاب کے ساتھ بھیجا جس میں وقت کے آخری سرے تک پیش آنے والے تمام مسائل کا حل موجود ہے۔ قرآن کریم حضرت محمد کا سب سے بڑا معجزہ ہے اور اس کے عجائبات رہتی دنیا تک سامنے آتے رہیں گے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

ترجمہ: ہم عنقریب ان کو اپنی نشانیاں (اسی) دنیا میں دکھائیں گے اور خود ان کی ذات میں بھی، یہاں تک کہ ان پر کھل کر رہے گا کہ یہ (قرآن) حق ہے ۔

انسانی عقل اللہ کے علم کا کبھی احاطہ نہیں کر سکتی۔ جنہوں نے اس قطعی علم سے فائدہ اٹھانے

کی کوشش کی۔ ان کی ایک مثال نوبل انعام یافتہ سائنس دان ڈاکٹر عبدالسلام ہیں جنہوں نے قرآن سے استفادہ کرنے کے بعد سائنس کو یہ تیوری (نظریہ) دی کائنات میں مختلف طاقتیں (FORCES) نہیں بلکہ ایک ہی بنیادی طاقت (FORCE) کا فریبہ جو مختلف شکلوں میں ظاہر ہوتی رہتی ہے۔ اس کے برخلاف وہ ہیں جو آج تک اس گتھی کو سلجھانے میں لگے ہوئے ہیں کہ زمین پر انسان کیسے وجود میں آیا۔ ڈارون کا نظریہ (تیوری) کہ انسان بندر کی ترقی یافتہ شکل ہے آج تک ایک نظریہ ہی ہے جسے سائنس غیر ثابت شدہ نظریہ مانتی ہے۔ انسانی عقل نے اپنی تمام قوتیں صرف کر دیں لیکن وہ نہ تو ڈارون کی تیوری کو آج تک ثابت کر سکی اور نہ آئندہ کر سکے گی۔ انسانی عقل جس مقام پر پہنچ کر لاچار ہو جاتی ہے وہاں تو اسے علیم وغیرہ کی آواز سننے کی کوشش کرنا ہی چاہیے جو کہ رہا ہے:

ترجمہ: تو کیا یہ لوگ قرآن میں غور نہیں کرتے یا دلوں پر عقل لگ رہے ہیں؟
جب انسان کی ابتداء کو ہی سائنس دریافت نہیں کر سکی تو کائنات کی تخلیق کا علم اسے کیونکر ہو سکتا ہے۔ اس میدان میں بھی اندھیرے میں ہی ہاتھ پیرا رہے ہیں۔ دنیا کے سب سے میاری انگریزی ماہنامے "دی ریڈرس ڈائجسٹ" کے اگست ۱۹۷۷ء کے ایک مضمون کا اقتباس ملاحظہ ہو۔

"موجودہ برسوں میں ہمارے سائنس دانوں کے سامنے دو نئے کھڑے کر دینے والے مسائل کا ایک سلسلہ چلا آرہا ہے جس نے کائنات کے بارے میں ہمارے چند مکمل ترین اور کلیدی نظریات کو چیلنج کر دیا ہے اور تخلیق کائنات کا ایک تحریر خیز نظریہ سامنے آرہا ہے۔"
نظریات بنتے اور بگڑتے ہی رہیں گے۔ تلاش کی سمت ہی غلط ہے۔ جب تک صحیح سمت میں جستجو نہیں کریں گے حقیقت کے ثبوت کیسے مہیا ہو پائیں گے؟ حدیث و قرآن میں تخلیق کائنات کے علم کی مکمل رہنمائی موجود ہے اور پچھلے مخالف میں بھی سمجھی۔ فی الحال ہم تخلیق کائنات کی ابتداء کا ذکر کر رہے ہیں کیوں کہ اس کا تعلق ہمارے پچھلے صفحات اور حقیقت احمدی سے ہے۔

۲۴۔ نیوڈرٹس آف دی یونیورس۔ ایروول فرٹ ۱۹۷۷ء بحوالہ ریڈرس ڈائجسٹ اگست ۱۹۷۷ء

سرور کائنات ہی کائنات کی ابتدا ہیں

سب سے پہلے شینت کے قطر سے نقش رونے عسجد بنایا گیا
پھر اسی نقش سے ہنگ کر دشتی بزم کون و مکان کو سب یا گیا
(رواقیہ ص ۱۱۱) (ایمان و موسم جلد ۱)

احادیث سے صحت اتنا ہی معلوم نہیں تھا کہ رسول اللہ کی نبوت حضرت آدم کے بعد تھی
روح ڈالے جانے سے پہلے تھی بلکہ احادیث سے یہ بھی ثابت تھا ہے کہ حضرت احمد مجتبیٰ کی تخلیق تمام
کائنات، ملائکہ، زمین و آسمان و دیگر مخلوقات اور عرش الہی سے بھی پہلے ہوئی تھی اور پھر نور احمد کی مکاشفہ
عز و جلالت دیگر تمام مخلوق کی پیدائش کا وسیلہ بنایا۔

ذیل میں ہم حضرت مجدد الف ثانی الشیخ احمد سرہندی کے مکتوبات ربانی سے چند احادیث
نقل کر رہے ہیں :

مشہور حدیث قدسی میں آیا ہے، میں ایک مخفی خزانہ تھا، میں نے محبوب رکھا کہ میں پہچانا
جاؤں پھر میں نے مخلوق کو پیدا کیا تاکہ میں پہچانا جاؤں۔
سب سے پہلے جو چیز اس مخفی خزانے سے ظہور کے طور پر جلوہ گر ہوئی وہ محبت تھی جو
کہ مخلوقات کی پیدائش کا سبب ہوئی۔

اس حدیث کو امام غزالی اور حضرت محی الدین ابن عربی نے بھی بیان کیا ہے۔
حدیث قدسی میں حبیب اللہ کی شان میں آیا ہے۔

اگر تو نہ ہوتا تو میں انلاک کو پیدا نہ کرتا اور نہ اپنی ربوبیت کا اظہار کرتا۔

۱۔ مکتوبات ربانی، اردو ترجمہ، دفتر سوم حصہ دوم ص ۱۳۰ مکتوب ۱۳۰ مطبوعہ مہرہ پبلشنگ کمپنی، نئی دہلی
۲۔ ۱۹۱۹ قرآن اور تصورات، ڈاکٹر امیر ولی الدین، مدظلہ، فلسفہ جامعہ عثمانیہ، مطبوعہ دار الفاضلین، دہلی
۳۔ مکتوبات، ۱۳۰۰ دفتر سوم حصہ دوم ادراکی مکتوب کے حاشیہ میں درج ہے کہ۔۔۔ ویلی نے سرفردوس میں بیان کیا
سے اسی مضمون سے ملتی جلتی ایک حدیث روایت کی ہے۔ اسی طرح صاحب میں ہے۔ نیز حاکم نے بھی اپنی تصنیف میں
اس مضمون کی حدیث روایت کی ہے۔ علامہ سبکی نے شفا السقام میں اسے برقرار رکھا۔ علامہ بلقینی نے اپنے فتاویٰ میں بقول
رکھا۔ لہذا اس حدیث کی صحت میں کوئی شبہ نہیں ہے۔

نبی کریمؐ نے فرمایا :

”سب سے پہلے اللہ نے میرا نور پیدا کیا۔“ ۱۷

مندرجہ بالا تمام احادیث سے معلوم ہوا کہ تمام مخلوقات میں سب سے پہلی تخلیق نورِ احمدؐ ہی کی تھی۔ یہی بدھ ازم اور ہندومت میں بھی ثابت ہو چکا ہے جس کا ذکر پہلے آچکا ہے۔ ہندو مذہب میں تخلیقِ اول کا موضوع گناہم ہے۔ یہ مندرجہ ذیل مثالوں میں دیکھیں :

”..... تخلیقِ اول کا موضوع۔ ان باتوں کو جو شخص جان لیتا ہے، وہ لمبی عمر والا، مشہور (دل کی) دولت سے مالا مال، صدقہ، جاریہ کا اہل اور بڑا عالم بن جاتا ہے اور اسے شہادتِ حق کا حصول ہوتا ہے۔“ ۱۸

تخلیقِ اول کی ہندو مذہبی کتب میں کتنی اہمیت ہے یہ جان کر مشہور ہندو محقق ڈاکٹر چین لال گوتم حیرت کا اظہار کرتے ہوئے کہتے ہیں :

”..... تخلیقِ اول کا نہ کوئی پران بنایا گیا نہ مندر بنائے نہ ان کی پوجا عام ہوئی یہی تعجب ہے۔ تخلیقِ اول کو تو سب سے نمایاں طور پر دیوتا کے روپ میں اعزاز دینا چاہیے تھا۔“ ۱۹
یہاں ہم نے چند مثالیں ہی پیش کی ہیں۔ آسمانی رسولِ اول یا نورِ احمدی یا تخلیقِ اول پر ہندو قوم نے کتنی دیو مالائیں کھڑی کی ہیں اور مان دیو لالائوں کی اصل حقیقت کیا ہے ؟ یہ بے حد دلچسپ اور کارآمد کمین ایک طویل موضوع ہے جس کا ذکر ہم آئندہ کریں گے ان شاء اللہ

۱۷ مکتوب ۹۳، دفتر سوم حصہ دوم۔ اور اسی مکتوب کے حاشیہ میں درج ہے کہ —

اس حدیث کو علامہ ذرقانی نے شرح المواہب میں ذکر کیا ہے اور محاضراتِ الاوائل میں ہے کہ یہ حدیث حسن ہے اور شیخ محمد الدین ابن عربی نے فتوحات میں بھی اسے ذکر کیا اور محدث عبد الرزاق نے بروایت جابرؓ اسی مضمون کی ایک حدیث روایت کی ہے ۔

۱۸ اشکوک ۵۵۵۔ ہری ونش پران۔ سہاگ ۵۹، پنڈت شری رام شرما آچاریہ

۱۹ دشنور ہستیمہ۔ ڈاکٹر چین لال گوتم ص ۲۶۶

قرآن سے بھی ثابت ہے | احادیث اہل دیگر صحائف میں تفصیل سے ذکر موجود ہوا اور اتنی اہم حقیقت قرآن میں موجود نہ ہو! بھلا یہ کیسے ممکن ہے۔ آئیے دیکھیں۔

”قُلْ إِنْ كَانَ لِلرَّحْمَنِ وَلَدٌ ۖ مَا نَأْتِيهِ الْغُيُوبُ“ (الزمر: ۸۱)
 توجہ! آپ کہہ دیجئے کہ اگر رحمان کے اولاد ہو تو سب سے اول عبادت کرنے والا تو میں ہوں؟
 مندرجہ بالا آیت کا اکثر مفسرین نے مطلب یہ بتایا ہے کہ بالفرض محال اگر رحمان کی اولاد ہوتی تو سب سے پہلے میں (رسول اللہ) اس کی عبادت کرتا۔ لیکن چونکہ اس کے لیے اولاد ہونا محال ہے اس لیے میرا اس کی (اولاد کی) عبادت کرنا بھی محال ہے۔ لے
 آیت کی یہ تفسیر بھی صحیح ہے۔ لیکن ان معنوں میں ایک اشکال یہ ہے کہ اللہ کی اولاد کا ہونا محال کیا ہے؟ نہیں۔ رسول کی طرف سے یہ فرض کرنا بھی کہ اگر اولاد ہوتی تو اس کی عبادت کرتے؛ ذہن اس سے بہتر کوئی تاویل ڈھونڈتا ہے۔ مندرجہ بالا آیت میں عربی لفظ ”إِنْ“ کے معنی ”اگر“ اور ”میں“ دونوں ہوتے ہیں۔ شاید اس لیے امام بخاریؒ نے کتاب التفسیر میں اس آیت کے مندرجہ ذیل معنی نقل کیے ہیں۔

”کہہ دیجئے کہ رحمان کے اولاد نہیں۔ سو میں تو اولاد ماننے سے پہلانا ناراض ہونے والا ہوں؟“
 امام بخاریؒ نے عابدین کا ترجمہ ”عبادت کرنے والے“ کے بجائے ”ناراض ہونے والے“ کیا ہے۔ عربی شاعری میں چونکہ یہ لفظ ان معنوں میں بھی استعمال ہوا ہے لیکن اتنے دور کی تاویل کرنے پر مفسرین نے ان پر بہت اعتراضات کیے ہیں۔ چنانچہ علامہ شوکانیؒ نے تفسیر فتح القدیر میں اس پر اشکال ظاہر کیا ہے۔

غور فرمائیں کہ اگر یہ اصول صحیح ہے کہ احادیث قرآن شریف کی تفسیر کرتی ہیں تو اوپر بیان کردہ احادیث کی روشنی میں اس آیت کا مطلب کتنا واضح ہو جاتا ہے جس سے مندرجہ بالا دونوں قسم کے اشکال نہیں رہتے اور احادیث نبویؐ کی تائید بھی ہوتی ہے یعنی ”آپ کہہ دیجئے“

کہ رحمن کی مالا واد نہیں ہے۔ اور ہی اول العابدین یعنی سب سے پہلا عابد ہوں۔
 اس کائنات کی ہر شے، فرشتے، زمین، آسمان، سمندر، پہاڑ، پیر و پودے سب اللہ کی عبادت
 کر رہے ہیں اور اس کے عابد ہیں۔ سب سے پہلا عابد وہی ہستی ہو سکتی ہے جو ان سب عابدین سے
 پہلے پیدا ہوئی ہو۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو حکم دیا کہ آپ یہ اعلان فرمادیں کہ رحمان کی کوئی اولاد
 نہیں ہے اور اس کا سب سے بڑا ثبوت میں (رسول) خود ہوں کیونکہ میں تخلیق اول ہوں۔ اولاد
 بننے کا دعویٰ کرتا تو میں کرتا۔ جب میں خود یہ کہہ رہا ہوں کہ میں اللہ کا بندہ اور رسول ہوں تو پھر
 رحمان کی اولاد کوئی اور کیسے ہو سکتی ہے؟

کے ملاوہ سورہ نسا کی آیت ۱۷۱ میں ارشاد ہوا ہے :

ترجمہ : "آئے لوگو! اپنے پروردگار سے تقویٰ اختیار کرو جس نے تم سب کو ایک ہی نفس سے
 پیدا اور اسی سے تم اس کا زوج (جوڑا) پیدا کیا۔"

انسانوں کی پیدائش کا ذریعہ ایک نفس کو بتایا گیا ہے نفس کے معنی
 جان کے ہوتے ہیں اور اس سے جسم اور روح دونوں مراد ہوتے ہیں۔ جب جان سے مراد
 ہے تو اس آیت میں حضرت آدم و حوا سے تمام انسانوں کی پیدائش کا مطلب سمجھ میں
 آتا ہے اور جب نفس سے مراد روح ہو تو روح اول یعنی نور احمد سے تمام ارواح کا پیدا ہونا
 ثابت ہوگا۔ واضح ہے کہ روح کا جوڑا جسم ہے۔ پہلے تمام روحوں کو ایک روح سے پیدا کیا پھر
 ان کے جوڑے یعنی جسم بنائے۔

کلام الہی سے جب ہم معلوم کرتے ہیں کہ انسانی جسم کس چیز سے بنایا گیا تو مختلف الفاظ
 جو ہمیں ملتے ہیں وہ یہ ہیں :-

طین (کچڑ) - تراب (خاک) - علق (خون کی پٹکی) - ماء دافق (اچھنے والا پانی) -
 صلصال (کنکشتاتی ہوئی اور نرمی ہوئی مٹی) - حماء مسنون (سنا ہوا گارا) اور نطفہ -

یعنی کل ملا کر جب ہم دیکھتے ہیں تو انسانی جنم ناپاکیوں کا مجموعہ ہے۔ یہ ناپاکیاں اور
 میوب انسان کے خیر میں موجود ہیں۔ انسان جسم کے قالب میں آنے کے بعد جنبت میں

بھی شیطان مردود سے دھوکہ کھا گیا۔ اب دیکھیے قرآن باری تعالیٰ ہے کہ اللہ نے انسان کو اپنی فطرت پر پیدا کیا۔

..... اللہ کی اس فطرت کا اتباع کرو جس پر اس نے انسان کو پیدا کیا؟

یہ روح اول ہے جسے اللہ نے اپنی صفات سے موصوف کیا اور قرآن میں اسے رُوحِ رحیم کہا۔ اس پاک ترین روح سے تمام انسانوں کی روحیں پیدا ہوئیں۔ جب جسموں میں روح پھونکی گئی تو انسان افضل ترین صفات اور ازل ترین ناپاکیوں کا مجموعہ ہو گیا۔

قرآن کریم کی آیات میں اس طرف اشارہ کیا گیا ہے :

ترجمہ : ہم نے انسان کو بہترین ساخت پر پیدا کیا۔ پھر ہم نے اس کو پستیوں سے سمیپست پر ٹوٹایا۔

یعنی روح پہلے پیدا ہوئی جو اللہ کی فطرت پر ہے اور پھر اس روح کا تعلق جسم سے ہوا جو ناپاک تھا۔ اب انسان دونوں طرح کی صفات کا مجموعہ ہے۔

ظاہر ہے بہترین ساخت پر وہی مصلح پیدا کی گئی جسے رُوحِ رحیم کہا گیا۔ مندرجہ بالا آیات بھی رحمۃ اللعالمین کی سب سے اول پیدائش کا ثبوت ہیں۔ اور یہ تو رب العالمین نے سرورِ کوغین کو رحمۃ اللعالمین (تمام جانوں کے لیے رحمت) کے الفاظ استعمال فرما کر ہی بتا دیا تھا۔ ظاہر ہے رسولِ آخر کا تعلق اگر صرف اس دنیا دی حیات میں انسانوں سے ہی ہوتا تو آپ تمام کائنات کے لیے وجہ رحمت کیسے ہوتے۔

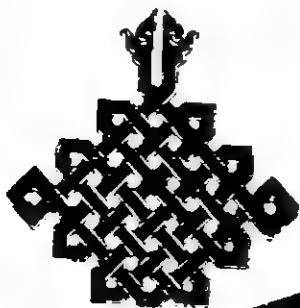
کلامِ ربانی میں جگہ جگہ حضرت محمد کو ”سُئِلَ مِنْ أَنْفُسِكُمْ“ بتایا گیا ہے جب نفس سے مراد روح لیا جائے گا تو اس کا مطلب ہوگا ”تم سب کی رُوحوں کا رسول“ نہ کہ صرف عربوں کا رسول۔ اس سے آپ کی انا قیّت ثابت ہوتی ہے۔

مزید برآں سورہ احزاب کی آیت ۷ میں بھی دیکھیں۔

”اور (وہ وقت بھی قابلِ ذکر ہے) جب ہم نے تمام پیغمبروں سے عہد لیا اور آپ

ہے (مکی) اور نور محمد ابراہیم اور موسیٰ ابن مریم سے (مکی) اور محمد نے ان سے پھر عہد کیا :
اس بات کو یہ میں اگر آپ غور فرمائیں تو تمیزوں سے عہد لینے کی ترتیب میں آپ (حضرت
احمد یحییٰ) کا نام تمام دوسرے انبیاء سے پہلے دیا گیا ہے ۔

یہ ہے رسول اکرمؐ کے تخلیق اول ہونے کا واضح قرآنی بیان اور یہ ہے کہ اور احمدؑ کی حقیقت
چونکہ تخلیق اول ہونے کی حیثیت سے اور روحوں کی دنیا میں تمام روحوں کا رسول اول ہے
کی حیثیت سے آپؐ کا ذکر دیگر تمام صحائف میں موجود تھا (اور آج بھی ہے) اس لیے قرآن نے پہلی
استوں پر یہ واضح کر دیا کہ یہ رسول کسی غیر قوم کا نہیں بلکہ وہی رسول ہے جو تم سب کا واحد رسول
تھا ۔ عالم بالائیں ! — ملأ اطنیٰ میں !!



یہ کائنات ابھی ناتمام ہے شاید

(بقائے)

کہ آ رہی ہے دامن صدائے کن فیکون



گفتی۔۔۔ ویدیوں میں ایک معتمہ

رنگ و بیلا منہ انکی کی حد و ثبات سے شہ و ساج ہوتا ہے آگنی مائلی
و ساری عبادتیں اور تعریفیں انکی کے لیے ہی ہیں اسلئے وہ مذہب کے دونوں بڑے فرقوں اربہ سماجی و
سائن دھرمی عالم اس بات پر متفق ہیں کہ لفظ انکی (अग्नि) دراصل اگر نی (आग्नी) ہے۔
جس کا مطلب ہے سب سے اول ۔ سب سے آگے ۔ جس سے آگے کوئی نہ ہو مند رجہ بالا منتر کو جب
بھی کوئی مسلمان دیکھے گا تو یہی کہے گا کہ انکی دیدوں میں خدا نے واحد کا نام ہے اب اگر آپ دیدوں
کا آگے مطالعہ کریں تو انکی کی حقیقت الجھ جائے گی کہیں انکی انسان معلوم ہوتا ہے کہیں خدا مثلاً:
”ہم انکی کو دوست (رفیق) چنتے ہیں“

اور "त्वमानि प्रयतदक्षिणं नरं" "اگنی وہ انسان رہے جو عبادت گزاروں سے خوش ہوتا ہے۔" ۳۷

حقیقت احمدی سے واقف حضرات کہہاں کوئی پریشانی نہیں ہوگی۔ اللہ تعالیٰ نے تخلیق اول کو اپنے صفاتی نام دیئے تھے۔ اوت اور رحیم اللہ کے اپنے نام ہیں۔ قرآن میں رُؤف اور ریم اپنے اس محبوب بندے کا نام بھی بتایا جسے اس نے رُوحوں کی دنیا میں سب سے اول تخلیق کیا تھا۔ ۴۷

اللہ نے اپنے صفاتی نام تخلیق اول کو کبھی دیئے یہ حقیقت تمام مقدس کتابوں میں
پہنچی اور یہی حقیقت بکر لکھو دنیا کے مذاہب میں شک اور دیوالیوں کی بنیاد بن گئی۔ یہیں سے

اسائے الہی سے موسم تخلیق اول کا راز نگ کر کے اوتاروں کا تصور آیا کہ خدا خود انسان کے قالب میں زمین پر آتا ہے۔ اسی حقیقت کے سمجھ میں نہ آ سکنے پر خدا کا بیٹا بنا۔ اور یہودیوں نے اسے حضرت عیسیٰ اور عیسائیوں نے حضرت عیسیٰ پر فٹ کیا اور اسی حقیقت میں غلو ہونے سے حضور سرور کوئی کو بندگی سے اونچے مقام پر اٹھانے کی کوشش کی گئی۔

’اگنی‘ یعنی اول ہونا اللہ کی صفت ہے اور تخلیق اول پہننے کی حیثیت سے یہ بعد اول کی صفت بھی قرار پائی۔ اس راز کے الجھنے کا حال اللہ سے غفی نہ تھا اور اس نے جگہ جگہ خود ویدوں میں اگنی کا راز تلاش کرنے پر شدت سے زور دیا ہے۔ یہ بھی فرمایا کہ اس راز کو **मेधावी जन** یعنی راسخین فی العلم تلاش کریں گے۔ ویدوں ہی نے یہ پیشین گوئی کی کہ **मन्थन** یعنی تحقیق و ریسرچ سے اگنی کا راز کھلے گا۔ اسی پر تمھاری فلاح کا دار و مدار ہے اور اس راز کے کھلنے کے بعد تم امام عالم بنو گے۔ یہ بھی اشارہ فرمایا کہ **मरुत गण** یعنی ریگستانی امت کے لوگ (مسلمان) اس راز کی تحقیق کریں گے۔ یہ اور یہ بھی پیشین گوئی فرمادی کہ سب سے بعد والی مشعل (قرآن) کو سب سے پہلی مشعل (وید) کے اوپر رکھنا پڑے گا (یعنی قرآن کی روشنی میں جب وید کا مطالعہ کیا جائے گا) تبھی اگنی کا راز کھلے گا۔

حقیقت احمدی بہت تفصیل سے ہر مقدس کتاب میں بیان ہونے کا مقصد یہ تھا کہ جب قومیں اپنی طرف بھیجے گئے رسولوں کو اپنے لیے مخصوص کر لیں گی اور دوسرے رسولوں کا انکار کریں گی اس وقت دنیا کو اس وحدت پر اکٹھا کیا جاسکے کہ آخری رسول جس کا یہ انکار کرے ہے میں اس کو سب مذہبی قومیں بعد برائے والے رسول کی حیثیت سے نہیں بلکہ سب سے پہلے رسولِ واحد کی حیثیت سے جانتی ہیں۔ حضرت اس بات کی تھی کہ اگنی ہوئی حقیقت احمدی کو ان کی مقدس کتابوں میں قرآن کی روشنی میں صاف کر کے تمام دنیا کو ایک رسول کی حقیقت پر اکٹھا کیا جائے۔

۵-۲۹-۳	۵۷ رگ وید	۳-۴۱-۱۰	۵۷ رگ وید
۳-۲۹-۳	۵۷ رگ وید	۳-۳-۵	۵۷ رگ وید

ہندو مخالف میں اگنی کسے کہا گیا ہے ؟ اسے کبھے بغیر ہندو کتب میں توحید کا عقیدہ واضح ہو سکتا ہے اور نہ رسالت کا۔ کیوں کہ ہمیں یہ لفظ اللہ کے لیے استعمال ہوا ہے اور کہیں حضرت احمد کے لیے۔ اسی لیے اس کی تفصیل ہم نے توحید۔ رسالت اور آخرت کے عنوان والے باب سے پہلے واضح کرنا ضروری سمجھا۔

ایک روز شریعہ کے ایک بزرگ نے کہا کہ
 یہ زمانہ اور یہ دنیا
 اختیار ہے

[باب]

اسلام اور ہندو دھرم ناموں کی یکسانیت

دیگر محققین کیا کہتے ہیں؟ پچھلے صفحات میں ہم نے جگہ جگہ یہ کہا ہے کہ دیکھ دھرم
 کے نام آسمانی کلام موجود ہونے کے مزید ثبوت ہم پیش کریں
 گے لیکن اس سے پہلے چند حوالے ہم نقل کر رہے ہیں جس سے یہ واضح ہو سکے کہ ہمارے پیش رو
 محققین ہندو قوم اور ہندو مذہب کے بارے میں کیا رائے رکھتے تھے۔

”اس سے انکار نہیں کہ ہندو مذہب میں توحید بھی ہے لیکن یہ مذہب اتنا پُرانا و چکا
 ہے کہ زمانے کے تغیرات سے اس میں توحید خالص باقی نہیں رہی۔“

المیو وی بھی جو ہندوؤں کے مذاہب کا سب سے بڑا واقف کار ہے ہندو
 خواص کو متحد اور عوام کو مشرک مانتا ہے۔ کتاب الہند گیارہویں باب میں لکھا ہے
 ”بت پرستی عوام کا مذہب ہے خواص کا دامن غیر اللہ کی عبادت سے پاک ہے۔“ مسلمان
 اکابر میں مرزا مظہر جان جانا ہندوؤں کی بت پرستی کی تاویل کو قبول کرتے تھے اور ان
 کو اصلاً بوجہ ملتے تھے۔“

آخر میں ہم شہ عبدالعزیز کی ایک تحریر نقل کرتے ہیں۔ قرآن مجید کی آیت ”وَ اَنْ
 يَّسْأَلُوا لَكَ الْاِخْلَاقَ مِنْكَ“ کا منشا یہ ہے کہ ہر قوم میں خدا سے ڈرانے والے گزیرے
 ہیں..... بالجملہ ہندوؤں کے اوقات ہر حق تھے۔ لیکن ہندو عوام اپنے تصور فہم کی

نہ رواد عبادت ہندو مذہب اسلام میں ہندو مذہب ال مذہب کی حیثیت

مولانا شاہ معین الدین احمد مدنی

بنا پر ظاہر اور مظہر میں فرق نہ کر سکے اور سب کو معبود بنا کر اگر اسی میں مبتلا ہو گئے۔ یہی حال مسلمانوں کے بہت سے تازیہ بنانے والوں، قبروں کے مجاوروں، جلالیوں اور مدارلیوں کا ہے۔

ہندومت کا اسلامی نام اب آئیے سب سے پہلے ہندو مذہب کے نام پر غور کریں۔ اس ویدک دھرم کا نام ہندومت

نہیں ہے بلکہ اس کا اصل نام سناتن دھرم (سناتن سناتن) اور شاشوت دھرم (शशवत धर्म) سناتن کے معنی ہیں سراسے سیدھا چلا یا ہوا اور قدیم اور شاشوت کا مطلب ہے آسمان سے زمین تک سیدھا چلا آیا ہو۔ سناتن دھرم اور شاشوت دھرم دینِ قدیم اور دینِ تیرے کے معنی الفاظ ہیں۔ گیتا میں اس نے اپنے سوا دھرم (स्वधर्म) اور سوا دھرمیت کرم (स्वभाव नियत कर्म) کے الفاظ استعمال کیے ہیں جس کے معنی ہیں فطرت کا سکھایا ہوا نہ کہ باہر کا سکھایا ہوا۔ قرآن اسلام کو الدین عند اللہ -

دینِ قدیم اور دینِ فطرت بتاتا ہے۔ ہمارا عقیدہ یہ ہے کہ ہر نبی نے اپنی قوم کو دینِ اسلام پیش کیا تھا۔ حضرت آدمؑ و حضرت نوحؑ بھی دینِ اسلام ہی کو قائم کرنے آئے تھے۔ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ ان کی تعلیمات مسخ ہو گئیں۔ دنیا کے دوسرے مذاہب کو ماننے والی قوموں نے اپنے اپنے مذاہب کے مختلف نام رکھ لیے لیکن اس سب سے پرانی قوم نے دینِ اسلام کے صفاتی ناموں کی شکل میں اصل نام کو باقی رکھا ہے۔

اللہ نام سب مذاہب میں ہے | ناموں کے فرق اور بعید بھاؤ سے اللہ جل شانہ کا نام بھی نہیں بچا

لیکن اللہ نام کی یکسانیت ہر مذہب میں باقی ہے۔ خدائے واحد کو مختلف قوموں اور مذہب میں اللہ، بھگوان، انشور، خدا، بگاڈ وغیرہ کے نام سے پکارا جاتا ہے۔ اس پر کسی کو اختلاف نہیں ہے کہ ایک خدا کو کتنی بھی نام سے پکارا جاسکتا ہے۔ زبانوں کے اختلاف میں کوئی قباحت نہیں ہے۔ قرآن ہمیں بتاتا ہے کہ اللہ کے بہت سے اچھے اچھے نام ہیں یعنی اس کے بہت سے

فصوص صفاقی نام ہیں لیکن اسم ذات اللہ نہیں ہے۔ اللہ کے نام کا یہ لفظ جو آل + الہ ہیں معمولی صوتی تبدیلیوں کے ساتھ آج بھی قریب قریب ہر مذہب میں ملتا ہے۔

حضرت مولانا شیخ علم فیضیہم (مولانا عبید اللہ سندھیا) کی تحقیق یہ ہے کہ بت کا مرکزی شہر لاس، دراصل لاء سے ہے۔ یعنی بیت اللہ۔ یہ شہر آدین اقوام کی مذہبی تہذیب کا قدیمی مرکز ہے۔ فرماتے ہیں ہم نے جب یہ خیال مولانا حمید الدین دفرای سے ظاہر کیا تو فرمانے لگے کہ خدا تعالیٰ کے نام کا یہ مادہ دنیا کے مذاہب کا قدیم ترین لفظ معلوم ہوتا ہے جو تمام مذاہب میں معمولی اختلاف سے متعل ہے۔ ۱۔

چنانچہ ایل۔ ایلیا۔ اود۔ الوہیم۔ الہ۔ لاء۔ لاہوت وغیرہ سب ایک ہی مادہ کے الفاظ ہیں جو معبود کے معنی میں مختلف مذاہب میں ہیں ملتے ہیں۔ مولانا ابوالکلام آزاد مرحوم نے بھی اس کی تائید کی ہے۔

”ان تمام قوموں میں ایک ان دیکھے خدا کی ہستی کا اعتقاد موجود تھا اور وہ ال۔ الہ۔ یا اللہ کے نام سے پکارا جاتا تھا۔ یہی الہ ہے جس نے کہیں ایل کی صورت اختیار کی کہیں الود کی اور کہیں الایہا کی۔“ ۲

پنڈت سندر لال اپنی کتاب ”ہیتا اور قرآن میں لکھتے ہیں:

”قرآن سب سے بڑی ہستی کو اللہ کے نام سے موسوم کرتا ہے۔ رگ وید میں ایوڑ کے لیے جو نام استعمال ہوئے ہیں ان میں سے ایک ’الہا‘ ہے جس کا بنیادی مادہ ’ال‘ یا ’ایل‘ ہے اور جس کے معنی ہیں عدد و شمار کرنا۔ تقریباً چھ ہزار سال پہلے سمیرا کی زبان میں ’ایل‘ کا لفظ خدا کے لیے تھا۔

سمیرین شہر بابلوں کا لفظ حقیقتاً ’باب ایل‘ تھا۔ یعنی خدا کا دروازہ یہی وہ لفظ تھا جس کے ذریعہ اس کی کسی نہ کسی شکل میں عبرانی، سریانی اور کلدانی زبانوں میں خدا کی ہستی مراد ہوتی

تھی۔ عام شکل آیا۔ الہ تھی۔ یہ بالکل کھلی ہوئی بات ہے کہ رنگ وید کے دور سے دور حاضر تک اللہ کا لفظ کسی نہ کسی شکل میں خدا کے لیے استعمال ہوتا آیا ہے۔ ۱۔

آریہ سماجی عربی دان، سنسکرت کے عالم شری گنگا پرشاد آپا دھیائے رقمطراز ہیں:

”ہم نہیں جانتے کہ حضرت آدم جن کو اہل اسلام سب سے پہلا انسان تسلیم کرتے ہیں۔ کس زبان کو بولتے تھے اور خدا کے لیے کس لفظ کو استعمال کرتے تھے۔ ہر ایک قابل پرستش شے کو الہ کہتے ہیں اور صرف ’ال‘ لگا کر اللہ ایک واحد ذات کے لیے مخصوص ہو گیا ہے۔ رگ وید میں جو لاکھوں سال پہلی کتاب مانی جاتی ہے خدا کے لیے ’ایلیہ‘ کا لفظ استعمال ہوتا ہے۔ ایلیہ کے لغوی معنی ہیں قابل پرستش ہستی۔ وید میں یہ لفظ اللہ کی ذات کے لیے مخصوص طور پر استعمال ہوا ہے۔ وید منتر (۱-۲۰۱) کے صاف معنی یہ ہیں۔ اللہ تو نئے اور پرانے چھوٹے اور بڑے سبھی لوگوں کے لیے قابل پرستش ہے، تجھے علم والے ہی سمجھ سکتے ہیں۔“

اللہ کے اسم ذات کی یکسانیت کے بعد اس کے پہلے اسم **رحمان اور رحیم بھی**

کو دیکھیں۔ برہمن ازم نے عیسائیوں کی تثلیث کی طرح اللہ کی ذات کو تین ٹکڑوں میں تقسیم کر دیا۔ برہما پیدا کرنے والا خدا، دشمنوں (پانے والا خدا) اور شیو (مارنے والا خدا)۔ حالانکہ ویدوں میں یہ واضح تعلیمات ہیں کہ ایک ہی خدا پیدا کرتا، پالتا اور موت دیتا ہے۔ ان تینوں کا جب نام لیا جاتا ہے تو سب سے پہلے برہما ہی کا نام لیا جاتا ہے۔ اس لفظ برہما یا برہم پر غور کریں۔ سنسکرت زبان کا یہ قاعدہ ہے کہ لفظ کے آخر میں اکثر ایک نقطہ (۰) اوپر کی طرف لگایا جاتا ہے جو م اور ن کی آواز دیتا ہے۔۔۔۔۔۔ یہ ایسے ہی جیسے انگریزی میں اکثر ناموں کے آخر میں A لگا دیتے ہیں اور اشوک کو اشوکا، رام کو رامابولتے ہیں۔ سنسکرت

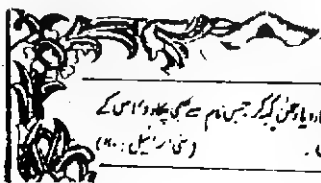
نہ گیتا اور قرآن باز پنڈت سند لال، انگریزی ترجمہ از سید اسد اللہ صاحب، صفحہ ۵

مطبوعہ: انڈیئنڈل ایسٹ کچنل اسٹڈیز حیدرآباد۔ دکن

۱۵-۱۳ صفحہ

میں برہا کے آگے نقطہ (۰) یا 'ن' لگانے سے برہان کی آواز بنتی ہے۔ اس لفظ کو جب سنکرت میں لکھا جائے گا تو یہ **برہمان** یا 'وہ رحمان' یا 'الرحمان' کے مترادف لفظ ہوگا۔ رحم کی صفت کے اظہار کی ضرورت پیدا کرنے ہی سے ہوتی ہے اس لیے پیدا کرنے والے خدا کو ہندو مذہب میں برہمان (الرحمان) اور براہمیں (الرحیم) پکارا جاتا ہے۔ نیز جیسے رحمان اسلام میں خدا کا ذاتی نہیں صفاتی اسم اعظم ہے ہندو مت میں بھی 'برہمان' سکن یعنی صفاتی نام ہے !!

یہاں یہ بھی یاد کرتے چلیں کہ اہل عرب پیغمبر اکرم سے پہلے رحمان نام سے بہت چڑتے تھے اور اسے دوسرے مذاہب کا خدا سمجھتے تھے۔ دوسرے مذاہب میں سے ہندو مذہب میں تو یہ لفظ خدا کے لیے استعمال ہوتا ہی تھا۔ عیسائیوں کے یہاں بھی خدا کے لیے رحمان کا لفظ موجود تھا۔ اس کا ثبوت یمن میں عیسائیوں کے کتبوں پر لکھے ہوئے الفاظ میں 'رحمان' مسیح اور روح القدس کی قدرت و فضل و رحمت سے اس یادگاری پتھر پر ابھرہ نے کتبہ لکھا جو کہ بادشاہ حبش کا نائب حکومت ہے۔ اس طرح ہم نے دیکھا کہ دین کا نام ان دونوں مذاہب میں ایک ہی ہے اور دین پر عمل کرنے کا جس مہستی نے حکم دیا اس کا نام بھی اصلاً دونوں کے یہاں ایک ہی ہے۔ زبان 'ہی' اور سب سے بڑھ کر فہم اور سمجھ کا فرق ہو گیا ہے۔ اب آئیے دیکھیں کہ اللہ کے اس کلام میں ہزاروں سال کی دھول اور بھول کے باوجود بنیادی تعلیمات آج بھی کس طرح موجود ہیں جو ہندو قوم کے ویدوں سے مکمل کٹ جلنے کی وجہ سے ان کی نظروں سے اوجھل ہیں۔



آپ کو یہ یاد رکھنا چاہیے کہ یہاں لکھا گیا ہے کہ جس نام سے کسی پھر اس کے لیے سب اچھے ہی نام ہیں۔ (شیخ رشید: ۱۰۰)

باب ۹

ویدک دھرم میں توحید



ہندو مذہب کا عقیدہ توحید
 عقیدہ توحید کو ویدوں میں دیکھنے سے
 پہلے چند مشہور ہندو مصنفین کے اس سلسلہ
 میں کچھ حوالے دیکھ لیجئے :

”ہشیوں نے مورتی پوجا کا طریقہ رائج کیا تا کہ وہ اس مورتی کو ذریعہ بنا کر اس لامی و مستی کو جہان
 شکل میں اپنے سامنے دیکھ سکیں : ۱۰

”صرف ایک سب سے طاقتور خدا کو اپنا مالک مانتے ہوئے خود غرضی اور گھنڈ چھوڑ کر خلوص
 اور جذبہ اور سچے پیار کے ساتھ لگاتار تفکر کرنا ہی ایسی عبادت ہے جو بدکاری سے پاک ہے : ۱۱
 ”ذرا سوچو تو محبت کرنے والی بیوی کا ایک ہی شوہر تھا ہے اس لیے جو پرستار ایمان
 رکھتا ہے اس کا ایک ہی خدا ہے ۔ دوسرے خداؤں کا ساتھ ہرگز نہ ڈھونڈو ، دوسرے خداؤں
 کا نام لینا بدکاری ہے : ۱۲

اب ملاحظہ فرمائی ہندو مذہبی کتب کے سینکڑوں ثبوتوں میں سے چند حوالے جن کی
 بنیاد پر ہم یہ یقین کے ساتھ کہہ سکتے ہیں کہ اصل ہندو مذہب ایک خدا کا تصور بالکل اسی
 انداز میں دیتا ہے جیسے اسلام نے پیش کیا ہے ۔ ہندو ویدانت کا ’ہرم منورا‘ یعنی سکندر خدا
 مندرجہ ذیل ہے : ”ایک ہرم دو تیرہ ۔ ناستے ۔ نیہ ۔ ناستے کیچن : ۱۳ ایک ہی خدا ہے

۱۰ وشنو برہم ۱۴۰ : ”اکر جین لال گوتم ۔ ۱۱ تغیر گیتا ۳۲ : ”مہیشو بھگوان گورکھپور
 ۱۲ اسلام کا ہندو تہذیب پر اثر : ”ڈاکٹر تارا چند اردو ترجمہ : ”جوہری جرنل الباسمی ۱۵۳ : ۱۵۴ : ”آزاد کا مجموعہ
 ۱۳ ”سکس برہم دھیتیہ نا سترے : نیر نا نا سترے کینچن

۱۴ ”ادیشن معنف ڈاکٹر گنیش دت سادیت پروفیسر ہندی ماہر : ”پوسٹ گریجویٹ کالج سیتاپور ۱۰

دور نہیں ہے۔ نہیں ہے نہیں ہے۔ ذرا سبھی نہیں ہے۔)۔ ویدانت ہی میں خدا کے یہ کہا گیا ہے
 ”ایک اوم اور جیتیم“ (وہ ایک ہی ہے دوسرے کی شرکت کے بغیر)۔

”وہ تمام جائز اور بے جان دنیا کا بڑی شان و شوکت کے ساتھ اکیلا حکمران ہے۔ وہ جو
 انسانوں اور جانوروں کا رب ہے (اسے چھوڑ کر) جس کس خدا کی حمد کرتے ہیں اور نذرانے چڑھاتے
 ہیں؟“ ۱۷

”اُسی سے آسمانوں میں مضبوطی اور زمین میں استحکام ہے اسی کی وجہ سے اجالوں
 کی بادشاہت ہے اور آسمان محراب (کی شکل) میں نکلا ہوا ہے۔ نضا کے پیمانے بھی اسی کے
 لیے ہیں (اسے چھوڑ کر) ہم کس خدا کی حمد کرتے ہیں اور نذرانے چڑھاتے ہیں؟ ۱۸
 ”اس ہستی کی کوئی مورتی یا تصویر نہیں ہے۔ اس کا نام ہی سراپا حمد ہے۔“ ۱۹
 ”جو لوگ باطل وجود والے دیوی، دیوتاؤں کی عبادت کرتے ہیں وہ (جہالت کے)
 اندھا کر دینے والے گہرے اندھیرے میں ڈوب جاتے ہیں۔“ ۲۰

”خدا کے سوا کسی کو مت پوجو۔“
 ”وہ ایک ہی ہے اُسی کی عبادت کرو۔“ ۲۱
 ”وہ ایک ہی بہترین پرستش اور بندگی کیے جانے کے قابل ہے۔ رب ہے۔“ ۲۲
 ”ایشور ہی اول ہے اور تمام مخلوقات کا اکیلا مالک ہے۔ وہ زمینوں اور آسمانوں کا
 مالک ہے۔ اسے چھوڑ کر تم کون سے خدا کو پوج رہے ہو۔“ ۲۳
 ”ہندو مذہب میں جتنے خداؤں کے نام لیے جاتے ہیں وہ دراصل ایک خدا کے مختلف نام
 ہیں۔ اس کا نام برہما ہے اسی کا نام وشنو، وہی اندر کبیدا اسی کا نام سرسوتی ہے۔ اس کا
 ثبوت ویدوں ہی سے ملتا ہے۔“

सकम् सवम् अद्वितेयम् १

۱۔ سب سے زیادہ۔ ۲۔ سب سے زیادہ۔ ۳۔ سب سے زیادہ۔ ۴۔ سب سے زیادہ۔ ۵۔ سب سے زیادہ۔ ۶۔ سب سے زیادہ۔ ۷۔ سب سے زیادہ۔ ۸۔ سب سے زیادہ۔ ۹۔ سب سے زیادہ۔ ۱۰۔ سب سے زیادہ۔ ۱۱۔ سب سے زیادہ۔ ۱۲۔ سب سے زیادہ۔ ۱۳۔ سب سے زیادہ۔ ۱۴۔ سب سے زیادہ۔ ۱۵۔ سب سے زیادہ۔ ۱۶۔ سب سے زیادہ۔ ۱۷۔ سب سے زیادہ۔ ۱۸۔ سب سے زیادہ۔ ۱۹۔ سب سے زیادہ۔ ۲۰۔ سب سے زیادہ۔ ۲۱۔ سب سے زیادہ۔ ۲۲۔ سب سے زیادہ۔ ۲۳۔ سب سے زیادہ۔

۱۰ اے انہی (مضامین) میں مذکور ہو، تم پُشا ہو۔ آسمانی دنیا کے محافظ شکر ہو۔ تم
ریگستانی امت کی طاقت کا ذریعہ ہو۔ تم رزق دینے والے مجسم نور ہو، ہوا کی طرف ہر جگہ موجود نفع
بخشنے والے اور عبادت گزار کے محافظ ہو۔ ۱۱

۱۲ اے انہی (مضامین) میں نصیحتیں دولت دینے والے سوتیا ہو۔ تم والی ہو، عبادت
کرنے والے کے محافظ ہو۔ ۱۳

اے آگنی (خداوند) واحد تم سب سے اول ہو۔ تم بھارتی (نیکوں کا خزانہ) ہو۔ تم اڑنا ہو اور تم ہی سرسوتی ہو۔ ۹ ۵

ویدوں کے ان واضح ثبوتوں کے بعد بہت سے ناموں سے پوجے جانے والے الگ الگ دیوتاؤں کا تصور بالکل باطل ہو جاتا ہے۔ یہ پہلے ہی آچکا ہے کہ اس ایک خدا کی مورتی نہیں بن سکتی۔ اب دیکھیے وید یہ کبھی صاف صاف بیان کرتے ہیں کہ ان تمام مہمغاتی ناموں سے عالم لوگ ایک خدا کو پہناتے ہیں۔

(ایندریہ، ہنر، ذوق، انکس، مگر دینم، دایو، ماتریشوا وغیرہ) ایک ہی قوت کے مختلف نام ہیں اور اہل بعیرت اور اہل علم نے ایشور کو صفات کی بنیاد پر مختلف ناموں سے پکارا ہے۔

یہ بالکل وہی قرآنِ مضمون ہے۔

”ایک اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ اس کے بہت سے اچھے اچھے نام ہیں۔“

۱۔ بک دید ۲۔ ا۳۔ بک دید ۳۔ ا۴۔ بک دید ۴۔ ا۵۔ بک دید ۵۔ ا۶۔ بک دید ۶۔ ا۷۔ بک دید ۷۔ ا۸۔ بک دید ۸۔ ا۹۔ بک دید ۹۔ ا۱۰۔ بک دید ۱۰۔ ا۱۱۔ بک دید ۱۱۔ ا۱۲۔ بک دید ۱۲۔ ا۱۳۔ بک دید ۱۳۔ ا۱۴۔ بک دید ۱۴۔ ا۱۵۔ بک دید ۱۵۔ ا۱۶۔ بک دید ۱۶۔ ا۱۷۔ بک دید ۱۷۔ ا۱۸۔ بک دید ۱۸۔ ا۱۹۔ بک دید ۱۹۔ ا۲۰۔ بک دید ۲۰۔ ا۲۱۔ بک دید ۲۱۔ ا۲۲۔ بک دید ۲۲۔ ا۲۳۔ بک دید ۲۳۔ ا۲۴۔ بک دید ۲۴۔ ا۲۵۔ بک دید ۲۵۔ ا۲۶۔ بک دید ۲۶۔ ا۲۷۔ بک دید ۲۷۔ ا۲۸۔ بک دید ۲۸۔ ا۲۹۔ بک دید ۲۹۔ ا۳۰۔ بک دید ۳۰۔ ا۳۱۔ بک دید ۳۱۔ ا۳۲۔ بک دید ۳۲۔ ا۳۳۔ بک دید ۳۳۔ ا۳۴۔ بک دید ۳۴۔ ا۳۵۔ بک دید ۳۵۔ ا۳۶۔ بک دید ۳۶۔ ا۳۷۔ بک دید ۳۷۔ ا۳۸۔ بک دید ۳۸۔ ا۳۹۔ بک دید ۳۹۔ ا۴۰۔ بک دید ۴۰۔ ا۴۱۔ بک دید ۴۱۔ ا۴۲۔ بک دید ۴۲۔ ا۴۳۔ بک دید ۴۳۔ ا۴۴۔ بک دید ۴۴۔ ا۴۵۔ بک دید ۴۵۔ ا۴۶۔ بک دید ۴۶۔ ا۴۷۔ بک دید ۴۷۔ ا۴۸۔ بک دید ۴۸۔ ا۴۹۔ بک دید ۴۹۔ ا۵۰۔ بک دید ۵۰۔ ا۵۱۔ بک دید ۵۱۔ ا۵۲۔ بک دید ۵۲۔ ا۵۳۔ بک دید ۵۳۔ ا۵۴۔ بک دید ۵۴۔ ا۵۵۔ بک دید ۵۵۔ ا۵۶۔ بک دید ۵۶۔ ا۵۷۔ بک دید ۵۷۔ ا۵۸۔ بک دید ۵۸۔ ا۵۹۔ بک دید ۵۹۔ ا۶۰۔ بک دید ۶۰۔ ا۶۱۔ بک دید ۶۱۔ ا۶۲۔ بک دید ۶۲۔ ا۶۳۔ بک دید ۶۳۔ ا۶۴۔ بک دید ۶۴۔ ا۶۵۔ بک دید ۶۵۔ ا۶۶۔ بک دید ۶۶۔ ا۶۷۔ بک دید ۶۷۔ ا۶۸۔ بک دید ۶۸۔ ا۶۹۔ بک دید ۶۹۔ ا۷۰۔ بک دید ۷۰۔ ا۷۱۔ بک دید ۷۱۔ ا۷۲۔ بک دید ۷۲۔ ا۷۳۔ بک دید ۷۳۔ ا۷۴۔ بک دید ۷۴۔ ا۷۵۔ بک دید ۷۵۔ ا۷۶۔ بک دید ۷۶۔ ا۷۷۔ بک دید ۷۷۔ ا۷۸۔ بک دید ۷۸۔ ا۷۹۔ بک دید ۷۹۔ ا۸۰۔ بک دید ۸۰۔ ا۸۱۔ بک دید ۸۱۔ ا۸۲۔ بک دید ۸۲۔ ا۸۳۔ بک دید ۸۳۔ ا۸۴۔ بک دید ۸۴۔ ا۸۵۔ بک دید ۸۵۔ ا۸۶۔ بک دید ۸۶۔ ا۸۷۔ بک دید ۸۷۔ ا۸۸۔ بک دید ۸۸۔ ا۸۹۔ بک دید ۸۹۔ ا۹۰۔ بک دید ۹۰۔ ا۹۱۔ بک دید ۹۱۔ ا۹۲۔ بک دید ۹۲۔ ا۹۳۔ بک دید ۹۳۔ ا۹۴۔ بک دید ۹۴۔ ا۹۵۔ بک دید ۹۵۔ ا۹۶۔ بک دید ۹۶۔ ا۹۷۔ بک دید ۹۷۔ ا۹۸۔ بک دید ۹۸۔ ا۹۹۔ بک دید ۹۹۔ ا۱۰۰۔ بک دید ۱۰۰۔

پھر وید بالکل قرآنی انداز میں کہتے ہیں کہ جن معبودوں کو تم پکار رہے ہو یہ تو خود اپنے ایک خدا کی عبادت کر رہے ہیں۔

۴ ایشور ہی روحانی اور جسمانی طاقتیں عطا کرنے والا ہے اور اسی کی عبادت تمام دیوتا (فرشتے) کیا کرتے ہیں۔ اس ایشور کی خوشی ہمیشہ کی زندگی عطا کرنے والی ہے اور موت کا خاتمہ کرنے والی ہے۔ اُس ایشور کو چھوڑ کر تم کس دیوتا کی عبادت کر رہے ہو؟ ۵ اور اسی مضمون کو قرآن میں دیکھئے :

۶ جن کو یہ لوگ پکارتے ہیں وہ تو خود اپنے رب کے حضور رسائی حاصل کرنے کا قریب ترین وسیلہ تلاش کر رہے ہیں اور وہ اس کی رحمت کے امیدوار ہیں اور اس کے عذاب سے خائف ہیں۔ ۷

ایک خدا کا اتنا پاک و صاف تصور ہوتے ہوئے بھی اتنے بہت سے معبود کیوں بنائے گئے۔ اس کی مندرجہ ذیل وجوہات سمجھ میں آتی ہیں۔

۱۔ تحریری شکل میں غیر موجودگی | ویدوں کے انتہائی قدیم اور صرف سینوں میں محفوظ ہونے کی وجہ سے عوام کے لیے

ویدوں اور انسانوں کے کلام میں امتیاز کرنا ممکن نہ تھا۔ اس لیے ہزاروں سال سے ہستی بڑھتی رہی۔ ہر سمجھ میں آنے والی بات پر بنی ہوئی دیوالاکو دھرم سمجھ لیا گیا۔ حالانکہ صرف ۲۰۰۰ سال قبل تحریر کیے گئے ویدوں کی حفاظت کا اب پورا پورا خیال رکھا جا رہا ہے۔ لیکن اکٹھا کرنے والوں نے وید کے نام پر جو کچھ اکٹھا کیا ہے وہ سب اصل وید ہی ہے، اُن کا دعویٰ وہ خود بھی نہیں کرتے۔ ویدوں کے مرتبین اور مفسرین کے مختلف بیانات بائبل میں ہم دیکھ چکے ہیں تشریف کا اقرار کرتے ہوئے گاندھی جی لکھتے ہیں :

۸ شاسترول کے وہ معنی جو سچ کے خلاف ہوں صحیح نہیں ہو سکتے۔ ۹

۱۰۔ ۱۱۔ ۱۲۔ ۱۳۔ ۱۴۔ ۱۵۔ ۱۶۔ ۱۷۔ ۱۸۔ ۱۹۔ ۲۰۔ ۲۱۔ ۲۲۔ ۲۳۔ ۲۴۔ ۲۵۔ ۲۶۔ ۲۷۔ ۲۸۔ ۲۹۔ ۳۰۔ ۳۱۔ ۳۲۔ ۳۳۔ ۳۴۔ ۳۵۔ ۳۶۔ ۳۷۔ ۳۸۔ ۳۹۔ ۴۰۔ ۴۱۔ ۴۲۔ ۴۳۔ ۴۴۔ ۴۵۔ ۴۶۔ ۴۷۔ ۴۸۔ ۴۹۔ ۵۰۔ ۵۱۔ ۵۲۔ ۵۳۔ ۵۴۔ ۵۵۔ ۵۶۔ ۵۷۔ ۵۸۔ ۵۹۔ ۶۰۔ ۶۱۔ ۶۲۔ ۶۳۔ ۶۴۔ ۶۵۔ ۶۶۔ ۶۷۔ ۶۸۔ ۶۹۔ ۷۰۔ ۷۱۔ ۷۲۔ ۷۳۔ ۷۴۔ ۷۵۔ ۷۶۔ ۷۷۔ ۷۸۔ ۷۹۔ ۸۰۔ ۸۱۔ ۸۲۔ ۸۳۔ ۸۴۔ ۸۵۔ ۸۶۔ ۸۷۔ ۸۸۔ ۸۹۔ ۹۰۔ ۹۱۔ ۹۲۔ ۹۳۔ ۹۴۔ ۹۵۔ ۹۶۔ ۹۷۔ ۹۸۔ ۹۹۔ ۱۰۰۔ ۱۰۱۔ ۱۰۲۔ ۱۰۳۔ ۱۰۴۔ ۱۰۵۔ ۱۰۶۔ ۱۰۷۔ ۱۰۸۔ ۱۰۹۔ ۱۱۰۔ ۱۱۱۔ ۱۱۲۔ ۱۱۳۔ ۱۱۴۔ ۱۱۵۔ ۱۱۶۔ ۱۱۷۔ ۱۱۸۔ ۱۱۹۔ ۱۲۰۔ ۱۲۱۔ ۱۲۲۔ ۱۲۳۔ ۱۲۴۔ ۱۲۵۔ ۱۲۶۔ ۱۲۷۔ ۱۲۸۔ ۱۲۹۔ ۱۳۰۔ ۱۳۱۔ ۱۳۲۔ ۱۳۳۔ ۱۳۴۔ ۱۳۵۔ ۱۳۶۔ ۱۳۷۔ ۱۳۸۔ ۱۳۹۔ ۱۴۰۔ ۱۴۱۔ ۱۴۲۔ ۱۴۳۔ ۱۴۴۔ ۱۴۵۔ ۱۴۶۔ ۱۴۷۔ ۱۴۸۔ ۱۴۹۔ ۱۵۰۔ ۱۵۱۔ ۱۵۲۔ ۱۵۳۔ ۱۵۴۔ ۱۵۵۔ ۱۵۶۔ ۱۵۷۔ ۱۵۸۔ ۱۵۹۔ ۱۶۰۔ ۱۶۱۔ ۱۶۲۔ ۱۶۳۔ ۱۶۴۔ ۱۶۵۔ ۱۶۶۔ ۱۶۷۔ ۱۶۸۔ ۱۶۹۔ ۱۷۰۔ ۱۷۱۔ ۱۷۲۔ ۱۷۳۔ ۱۷۴۔ ۱۷۵۔ ۱۷۶۔ ۱۷۷۔ ۱۷۸۔ ۱۷۹۔ ۱۸۰۔ ۱۸۱۔ ۱۸۲۔ ۱۸۳۔ ۱۸۴۔ ۱۸۵۔ ۱۸۶۔ ۱۸۷۔ ۱۸۸۔ ۱۸۹۔ ۱۹۰۔ ۱۹۱۔ ۱۹۲۔ ۱۹۳۔ ۱۹۴۔ ۱۹۵۔ ۱۹۶۔ ۱۹۷۔ ۱۹۸۔ ۱۹۹۔ ۲۰۰۔ ۲۰۱۔ ۲۰۲۔ ۲۰۳۔ ۲۰۴۔ ۲۰۵۔ ۲۰۶۔ ۲۰۷۔ ۲۰۸۔ ۲۰۹۔ ۲۱۰۔ ۲۱۱۔ ۲۱۲۔ ۲۱۳۔ ۲۱۴۔ ۲۱۵۔ ۲۱۶۔ ۲۱۷۔ ۲۱۸۔ ۲۱۹۔ ۲۲۰۔ ۲۲۱۔ ۲۲۲۔ ۲۲۳۔ ۲۲۴۔ ۲۲۵۔ ۲۲۶۔ ۲۲۷۔ ۲۲۸۔ ۲۲۹۔ ۲۳۰۔ ۲۳۱۔ ۲۳۲۔ ۲۳۳۔ ۲۳۴۔ ۲۳۵۔ ۲۳۶۔ ۲۳۷۔ ۲۳۸۔ ۲۳۹۔ ۲۴۰۔ ۲۴۱۔ ۲۴۲۔ ۲۴۳۔ ۲۴۴۔ ۲۴۵۔ ۲۴۶۔ ۲۴۷۔ ۲۴۸۔ ۲۴۹۔ ۲۵۰۔ ۲۵۱۔ ۲۵۲۔ ۲۵۳۔ ۲۵۴۔ ۲۵۵۔ ۲۵۶۔ ۲۵۷۔ ۲۵۸۔ ۲۵۹۔ ۲۶۰۔ ۲۶۱۔ ۲۶۲۔ ۲۶۳۔ ۲۶۴۔ ۲۶۵۔ ۲۶۶۔ ۲۶۷۔ ۲۶۸۔ ۲۶۹۔ ۲۷۰۔ ۲۷۱۔ ۲۷۲۔ ۲۷۳۔ ۲۷۴۔ ۲۷۵۔ ۲۷۶۔ ۲۷۷۔ ۲۷۸۔ ۲۷۹۔ ۲۸۰۔ ۲۸۱۔ ۲۸۲۔ ۲۸۳۔ ۲۸۴۔ ۲۸۵۔ ۲۸۶۔ ۲۸۷۔ ۲۸۸۔ ۲۸۹۔ ۲۹۰۔ ۲۹۱۔ ۲۹۲۔ ۲۹۳۔ ۲۹۴۔ ۲۹۵۔ ۲۹۶۔ ۲۹۷۔ ۲۹۸۔ ۲۹۹۔ ۳۰۰۔ ۳۰۱۔ ۳۰۲۔ ۳۰۳۔ ۳۰۴۔ ۳۰۵۔ ۳۰۶۔ ۳۰۷۔ ۳۰۸۔ ۳۰۹۔ ۳۱۰۔ ۳۱۱۔ ۳۱۲۔ ۳۱۳۔ ۳۱۴۔ ۳۱۵۔ ۳۱۶۔ ۳۱۷۔ ۳۱۸۔ ۳۱۹۔ ۳۲۰۔ ۳۲۱۔ ۳۲۲۔ ۳۲۳۔ ۳۲۴۔ ۳۲۵۔ ۳۲۶۔ ۳۲۷۔ ۳۲۸۔ ۳۲۹۔ ۳۳۰۔ ۳۳۱۔ ۳۳۲۔ ۳۳۳۔ ۳۳۴۔ ۳۳۵۔ ۳۳۶۔ ۳۳۷۔ ۳۳۸۔ ۳۳۹۔ ۳۴۰۔ ۳۴۱۔ ۳۴۲۔ ۳۴۳۔ ۳۴۴۔ ۳۴۵۔ ۳۴۶۔ ۳۴۷۔ ۳۴۸۔ ۳۴۹۔ ۳۵۰۔ ۳۵۱۔ ۳۵۲۔ ۳۵۳۔ ۳۵۴۔ ۳۵۵۔ ۳۵۶۔ ۳۵۷۔ ۳۵۸۔ ۳۵۹۔ ۳۶۰۔ ۳۶۱۔ ۳۶۲۔ ۳۶۳۔ ۳۶۴۔ ۳۶۵۔ ۳۶۶۔ ۳۶۷۔ ۳۶۸۔ ۳۶۹۔ ۳۷۰۔ ۳۷۱۔ ۳۷۲۔ ۳۷۳۔ ۳۷۴۔ ۳۷۵۔ ۳۷۶۔ ۳۷۷۔ ۳۷۸۔ ۳۷۹۔ ۳۸۰۔ ۳۸۱۔ ۳۸۲۔ ۳۸۳۔ ۳۸۴۔ ۳۸۵۔ ۳۸۶۔ ۳۸۷۔ ۳۸۸۔ ۳۸۹۔ ۳۹۰۔ ۳۹۱۔ ۳۹۲۔ ۳۹۳۔ ۳۹۴۔ ۳۹۵۔ ۳۹۶۔ ۳۹۷۔ ۳۹۸۔ ۳۹۹۔ ۴۰۰۔ ۴۰۱۔ ۴۰۲۔ ۴۰۳۔ ۴۰۴۔ ۴۰۵۔ ۴۰۶۔ ۴۰۷۔ ۴۰۸۔ ۴۰۹۔ ۴۱۰۔ ۴۱۱۔ ۴۱۲۔ ۴۱۳۔ ۴۱۴۔ ۴۱۵۔ ۴۱۶۔ ۴۱۷۔ ۴۱۸۔ ۴۱۹۔ ۴۲۰۔ ۴۲۱۔ ۴۲۲۔ ۴۲۳۔ ۴۲۴۔ ۴۲۵۔ ۴۲۶۔ ۴۲۷۔ ۴۲۸۔ ۴۲۹۔ ۴۳۰۔ ۴۳۱۔ ۴۳۲۔ ۴۳۳۔ ۴۳۴۔ ۴۳۵۔ ۴۳۶۔ ۴۳۷۔ ۴۳۸۔ ۴۳۹۔ ۴۴۰۔ ۴۴۱۔ ۴۴۲۔ ۴۴۳۔ ۴۴۴۔ ۴۴۵۔ ۴۴۶۔ ۴۴۷۔ ۴۴۸۔ ۴۴۹۔ ۴۵۰۔ ۴۵۱۔ ۴۵۲۔ ۴۵۳۔ ۴۵۴۔ ۴۵۵۔ ۴۵۶۔ ۴۵۷۔ ۴۵۸۔ ۴۵۹۔ ۴۶۰۔ ۴۶۱۔ ۴۶۲۔ ۴۶۳۔ ۴۶۴۔ ۴۶۵۔ ۴۶۶۔ ۴۶۷۔ ۴۶۸۔ ۴۶۹۔ ۴۷۰۔ ۴۷۱۔ ۴۷۲۔ ۴۷۳۔ ۴۷۴۔ ۴۷۵۔ ۴۷۶۔ ۴۷۷۔ ۴۷۸۔ ۴۷۹۔ ۴۸۰۔ ۴۸۱۔ ۴۸۲۔ ۴۸۳۔ ۴۸۴۔ ۴۸۵۔ ۴۸۶۔ ۴۸۷۔ ۴۸۸۔ ۴۸۹۔ ۴۹۰۔ ۴۹۱۔ ۴۹۲۔ ۴۹۳۔ ۴۹۴۔ ۴۹۵۔ ۴۹۶۔ ۴۹۷۔ ۴۹۸۔ ۴۹۹۔ ۵۰۰۔ ۵۰۱۔ ۵۰۲۔ ۵۰۳۔ ۵۰۴۔ ۵۰۵۔ ۵۰۶۔ ۵۰۷۔ ۵۰۸۔ ۵۰۹۔ ۵۱۰۔ ۵۱۱۔ ۵۱۲۔ ۵۱۳۔ ۵۱۴۔ ۵۱۵۔ ۵۱۶۔ ۵۱۷۔ ۵۱۸۔ ۵۱۹۔ ۵۲۰۔ ۵۲۱۔ ۵۲۲۔ ۵۲۳۔ ۵۲۴۔ ۵۲۵۔ ۵۲۶۔ ۵۲۷۔ ۵۲۸۔ ۵۲۹۔ ۵۳۰۔ ۵۳۱۔ ۵۳۲۔ ۵۳۳۔ ۵۳۴۔ ۵۳۵۔ ۵۳۶۔ ۵۳۷۔ ۵۳۸۔ ۵۳۹۔ ۵۴۰۔ ۵۴۱۔ ۵۴۲۔ ۵۴۳۔ ۵۴۴۔ ۵۴۵۔ ۵۴۶۔ ۵۴۷۔ ۵۴۸۔ ۵۴۹۔ ۵۵۰۔ ۵۵۱۔ ۵۵۲۔ ۵۵۳۔ ۵۵۴۔ ۵۵۵۔ ۵۵۶۔ ۵۵۷۔ ۵۵۸۔ ۵۵۹۔ ۵۶۰۔ ۵۶۱۔ ۵۶۲۔ ۵۶۳۔ ۵۶۴۔ ۵۶۵۔ ۵۶۶۔ ۵۶۷۔ ۵۶۸۔ ۵۶۹۔ ۵۷۰۔ ۵۷۱۔ ۵۷۲۔ ۵۷۳۔ ۵۷۴۔ ۵۷۵۔ ۵۷۶۔ ۵۷۷۔ ۵۷۸۔ ۵۷۹۔ ۵۸۰۔ ۵۸۱۔ ۵۸۲۔ ۵۸۳۔ ۵۸۴۔ ۵۸۵۔ ۵۸۶۔ ۵۸۷۔ ۵۸۸۔ ۵۸۹۔ ۵۹۰۔ ۵۹۱۔ ۵۹۲۔ ۵۹۳۔ ۵۹۴۔ ۵۹۵۔ ۵۹۶۔ ۵۹۷۔ ۵۹۸۔ ۵۹۹۔ ۶۰۰۔ ۶۰۱۔ ۶۰۲۔ ۶۰۳۔ ۶۰۴۔ ۶۰۵۔ ۶۰۶۔ ۶۰۷۔ ۶۰۸۔ ۶۰۹۔ ۶۱۰۔ ۶۱۱۔ ۶۱۲۔ ۶۱۳۔ ۶۱۴۔ ۶۱۵۔ ۶۱۶۔ ۶۱۷۔ ۶۱۸۔ ۶۱۹۔ ۶۲۰۔ ۶۲۱۔ ۶۲۲۔ ۶۲۳۔ ۶۲۴۔ ۶۲۵۔ ۶۲۶۔ ۶۲۷۔ ۶۲۸۔ ۶۲۹۔ ۶۳۰۔ ۶۳۱۔ ۶۳۲۔ ۶۳۳۔ ۶۳۴۔ ۶۳۵۔ ۶۳۶۔ ۶۳۷۔ ۶۳۸۔ ۶۳۹۔ ۶۴۰۔ ۶۴۱۔ ۶۴۲۔ ۶۴۳۔ ۶۴۴۔ ۶۴۵۔ ۶۴۶۔ ۶۴۷۔ ۶۴۸۔ ۶۴۹۔ ۶۵۰۔ ۶۵۱۔ ۶۵۲۔ ۶۵۳۔ ۶۵۴۔ ۶۵۵۔ ۶۵۶۔ ۶۵۷۔ ۶۵۸۔ ۶۵۹۔ ۶۶۰۔ ۶۶۱۔ ۶۶۲۔ ۶۶۳۔ ۶۶۴۔ ۶۶۵۔ ۶۶۶۔ ۶۶۷۔ ۶۶۸۔ ۶۶۹۔ ۶۷۰۔ ۶۷۱۔ ۶۷۲۔ ۶۷۳۔ ۶۷۴۔ ۶۷۵۔ ۶۷۶۔ ۶۷۷۔ ۶۷۸۔ ۶۷۹۔ ۶۸۰۔ ۶۸۱۔ ۶۸۲۔ ۶۸۳۔ ۶۸۴۔ ۶۸۵۔ ۶۸۶۔ ۶۸۷۔ ۶۸۸۔ ۶۸۹۔ ۶۹۰۔ ۶۹۱۔ ۶۹۲۔ ۶۹۳۔ ۶۹۴۔ ۶۹۵۔ ۶۹۶۔ ۶۹۷۔ ۶۹۸۔ ۶۹۹۔ ۷۰۰۔ ۷۰۱۔ ۷۰۲۔ ۷۰۳۔ ۷۰۴۔ ۷۰۵۔ ۷۰۶۔ ۷۰۷۔ ۷۰۸۔ ۷۰۹۔ ۷۱۰۔ ۷۱۱۔ ۷۱۲۔ ۷۱۳۔ ۷۱۴۔ ۷۱۵۔ ۷۱۶۔ ۷۱۷۔ ۷۱۸۔ ۷۱۹۔ ۷۲۰۔ ۷۲۱۔ ۷۲۲۔ ۷۲۳۔ ۷۲۴۔ ۷۲۵۔ ۷۲۶۔ ۷۲۷۔ ۷۲۸۔ ۷۲۹۔ ۷۳۰۔ ۷۳۱۔ ۷۳۲۔ ۷۳۳۔ ۷۳۴۔ ۷۳۵۔ ۷۳۶۔ ۷۳۷۔ ۷۳۸۔ ۷۳۹۔ ۷۴۰۔ ۷۴۱۔ ۷۴۲۔ ۷۴۳۔ ۷۴۴۔ ۷۴۵۔ ۷۴۶۔ ۷۴۷۔ ۷۴۸۔ ۷۴۹۔ ۷۵۰۔ ۷۵۱۔ ۷۵۲۔ ۷۵۳۔ ۷۵۴۔ ۷۵۵۔ ۷۵۶۔ ۷۵۷۔ ۷۵۸۔ ۷۵۹۔ ۷۶۰۔ ۷۶۱۔ ۷۶۲۔ ۷۶۳۔ ۷۶۴۔ ۷۶۵۔ ۷۶۶۔ ۷۶۷۔ ۷۶۸۔ ۷۶۹۔ ۷۷۰۔ ۷۷۱۔ ۷۷۲۔ ۷۷۳۔ ۷۷۴۔ ۷۷۵۔ ۷۷۶۔ ۷۷۷۔ ۷۷۸۔ ۷۷۹۔ ۷۸۰۔ ۷۸۱۔ ۷۸۲۔ ۷۸۳۔ ۷۸۴۔ ۷۸۵۔ ۷۸۶۔ ۷۸۷۔ ۷۸۸۔ ۷۸۹۔ ۷۹۰۔ ۷۹۱۔ ۷۹۲۔ ۷۹۳۔ ۷۹۴۔ ۷۹۵۔ ۷۹۶۔ ۷۹۷۔ ۷۹۸۔ ۷۹۹۔ ۸۰۰۔ ۸۰۱۔ ۸۰۲۔ ۸۰۳۔ ۸۰۴۔ ۸۰۵۔ ۸۰۶۔ ۸۰۷۔ ۸۰۸۔ ۸۰۹۔ ۸۱۰۔ ۸۱۱۔ ۸۱۲۔ ۸۱۳۔ ۸۱۴۔ ۸۱۵۔ ۸۱۶۔ ۸۱۷۔ ۸۱۸۔ ۸۱۹۔ ۸۲۰۔ ۸۲۱۔ ۸۲۲۔ ۸۲۳۔ ۸۲۴۔ ۸۲۵۔ ۸۲۶۔ ۸۲۷۔ ۸۲۸۔ ۸۲۹۔ ۸۳۰۔ ۸۳۱۔ ۸۳۲۔ ۸۳۳۔ ۸۳۴۔ ۸۳۵۔ ۸۳۶۔ ۸۳۷۔ ۸۳۸۔ ۸۳۹۔ ۸۴۰۔ ۸۴۱۔ ۸۴۲۔ ۸۴۳۔ ۸۴۴۔ ۸۴۵۔ ۸۴۶۔ ۸۴۷۔ ۸۴۸۔ ۸۴۹۔ ۸۵۰۔ ۸۵۱۔ ۸۵۲۔ ۸۵۳۔ ۸۵۴۔ ۸۵۵۔ ۸۵۶۔ ۸۵۷۔ ۸۵۸۔ ۸۵۹۔ ۸۶۰۔ ۸۶۱۔ ۸۶۲۔ ۸۶۳۔ ۸۶۴۔ ۸۶۵۔ ۸۶۶۔ ۸۶۷۔ ۸۶۸۔ ۸۶۹۔ ۸۷۰۔ ۸۷۱۔ ۸۷۲۔ ۸۷۳۔ ۸۷۴۔ ۸۷۵۔ ۸۷۶۔ ۸۷۷۔ ۸۷۸۔ ۸۷۹۔ ۸۸۰۔ ۸۸۱۔ ۸۸۲۔ ۸۸۳۔ ۸۸۴۔ ۸۸۵۔ ۸۸۶۔ ۸۸۷۔ ۸۸۸۔ ۸۸۹۔ ۸۹۰۔ ۸۹۱۔ ۸۹۲۔ ۸۹۳۔ ۸۹۴۔ ۸۹۵۔ ۸۹۶۔ ۸۹۷۔ ۸۹۸۔ ۸۹۹۔ ۹۰۰۔ ۹۰۱۔ ۹۰۲۔ ۹۰۳۔ ۹۰۴۔ ۹۰۵۔ ۹۰۶۔ ۹۰۷۔ ۹۰۸۔ ۹۰۹۔ ۹۱۰۔ ۹۱۱۔ ۹۱۲۔ ۹۱۳۔ ۹۱۴۔ ۹۱۵۔ ۹۱۶۔ ۹۱۷۔ ۹۱۸۔ ۹۱۹۔ ۹۲۰۔ ۹۲۱۔ ۹۲۲۔ ۹۲۳۔ ۹۲۴۔ ۹۲۵۔ ۹۲۶۔ ۹۲۷۔ ۹۲۸۔ ۹۲۹۔ ۹۳۰۔ ۹۳۱۔ ۹۳۲۔ ۹۳۳۔ ۹۳۴۔ ۹۳۵۔ ۹۳۶۔ ۹۳۷۔ ۹۳۸۔ ۹۳۹۔ ۹۴۰۔ ۹۴۱۔ ۹۴۲۔ ۹۴۳۔ ۹۴۴۔ ۹۴۵۔ ۹۴۶۔ ۹۴۷۔ ۹۴۸۔ ۹۴۹۔ ۹۵۰۔ ۹۵۱۔ ۹۵۲۔ ۹۵۳۔ ۹۵۴۔ ۹۵۵۔ ۹۵۶۔ ۹۵۷۔ ۹۵۸۔ ۹۵۹۔ ۹۶۰۔ ۹۶۱۔ ۹۶۲۔ ۹۶۳۔ ۹۶۴۔ ۹۶۵۔ ۹۶۶۔ ۹۶۷۔ ۹۶۸۔ ۹۶۹۔ ۹۷۰۔ ۹۷۱۔ ۹۷۲۔ ۹۷۳۔ ۹۷۴۔ ۹۷۵۔ ۹۷۶۔ ۹۷۷۔ ۹۷۸۔ ۹۷۹۔ ۹۸۰۔ ۹۸۱۔ ۹۸۲۔ ۹۸۳۔ ۹۸۴۔ ۹۸۵۔ ۹۸۶۔ ۹۸۷۔ ۹۸۸۔ ۹۸۹۔ ۹۹۰۔ ۹۹۱۔ ۹۹۲۔ ۹۹۳۔ ۹۹۴۔ ۹۹۵۔ ۹۹۶۔ ۹۹۷۔ ۹۹۸۔ ۹۹۹۔ ۱۰۰۰۔ ۱۰۰۱۔ ۱۰۰۲۔ ۱۰۰۳۔ ۱۰۰۴۔ ۱۰۰۵۔ ۱۰۰۶۔ ۱۰۰۷۔ ۱۰۰۸۔ ۱۰۰۹۔ ۱۰۱۰۔ ۱۰۱۱۔ ۱۰۱۲۔ ۱۰۱۳۔ ۱۰۱۴۔ ۱۰۱۵۔ ۱۰۱۶۔ ۱۰۱۷۔ ۱۰۱۸۔ ۱۰۱۹۔ ۱۰۲۰۔ ۱۰۲۱۔ ۱۰۲۲۔ ۱۰۲۳۔ ۱۰۲۴۔ ۱۰۲۵۔ ۱۰۲۶۔ ۱۰۲۷۔ ۱۰۲۸۔ ۱۰۲۹۔ ۱۰۳۰۔ ۱۰۳۱۔ ۱۰۳۲۔ ۱۰۳۳۔ ۱۰۳۴۔ ۱۰۳۵۔ ۱۰۳۶۔ ۱۰۳۷۔ ۱۰۳۸۔ ۱۰۳۹۔ ۱۰۴۰۔ ۱۰۴۱۔ ۱۰۴۲۔ ۱۰۴۳۔ ۱۰۴۴۔ ۱۰۴۵۔ ۱۰۴۶۔ ۱۰۴۷۔ ۱۰۴۸۔ ۱۰۴۹۔ ۱۰۵۰۔ ۱۰۵۱۔ ۱۰۵۲۔ ۱۰۵۳۔ ۱۰۵۴۔ ۱۰۵۵۔ ۱۰۵۶۔ ۱۰۵۷۔ ۱۰۵۸۔ ۱۰۵۹۔ ۱۰۶۰۔ ۱۰۶۱۔ ۱۰۶۲۔ ۱۰۶۳۔ ۱۰۶۴۔ ۱۰۶۵۔ ۱۰۶۶۔ ۱۰۶۷۔ ۱۰۶۸۔ ۱۰۶۹۔ ۱۰۷۰۔ ۱۰۷۱۔ ۱۰۷۲۔ ۱۰۷۳۔ ۱۰۷۴۔ ۱۰۷۵۔ ۱۰۷۶۔ ۱۰۷۷۔ ۱۰۷۸۔ ۱۰۷۹۔ ۱۰۸۰۔ ۱۰۸۱۔ ۱۰۸۲۔ ۱۰۸۳۔ ۱۰۸۴۔ ۱۰۸۵۔ ۱۰۸۶۔ ۱۰۸۷۔ ۱۰۸۸۔ ۱۰۸۹۔ ۱۰۹۰۔ ۱۰۹۱۔ ۱۰۹۲۔ ۱۰۹۳۔ ۱۰۹۴۔ ۱۰۹۵۔ ۱۰۹۶۔ ۱۰۹۷۔ ۱۰۹۸۔ ۱۰۹۹۔ ۱۱۰۰۔ ۱۱۰۱۔ ۱۱۰۲۔ ۱۱۰۳۔ ۱۱۰۴۔ ۱۱۰۵۔ ۱۱۰۶۔ ۱۱۰۷۔ ۱۱۰۸۔ ۱۱۰۹۔ ۱۱۱۰۔ ۱۱۱۱۔ ۱۱۱۲۔ ۱۱۱۳۔ ۱۱۱۴۔ ۱۱۱۵۔ ۱۱۱۶۔ ۱۱۱۷۔ ۱۱۱۸۔ ۱۱۱۹۔ ۱۱۲۰۔ ۱۱۲۱۔ ۱۱۲۲۔ ۱۱۲۳۔ ۱۱۲۴۔ ۱۱۲۵۔ ۱۱۲۶۔ ۱۱۲۷۔ ۱۱۲۸۔ ۱۱۲۹۔ ۱۱۳۰۔ ۱۱۳۱۔ ۱۱۳۲۔ ۱۱۳۳۔ ۱۱۳۴۔ ۱۱۳۵۔ ۱۱۳۶۔ ۱۱۳۷۔ ۱۱۳۸۔ ۱۱۳۹۔ ۱۱۴۰۔ ۱۱۴۱۔ ۱۱۴۲۔ ۱۱۴۳۔ ۱۱۴۴۔ ۱۱۴۵۔ ۱۱۴۶۔ ۱۱۴۷۔ ۱۱۴۸۔ ۱۱۴۹۔ ۱۱۵۰۔ ۱۱۵۱۔ ۱۱۵۲۔ ۱۱۵۳۔ ۱۱۵۴۔ ۱۱۵۵۔ ۱۱۵۶۔ ۱۱۵۷۔ ۱۱۵۸۔ ۱۱۵۹۔ ۱۱۶۰۔ ۱۱۶۱۔ ۱۱۶۲۔ ۱۱۶۳۔ ۱۱۶۴۔ ۱۱۶۵۔ ۱۱۶۶۔ ۱۱۶۷۔ ۱۱۶۸۔ ۱۱۶۹۔ ۱۱۷۰۔ ۱۱۷۱۔ ۱۱۷۲۔ ۱۱۷۳۔ ۱۱۷۴۔ ۱۱۷۵۔ ۱۱۷۶۔ ۱۱۷۷۔ ۱۱۷۸۔ ۱۱۷۹۔ ۱۱۸۰۔ ۱۱۸۱۔ ۱۱۸۲۔ ۱۱۸۳۔ ۱۱۸۴۔ ۱۱۸۵۔ ۱۱۸۶۔ ۱۱۸۷۔ ۱۱۸۸۔ ۱۱۸۹۔ ۱۱۹۰۔ ۱۱۹۱۔ ۱۱۹۲۔ ۱۱۹۳۔ ۱۱۹۴۔ ۱۱۹۵۔ ۱۱۹۶۔ ۱۱۹۷۔ ۱۱۹۸۔ ۱۱۹۹۔ ۱۲۰۰۔ ۱۲۰۱۔ ۱۲۰۲۔ ۱۲۰۳۔ ۱۲۰۴۔ ۱۲۰۵۔ ۱۲۰۶۔ ۱۲۰۷۔ ۱۲۰۸۔ ۱۲۰۹۔ ۱۲۱۰۔ ۱۲۱۱۔ ۱۲۱۲۔ ۱۲۱۳۔ ۱۲۱۴۔ ۱۲۱۵۔ ۱۲۱۶۔ ۱۲۱۷۔ ۱۲۱۸۔ ۱۲۱۹۔ ۱۲۲۰۔ ۱۲۲۱۔ ۱۲۲۲۔ ۱۲۲۳۔ ۱۲۲۴۔ ۱۲۲۵۔ ۱۲۲۶۔ ۱۲۲۷۔ ۱۲۲۸۔ ۱۲۲۹۔ ۱۲۳۰۔ ۱۲۳۱۔ ۱۲۳۲۔ ۱۲۳۳۔ ۱۲۳۴۔ ۱۲۳۵۔ ۱۲۳۶۔ ۱۲۳۷۔ ۱۲۳۸۔ ۱۲۳۹۔ ۱۲۴۰۔ ۱۲۴۱۔ ۱۲۴۲۔ ۱۲۴۳۔ ۱۲۴۴۔ ۱۲۴۵۔ ۱۲۴۶۔ ۱۲۴۷۔ ۱۲۴۸۔ ۱۲۴۹۔ ۱۲۵۰۔ ۱۲۵۱۔ ۱۲۵۲۔ ۱۲۵۳۔ ۱۲۵۴۔ ۱۲۵۵۔ ۱۲۵۶۔ ۱۲۵۷۔ ۱۲۵۸۔ ۱۲۵۹۔ ۱۲۶۰۔ ۱۲۶۱۔ ۱۲۶۲۔ ۱۲۶۳۔ ۱۲۶۴۔ ۱۲۶۵۔ ۱۲۶۶۔ ۱۲۶۷۔ ۱۲۶۸۔ ۱۲۶۹۔ ۱۲۷۰۔ ۱۲۷۱۔ ۱۲۷۲۔ ۱۲۷۳۔ ۱۲۷۴۔ ۱۲۷۵۔ ۱۲۷۶۔ ۱۲۷۷۔ ۱۲۷۸۔ ۱۲۷۹۔ ۱۲۸۰۔ ۱۲۸۱۔ ۱۲۸۲۔ ۱۲۸۳۔ ۱۲۸۴۔ ۱۲۸۵۔ ۱۲۸۶۔ ۱۲۸۷۔ ۱۲۸۸۔ ۱۲۸۹۔ ۱۲۹۰۔ ۱۲۹۱۔ ۱۲۹۲۔ ۱۲۹۳۔ ۱۲۹۴۔ ۱۲۹۵۔ ۱۲۹۶۔ ۱۲۹۷۔ ۱۲۹۸۔ ۱۲۹۹۔ ۱۳۰۰۔ ۱۳۰۱۔ ۱۳۰۲۔ ۱۳۰۳۔ ۱۳۰۴۔ ۱۳۰۵۔ ۱۳۰۶۔ ۱۳۰۷۔ ۱۳۰۸۔ ۱۳۰۹۔ ۱۳۱۰۔ ۱۳۱۱۔ ۱۳۱۲۔ ۱۳۱۳۔ ۱۳۱۴۔ ۱۳۱۵۔ ۱۳۱۶۔ ۱۳۱۷۔ ۱۳۱۸۔ ۱۳۱۹۔ ۱۳۲۰۔ ۱۳۲۱۔ ۱۳۲۲۔ ۱۳۲۳۔ ۱۳۲۴۔ ۱۳۲۵۔ ۱۳۲۶۔ ۱۳۲۷۔ ۱۳۲۸۔ ۱۳۲۹۔ ۱۳۳۰۔ ۱۳۳۱۔ ۱۳۳۲۔ ۱۳۳۳۔ ۱۳۳۴۔ ۱۳۳۵۔ ۱۳۳۶۔ ۱۳۳۷۔ ۱۳۳۸۔ ۱۳۳۹۔ ۱۳۴۰۔ ۱۳۴۱۔ ۱۳۴۲۔ ۱۳۴۳۔ ۱۳۴۴۔ ۱۳۴۵۔ ۱۳۴۶۔ ۱۳۴۷۔ ۱۳۴۸۔ ۱۳۴۹۔ ۱۳۵۰۔ ۱۳۵۱۔ ۱۳۵۲۔ ۱۳۵۳۔ ۱۳۵۴۔ ۱۳۵۵۔ ۱۳۵۶۔ ۱۳۵۷۔ ۱۳۵۸۔ ۱۳۵۹۔ ۱۳۶۰۔ ۱۳۶۱۔ ۱۳۶۲۔ ۱۳۶۳۔ ۱۳۶۴۔ ۱۳۶۵۔ ۱۳۶۶۔ ۱۳۶۷۔ ۱۳۶۸۔ ۱۳۶۹۔ ۱۳۷۰۔ ۱۳۷۱۔ ۱۳۷۲۔ ۱۳۷۳۔ ۱۳۷۴۔ ۱۳۷۵۔ ۱۳۷۶۔ ۱۳۷۷۔ ۱۳۷۸۔ ۱۳۷۹۔

کا مذہبی جی لیک دوسری جگہ لکھتے ہیں:

”سوال اٹھتا ہے کہ ان اسموں کا کیا کیا جائے جن میں ایسے اشلوک ہیں جو اسی میں دیئے ہوئے دوسرے اشلوکوں کے خلاف اور فطرتِ انسانی کے خلاف ہیں..... میں مستند بار لکھ چکا ہوں کہ دھرم گرتھوں کے نام پر جو کچھ چھپتا ہے اس میں بھی کو کلامِ الہی کی شکل میں نہیں لینا چاہیے۔“

۲۔ غلط ترجمہ یا ترجمانی | ویدوں کا زیادہ تر حصہ چونکہ قشیل زبان میں ہے اس لیے اپنی عقل کی روشنی میں اُن کا صحیح ترجمہ نہیں کیا جاسکتا۔

خدا کے آخری مستند اور صحیح کلامِ قرآن کی روشنی ہی میں اُن کا صحیح ترجمہ ممکن ہے اس کی مثال ہم پہلے صفحات میں اُس جگہ دے چکے ہیں۔ جہاں ’احمد‘ لفظ کا ویدوں میں ذکر آنے کی ہم نے مثال دی ہے۔

۳۔ ہندو عوام کی ویدوں کی دوری | ہندو علماء نے عوام کو ویدوں سے بالکل کٹ دیا ہے بہت سی گمراہیاں دور دورہ کشتی میں

اگر عوام ویدوں سے اتنے دور نہ ہوتے جتنے ہوتے۔ مثلاً بہت سے دیوئی دیوتاؤں کی پرستش ہی کو لیجئے۔ ویدوں میں آیا ہے کہ ایک خدا کو بہت سے ناموں سے پکارا گیا ہے۔ یہ نہ جلنے کی وجہ سے ہندوؤں میں ان سب ناموں کے الگ الگ دیوتا مان لیے گئے۔

اس طرح ہم دیکھتے ہیں کہ توحید کا بنیادی عقیدہ بالکل قرآنی بیانات کے انداز میں ساتن دھرم میں موجود ہے۔

آپ کہہ دیجئے کہ اے اللہ کتاب اور اس بات کی طرف جو ہمارے اور تمہارے درمیان مشترک ہے۔ وہ یہ کہ ہم ایک ہی اللہ کے ہوا کسی کی عبادت نہیں کریں گے اور اس کے ساتھ کسی کو بھی نہ کیے نہیں تمہارا بھی ہے۔ (زلزلہ ۱۹)

۱۔ اسموں کی سہاٹی میں۔ جہاں کا مذہبی۔ ہر جگہ ۱۰ نومبر ۱۹۳۷ء۔ ایڈیٹر: رام ناتھ من۔ بطور حوالہ: ۱۱/۱۲/۳۷

باب ۱

ویک دھرم اور رسالت

اگنی کی طرح بڑھ رہا ہے ساتھ سبھی یہی ہوا۔ برہما یعنی رخن ہندو مذہب میں پیدا کرنے والے خدا کے لیے بھی استعمال ہوا ہے، روح احمد کے لیے بھی اور پہلے انسان حضرت آدم کے لیے بھی تینوں مقامات پر مجمع مفہوم کو سمجھنے کے بجائے پیغمبر ہی دیتا بن گئے اور پیغمبر کی جگہ اوتاروں کا تصور آگیا اپنے علم کی روشنی میں ان کے شرک کے تصورات کو ہم ان پر واضح کر سکتے تھے لیکن ہمیں شرک کرنے والوں کو شرک کی بنیادوں کا پتہ ہی نہ تھا۔ برہما حضرت آدم کے لیے ہری وشن پران میں استعمال ہوا ہے۔

انبیاء کے تذکرے

”برہما اپنے جسم کے دو حصہ کر کے ایک سے مرد اور دوسرے سے عورت ہوئے اور اس طرح بہت سے جائداروں کی تخلیق ہوئی کسی مسلمان کی جیسے ہی اس حصہ پر نظر پڑے گی وہ فوراً پہچان لے گا کہ یہ حضرت آدم کا بائیں پسلی سے حضرت حوا کی پیدائش اور ان دونوں سے پوری نسل انسانی کی افزائش کا ذکر ہے۔ بہر حال اللہ کے مجمع علم کی روشنی میں پرانے علوم کی تطہیر کی یہ چند مثالیں تھیں۔ آپ فی الحال ہندو مذہب کی کتب میں رسالت اور رسولوں کے واضح بیانات کی کچھ مثالیں دیکھیے۔

”جب سبھی بھلائیوں کو نوکر گناہ بہت بڑھ جاتے ہیں تو ہماری جوتہام خداؤں کا خدا ہے وہ یقیناً رہنمائی کے لیے، ایک جان پیدا کرتا ہے۔“
یہ تمام رسولوں کے دنیا میں بھیجے جانے کا مقصد۔ اب حضرت نوح اور طوفان نوح

۱۵ کلین گورکھپور۔ ہندو سنسکرتی ایک جنوری ۱۹۵۵ء ص ۹۵،

۵۶-۲۴-۹ شری مدجاگوت مہاپران

سے متعلق چند حوالے ہم نقل کر رہے ہیں۔

..... مختصر یہ کہ ایک مشہور شخصیت جو کہ ہندوؤں کے یہاں بہت مقدس ہے اور جسے وہ 'ماہانو' [MAHANUVU] کے نام سے جانتے ہیں (سیلاب کی) تباہی سے ایک کشتی کے ذریعہ بچ گئی جس میں سات مشہور رشی سوار تھے۔ 'ماہانو' دو لفظوں 'ماہا' اور 'نو' کا مرکب ہے۔ 'ماہا' کے معنی عظیم اور 'نو' بلا شک و شبہ نوح ہیں۔ لہٰذا..... عملایہ تسلیم کیا جاتا ہے کہ ہندوستان اس عظیم سیلاب نوح کے بعد فوراً آباد ہوا تھا جس نے ساری دنیا کو ویران کر دیا تھا۔ ۱۰

۱۱ مارکنڈیہ پران اور بھاگوت میں اس کا بہت واضح بیان ہے کہ اس حادثہ میں تمام نسل انسانی ختم ہو گئی تھی سوائے سات مشہور عبادت گزار رشیوں کے جن کا میں نے بہت سے مقامات پر ذکر کیا ہے۔ یہ سات رشی ایک کشتی پر بیٹھ کر عالم گیر تباہی سے بچ سکے تھے اس کشتی کو دشنو غوجلا کہا تھا۔ ایک اور عظیم شخصیت جو بچ جانے والوں میں تھی وہ منو کی تھی۔ جس کو میں نے دوسرے مقامات پر ثابت کیا ہے کہ نوح کے سوا کوئی نہیں تھی..... ۱۲ تب بھگوان منو سے یوں بولے ٹھیک ہے ٹھیک ہے تم نے مجھے اچھی طرح پہچان لیا ہے۔ اے زمین کے رکھوالے! تھوڑے ہی عرصہ میں پہاڑ، جنگل اور کانوں سمیت یہ زمین پانی میں ڈوب جائے گی۔ اس لیے اے زمین کے سردار تمام جانداروں کی حفاظت کرنے کے لیے تمام دیوتاؤں کے ذریعہ اس کشتی کو تعمیر کیا گیا ہے۔ لے دنا شعار..... جتنے بھی قسم کے جاندار ہیں ان سبھی بے سہاروں کو اس کشتی میں چڑھا کر تم ان سب کی حفاظت کرنا چاہیے تب ساتوں سمندر موجزن ہو کر اپیز میں اعلیٰ جائیں گے۔ اور ان مینوں دنیاؤں

DUBOIS. HINDU MANNERS, CUSTOMS & CEREMONIES P. 48

P. 100

P. 416, 417

۱۳ متیہ پران اویسے ۱۱ اشوک ۳۷

کو پوری طرح سے ایک کر دیا۔ گئے۔ وہی شمار اس وقت تم اس دیدہ پد کشتی کو حاصل کر کے اس پر زندہ مر جانداروں اور پچھل کو سوار کر دینا۔ ۱۵

رسولؐ کی قیامت کے وقت جب اس طرح ساری زمین ایک بحر و خاں میں ڈوب جائے گی اور ہمارے ذریعہ تخلیق کیا آغاز ہوگا تب میں دیدوں کی پھر بنیاد ڈالوں گا تب منوعی دلی ٹھہر کر جگہ ان کی رحمت سے حاصل شدہ عبادت اور ریاضت میں لگے رہے جب تک اس (سیلاب نما) قیامت کی پیشین گوئی کا وقت نہ آگیا۔ ۱۶

یہ تو تھے حضرت نوحؑ کے تذکرے اب پندت دید پر کاش اپادھیائے کی کتاب سے ہم جو شیہ پران کے کچھ اشلوکوں کے ترجمے نقل کر رہے ہیں جن میں دیگر انبیائے کرام کے واضح تذکرے ان کے اصل ناموں کے ساتھ بیان ہوئے ہیں۔ ۱۷

آدمؑ اور خوادشمن کی مٹی سے پیدا ہوئے۔ جنت کے مشرقی حصہ میں پر مشہور کے ذریعہ بنایا گیا خوب صورت چادر کو اس کے رقبہ کا بہت بڑا جنگل تھا۔ گناہ والے درخت کے نیچے جا کر بیڑی کو دیکھنے کی میناں سے آدمؑ خواد کے پاس گئے۔ تبھی سانپ کی شکل بنا کر وہاں فوراً شیطان نمودار ہوا۔ اس چالاک دشمن کے ذریعہ آدمؑ اور خواد جنگل سے گئے۔ اور شیطان کے حکم کو ڈھڑالا اور دنیا کا راستہ دکھانے والے اس پھل کو شوہر نے کھا لیا۔ ان دونوں کے ذریعہ گولر کے پتوں سے جو انکی غذا حاصل کی گئی تب ان دونوں سے بہت سی اولادیں پیدا ہوئیں۔ سب مینچ کہے گئے۔ آدمؑ کی عمر نو سو تیس سال ہوئی۔ ۱۸

۱۱ ۱۲ ۱۳ ۱۴ ۱۵ ۱۶ ۱۷ ۱۸ ۱۹ ۲۰ ۲۱ ۲۲ ۲۳ ۲۴ ۲۵ ۲۶ ۲۷ ۲۸ ۲۹ ۳۰ ۳۱ ۳۲ ۳۳ ۳۴ ۳۵ ۳۶ ۳۷ ۳۸ ۳۹ ۴۰ ۴۱ ۴۲ ۴۳ ۴۴ ۴۵ ۴۶ ۴۷ ۴۸ ۴۹ ۵۰ ۵۱ ۵۲ ۵۳ ۵۴ ۵۵ ۵۶ ۵۷ ۵۸ ۵۹ ۶۰ ۶۱ ۶۲ ۶۳ ۶۴ ۶۵ ۶۶ ۶۷ ۶۸ ۶۹ ۷۰ ۷۱ ۷۲ ۷۳ ۷۴ ۷۵ ۷۶ ۷۷ ۷۸ ۷۹ ۸۰ ۸۱ ۸۲ ۸۳ ۸۴ ۸۵ ۸۶ ۸۷ ۸۸ ۸۹ ۹۰ ۹۱ ۹۲ ۹۳ ۹۴ ۹۵ ۹۶ ۹۷ ۹۸ ۹۹ ۱۰۰

۱۱ ۱۲ ۱۳ ۱۴ ۱۵ ۱۶ ۱۷ ۱۸ ۱۹ ۲۰ ۲۱ ۲۲ ۲۳ ۲۴ ۲۵ ۲۶ ۲۷ ۲۸ ۲۹ ۳۰ ۳۱ ۳۲ ۳۳ ۳۴ ۳۵ ۳۶ ۳۷ ۳۸ ۳۹ ۴۰ ۴۱ ۴۲ ۴۳ ۴۴ ۴۵ ۴۶ ۴۷ ۴۸ ۴۹ ۵۰ ۵۱ ۵۲ ۵۳ ۵۴ ۵۵ ۵۶ ۵۷ ۵۸ ۵۹ ۶۰ ۶۱ ۶۲ ۶۳ ۶۴ ۶۵ ۶۶ ۶۷ ۶۸ ۶۹ ۷۰ ۷۱ ۷۲ ۷۳ ۷۴ ۷۵ ۷۶ ۷۷ ۷۸ ۷۹ ۸۰ ۸۱ ۸۲ ۸۳ ۸۴ ۸۵ ۸۶ ۸۷ ۸۸ ۸۹ ۹۰ ۹۱ ۹۲ ۹۳ ۹۴ ۹۵ ۹۶ ۹۷ ۹۸ ۹۹ ۱۰۰

۱۱ ۱۲ ۱۳ ۱۴ ۱۵ ۱۶ ۱۷ ۱۸ ۱۹ ۲۰ ۲۱ ۲۲ ۲۳ ۲۴ ۲۵ ۲۶ ۲۷ ۲۸ ۲۹ ۳۰ ۳۱ ۳۲ ۳۳ ۳۴ ۳۵ ۳۶ ۳۷ ۳۸ ۳۹ ۴۰ ۴۱ ۴۲ ۴۳ ۴۴ ۴۵ ۴۶ ۴۷ ۴۸ ۴۹ ۵۰ ۵۱ ۵۲ ۵۳ ۵۴ ۵۵ ۵۶ ۵۷ ۵۸ ۵۹ ۶۰ ۶۱ ۶۲ ۶۳ ۶۴ ۶۵ ۶۶ ۶۷ ۶۸ ۶۹ ۷۰ ۷۱ ۷۲ ۷۳ ۷۴ ۷۵ ۷۶ ۷۷ ۷۸ ۷۹ ۸۰ ۸۱ ۸۲ ۸۳ ۸۴ ۸۵ ۸۶ ۸۷ ۸۸ ۸۹ ۹۰ ۹۱ ۹۲ ۹۳ ۹۴ ۹۵ ۹۶ ۹۷ ۹۸ ۹۹ ۱۰۰

۱۱ ۱۲ ۱۳ ۱۴ ۱۵ ۱۶ ۱۷ ۱۸ ۱۹ ۲۰ ۲۱ ۲۲ ۲۳ ۲۴ ۲۵ ۲۶ ۲۷ ۲۸ ۲۹ ۳۰ ۳۱ ۳۲ ۳۳ ۳۴ ۳۵ ۳۶ ۳۷ ۳۸ ۳۹ ۴۰ ۴۱ ۴۲ ۴۳ ۴۴ ۴۵ ۴۶ ۴۷ ۴۸ ۴۹ ۵۰ ۵۱ ۵۲ ۵۳ ۵۴ ۵۵ ۵۶ ۵۷ ۵۸ ۵۹ ۶۰ ۶۱ ۶۲ ۶۳ ۶۴ ۶۵ ۶۶ ۶۷ ۶۸ ۶۹ ۷۰ ۷۱ ۷۲ ۷۳ ۷۴ ۷۵ ۷۶ ۷۷ ۷۸ ۷۹ ۸۰ ۸۱ ۸۲ ۸۳ ۸۴ ۸۵ ۸۶ ۸۷ ۸۸ ۸۹ ۹۰ ۹۱ ۹۲ ۹۳ ۹۴ ۹۵ ۹۶ ۹۷ ۹۸ ۹۹ ۱۰۰

۱۱ ۱۲ ۱۳ ۱۴ ۱۵ ۱۶ ۱۷ ۱۸ ۱۹ ۲۰ ۲۱ ۲۲ ۲۳ ۲۴ ۲۵ ۲۶ ۲۷ ۲۸ ۲۹ ۳۰ ۳۱ ۳۲ ۳۳ ۳۴ ۳۵ ۳۶ ۳۷ ۳۸ ۳۹ ۴۰ ۴۱ ۴۲ ۴۳ ۴۴ ۴۵ ۴۶ ۴۷ ۴۸ ۴۹ ۵۰ ۵۱ ۵۲ ۵۳ ۵۴ ۵۵ ۵۶ ۵۷ ۵۸ ۵۹ ۶۰ ۶۱ ۶۲ ۶۳ ۶۴ ۶۵ ۶۶ ۶۷ ۶۸ ۶۹ ۷۰ ۷۱ ۷۲ ۷۳ ۷۴ ۷۵ ۷۶ ۷۷ ۷۸ ۷۹ ۸۰ ۸۱ ۸۲ ۸۳ ۸۴ ۸۵ ۸۶ ۸۷ ۸۸ ۸۹ ۹۰ ۹۱ ۹۲ ۹۳ ۹۴ ۹۵ ۹۶ ۹۷ ۹۸ ۹۹ ۱۰۰

..... اس سے نوح نامی بیٹا پیدا ہوا۔ اس نے پانچ سو سال تک راج کیا۔ اس کے سپہ سالار اور کھادو تین بیٹے ہوئے۔ دشمنوں کا بندہ نوح دھت الوجود کے دھیان میں ہوتا تھا۔ ایک بار دشمنوں نے اسے خواب میں بتایا کہ اے پیارے نوح سنو! ساتویں دن حشر برپا ہوگا۔ تم لوگوں کے ساتھ کشتی میں نورا بیٹھ جانا۔ اے اندر کے بھکت اپنی جان بچاؤ، تم سر بلند ہو گے۔ اسی طرح مان کر اس بزرگ، مستی نے تین سو ہاتھ لمبی پچاس ہاتھ چوڑی اور تین ہزار ہاتھ گہری خوبصورت کشتی ایجاد کی۔ سبھی جانداروں کے جوڑوں اور اپنے اہل خاندان کے ساتھ سوار ہو کر دشمنوں کے دھیان میں محو ہو گیا..... چالیس دن تک زبردست بارش ہوئی۔ بھارت ورش پانی سے ڈوب گیا اور چار سمندر مل گئے اور بیکریاں ہو گئے..... اللہ والا بزرگ زیدہ نوح اپنے اہل خاندان کے ساتھ طوفانِ فتنہ ہونے پر وہاں رہنے لگا۔ نوح کے بیٹے سام، حام اور یاقوت نام سے مشہور ہوئے۔ سام کے بیٹے تین ابراہیم، متھور اور ہابان اس طرح ملیچھ نسل کے سردار ہوں گے۔ ایک رتبہ شکار دیش ہمالیہ سے آگے ہو کر (الہی) دیش گئے۔ وہاں پہاڑوں کے درمیان اس اجانے سفید پوش گوسے رنگت والے معزز شخص کو دیکھا۔ خوش ہو کر پوچھا کہ آپ کون ہیں؟ انہوں نے کہا میں عیسیٰ ہوں۔ کنواری ماں سے پیدا ہوا ہوں۔ میں سچائی کی تعلیم دینے والے ملیچھ دھرم کی تعلیم دیتا ہوں۔ یس کر راجا جانے پوچھا "دھرم کے بارے میں آپ کے کیا خیالات ہیں یس کر عیسیٰ مسیح ہونے سچائی کے زوال پذیر ہونے اور ملیچھ دیش کے حقانیت سے دور ہو جانے پر مسیح نے توبہت کے مطابق طوفان سے قبل حضرت نوح ساڑھے چھ سو سال کے تھے۔

انہ اشوکوں میں اصل مسکرت میں نوح کی جگہ نوح (ابرام) سام کی جگہ سام (سیم) حام کے لیے عام اور یاقوت کے لیے یاقوت کے الفاظ استعمال ہوئے ہیں۔

تھو بیباں ابراہیم کی جگہ مسکرت میں ابراہم (अब्रहम) لفظ استعمال ہوا ہے۔ یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ توریت میں بتایا گیا ہے کہ حضرت ابراہیم کا نام پہلا ابراہم ABRAM تھا اور بعد میں اللہ نے ان کا نام ابراہیم ABRAHAM رکھ کر کہا کہ تم تمام نسل انسانی کے سردار ہو گے۔ اس لیے میں تمہارا یہ نام رکھ رہا ہوں۔ یہ تینوں اقتباسات بھوشیہ پرانی کے پر قی سنگ پر دو پہلے کندہ تھے اسیان سے لیے گئے اشوکوں کا ترجمہ ہیں۔

یہاں آیا ہوں..... اے راجا میرے ذریعہ تمہیں میں قائم کیے ہوئے دین کی باتیں سنو۔ اشران کرو یا نہیں دل کو روم کر کے خدا کی عبادت کرو۔ انصاف اور سچائی کے ساتھ دل کو کیسو کر کے انسان آسانی خدا کی دھیان سے عبادت کرے۔ یہ خدا لازوال ہے۔ ایشور کی پاک اور نفع بخش اصل مورتی اس طرح روزانہ دل کے اندر حاصل ہوتی ہے۔ اس لیے عیسیٰ مسیح میرا نام ہے۔ یہ سن کر راجا وہیں عیسیٰ مسیح کا معتقد ہو گیا۔

۵ اسی دوران اپنے پیروؤں کے ساتھ محمد نامی مقدس ملیح وہاں آئیں گے..... راجا بھوج ان سے کہے گا۔ اے ریگستان کے باشندے، شیطان کو شکست دینے والے معجزوں کے اہل براؤں سے پاک و صاف۔ برحق۔ باخبر اور خدا کی عشق و معرفت کی تصویر تمہیں منسکا ہے۔ تم مجھے اپنی پناہ میں آیا ہوا غلام سمجھو۔ راجا بھوج کے پاس رکھی ہوئی پتھر کی مورتی کے لیے محمد کہیں گے کہ وہ فیرا بھوٹا کھا سکتی ہے۔ یہ کہہ کر راجا بھوج کو ایسا ہی معجزہ دکھا دیں گے۔ یہ سن کر اور دیکھ کر راجا بھوج بہت متعجب ہو گا اور ملیح دھرم میں اس کا اعتقاد ہو جائے گا۔

۶ یہ ترجمہ بوشیر پان کے جن اشلوکوں سے لیا گیا ہے وہ پنڈت وید پرکاش پادھیائے کے مطابق پرتی لک پر دھیرے کھنڈ اور دوسرے ادھیائے کے نمبر ۲۰ تک اشلوک ہیں جب کہ پنڈت شری رام شرما آپا ریہ کے مطابق یہ پرک ۲۰ ادھیائے ۱۷ کے نمبر سے آگے تک کے اشلوک ہیں۔ اصل بوشیر پان ہائے ساتنے نہیں ہیں۔ پنڈت شری رام شرما کے حوالے میں کتابت کی غلطی معلوم ہوتی ہے مندرجہ بالا اشلوکوں میں اصل سنسکرت میں سنسکرت کی جگہ میٹھی (मिथी) یا لہی کی جگہ ہنگ (हिम) کی جگہ منسی (मन्सी) کے الفاظ ہیں یہی تک کا ترجمہ ہالی پنڈت شری رام شرما آپا ریہ کیا ہے۔

۷ یہ اشلوک بوشیر پان کے پرتی لک پر دھیرے کھنڈ دھیرے ادھیائے کے ۱۶۵ نمبر کے اشلوک ہیں۔ یہاں محمد کی جگہ اصل سنسکرت میں محمد (महामह) کا لفظ استعمال ہوا ہے۔ یہاں سے یہ بھی معلوم ہوا کہ ملیح (महामह) لفظ حاصل غیر آریہ نسل کے باشندوں کے لیے استعمال ہوتا تھا جیسے عرب غیر عربی کے لیے غم اور یہودی لوگ غیر یہودیوں کے لیے Gentiles لفظ استعمال کرتے ہیں۔ ابھی لفظ کا استعمال بڑے معنوں میں ہونے لگا ہے لیکن دیکھ زبان میں دیکھا نہیں تھا۔

مندرجہ بالا اشکوکوں سے اگلے بتایا گیا ہے کہ رات میں کوئی خدا کا تاجہد را جا بھوج کے پاس آکر بتائے گا کہ فتنہ کرنے والا، چوٹی نہ رکھنے والا، واڑھی رکھنے والا، پاک جانوروں کو خدا بنانے والا خدا کا مقرب بندہ ہے۔

بھوشیہ پران جس کے حوالے ابھی آپ نے دیکھے۔ یہ بھی ان ثبوتوں میں سے ایک ہے۔ جسے ہندو مت کے کچھ سیکیداروں نے اب چھپانا شروع کر دیا ہے۔ ہندوؤں کا ایک طبقہ آریہ سماج تو اب سرے سے اس کا انکار کرنے لگا ہے لیکن سائق دھرمی جو قدامت پرستی کے باعث اپنے مکمل مذہبی ورثہ میں سے کچھ بھی چھوڑنے کو تیار نہیں ہیں (اور یہی لوگ عظیم اکثریت میں ہیں) اسے مستند مذہبی کتاب مانتے ہیں۔ ایک دور وہ تھا جب سنسکرت عام آدمیوں کو سیکھنے کی اجازت نہ تھی۔ البیرونی، اگر فتنہ اور میکس ملر جیسے محققین نے انتہائی نملفتوں اور پنڈتوں کی ناراضگی کے حوال میں اپنی کوششوں سے سنسکرت سیکھی تھی۔ اُس دور میں ان ثبوتوں کا عام لوگوں کے اہمہ گئے کا خطرہ نام نہاد پنڈتوں کو نہیں تھا۔ لیکن اب جبکہ سنسکرت زبان کو سرکاری سرپرستی میں دوبارہ زندہ کیا جا رہا ہے اور موجودہ سنسکرت سیکھنے والی نسل پنڈتوں کے فتنوں سے خوفزدہ بھی نہیں ہے (جیسا کہ پچھلے دور میں ویدوں کو پڑھنے کی عوام کے لیے ممانعت تھی) تو ہندوؤں کے کچھ گروہوں نے ان چیزوں کو اب غائب کرنا شروع کر دیا ہے جو مذہب کی اصل حقیقت کی طرف لے جاتی ہیں۔ خصوصاً وہ مواد جو دین اسلام کی تائید میں مدد گینا پر لیس۔ گورکھپور جو ہندو مذہبی کتب کا سب سے بڑا پریس ہے۔ بھوشیہ پران کو پران ماننے سے انکار کر رہا ہے۔ البتہ سائق دھرم کے سب سے بڑے گرو پنڈت شری رام شرما آچاریہ جن کے چیلوں کی تعداد دس لاکھ سے زائد ہے اسے تسلیم کرتے ہیں اور ان کی تسلیم شدہ شائع، کے بھوشیہ پران کے حوالے ہم پچھلے باب میں (حضرت عیسیٰ ہندوستان میں؟ کے ذیل میں) دے چکے ہیں۔

بھوشیہ پران کے بیانات تو اتنے واضح ہیں
بجاگوشت میں حضرت محمد کا ذکر
کہ ان میں کوئی معنی ہی تحریف ممکن نہ تھی۔

البتہ دوسرے مقامات پر جہاں حضرت محمدؐ کی رسالت کی پیشین گوئیاں ہیں۔ وہاں ترجمہ بدل گئے ہیں۔ مثلاً شری مدحاً گوشت پران میں موجود اس اشلوک کو دیکھیے۔

”اگیاں ہیو کرت لوح مند اندھکار ناشم ودھایم ہی تدو دیتے دیو لیکر۔“ [سطح] جب مثلاً ادوار حیات میں اجتماعی خیر کے طلوع ہونے سے انسان کو حق کا فیضان حاصل ہونے والا ہو تب محمدؐ کے ذریعہ تاریکیوں کا خاتمہ ہو کر فہم و حکمت کا نور طلوع ہوگا۔ [سطح]

مندرجہ بالا اشلوک میں محمدؐ (मोहमद) لفظ کو لوح + مد میں تقسیم کر کے ترجمہ کیا جا رہا ہے۔ لوح (मोह) معنی لالچ اور مد (मद) معنی شراب ہیں۔ اس طرح مندرجہ بالا اشلوک کا ترجمہ یوں کیا جا رہا ہے۔

”جب بیشمار ادوار حیات میں اجتماعی خیر کے طلوع ہونے سے انسان کو حق کا فیضان حاصل ہونے والا ہو تب لالچ اور شراب جیسی تاریکیوں کا خاتمہ ہو کر فہم و حکمت کا نور طلوع ہوگا۔“ یہ تو سہ پران۔ اب ویدوں میں حضرت نوحؑ کا ذکر اور محمدؐ کی صفات کے بیان دیکھیے۔ ان اس سے پہلے یہ ضرور سمجھ لیں کہ حضرت نوحؑ کا ذکر ویدوں میں منو (मनु) کے نام سے ہے۔ حالانکہ انہی اور برہما کی طرح منو بھی مختلف شخصیات کے لیے استعمال ہوا ہے اور کل چودہ منو میں سے ایک منو کا بیان ہوبہو حضرت آدمؑ کا بیان ہے۔ لیکن پرانوں اور ویدوں اور دوسری مذہبی کتب میں سب سے زیادہ تفصیل سے جس منو کا ذکر آیا ہے وہ حضرت نوحؑ ہی ہیں۔ نبی آخر الزماں کا ذکر جہاں کہیں محمدؐ کی حیثیت سے آیا ہے وہاں ویدوں میں ’نرا شنس‘ (नराशंस) کا لفظ استعمال ہوا ہے۔ جیسے توریت اور انجیل میں آپؐ کے لیے فارقلیط (Paraclete) لفظ کا استعمال ہوا ہے جس کے معنی میں قابل تعریف (بہی معنی عربی میں لفظ محمدؐ کے ہیں)۔ اسی طرح ویدوں میں آپؐ کو نرا شنس کہہ کر پکارا گیا ہے جس کے ٹیک وہی معنی ہیں۔ انتہائی قابلِ تعریف شخصیت و سنسکرت کے

अज्ञान हेतु कृत मोहमदान्दकार नाश विधाय हि तदो दयते विवेकः

اس لفظ کا بالکل صحیح متبادل عربی لفظ محمد ہے۔

مندرجہ ذیل وید منتروں کے ترجموں میں جہاں کہیں لفظ منو آیا ہے اس کی جگہ ہم 'نوح' ترجمے میں لکھیں گے اور ذرا شنس کی جگہ ترجمے میں ہم محمد لکھیں گے۔ پہلے حضرت نوح کے تذکرے کی چند مثالیں دیکھیں۔

ویدوں میں حضرت نوح کا ذکر | لے اگنی نوح آپ کی رسالت کی تصدیق کرتے ہیں۔ ۱۔ مندرجہ بالا منتر کے

ذیل میں ویدوں کے منتر جو رفتہ رفتہ نے اپنے انگریزی ترجمے میں نوٹ لکھا ہے کہ نوح لا جواب شخصیت اور انسانوں کے نمائندے تھے۔ تمام نسل انسانی کے باپ رسیلاب کے بعد آدم ثانی کی حیثیت سے اور پہلی شریعت کے شروع کرنے والے تھے۔ اور دیکھیے:

لے اگنی ہم آپ کو نوح کی ہی طرح مذہبی پیشوا، داعی، مذہبی علوم سکھانے والا اور انتہائی عقل مند شخصیت مانتے ہیں۔ ۲۔

لے اگنی نوح نے آپ کا نور تمام نسل انسانی میں پھیلا دیا ہے۔ ۳۔

ادھر کے تمام منتروں میں اگنی 'روح احمد' کو کہا گیا ہے۔ چاروں ویدوں میں اسی طرح نوح کا نام ۵۸ جگہ آیا ہے۔ ۱۵ مقامات پر رگ وید میں ۲۰ جگہ یجر وید میں ۱۴ جگہ اضر وید میں اور ۸ مقامات پر سام وید میں حضرت نوح کا نام سے ذکر موجود ہے۔ اب حضرت محمد کے نام کا تذکرہ دیکھیے۔

ویدوں میں حضرت محمد کا تذکرہ | لے محبوب محمد۔ مہیشی زبان والے۔ قربانیاں دینے والے۔ میں آپ کی

قربانیوں کو وسیلہ بناتا ہوں؟ ۴۔

۱۔ رگ وید ۱۔ ۱۳۔ ۱۱

۱۔ رگ وید ۱۔ ۱۳۔ ۱۱

۲۔ یجر وید ۱۔ ۱۳۔ ۱۱

۲۔ یجر وید ۱۔ ۱۳۔ ۱۱

”میں نے محمدؐ کو دیکھا ہے۔ سب سے زیادہ اولوالعزم اور سب سے زیادہ مشہور۔
جیسا کہ ۱۱ جنت میں ہر ایک کے پیغمبر تھے ۱۰

۱۲ عظیم محمدؐ کی قوت میں اضافہ کے لیے اور پشان (مہدیؑ) جو کہ عظیم حکمراں ہے۔ اسی
کے لیے ہم نعت بیان کرتے ہیں۔ اے انتہائی کریم خدا! ہمیں تمام مصیبتوں سے نجات دے اور
دشوار گزار راستوں سے ہمارا رتھ پار کر دے ۱۰ ۱۱ (گرفتہ)

مندرجہ بالا منتر کے ترجمہ کے ذیل میں گرفتہ نے اپنے نوٹ میں لکھا ہے کہ نرائش (محمدؐ)
اگنی کا ایک پراسرار نام ہے ۱۰

رگ وید میں ۱۶ جگہ آپ کا نرائش (محمدؐ) نام سے ذکر ہے۔ اس طرح یجر وید میں ۱۰ جگہ
اتھرو وید میں ۴ مرتبہ اور سام وید میں ایک مقام پر اس نام سے آپ کا ذکر ہے۔ اس طرح چاروں
ویدوں میں کل ملا کر ۳۱ جگہ ”محمدؐ“ نام سے آپ کا ذکر ہے۔

برسبیل تذکرہ یہاں یہ بات دلچسپی سے خالی نہ ہوگی کہ پنڈت امر ناتھ پانڈے جو کہ
اہل اسلام سے ہیں اور جنھوں نے عربی حروف تہجی پر ریسرچ کی ہے ان کا کہنا ہے کہ
ہندو متیشت اور انکار کرتا ہے اکتیسویں بار ہندوانکار نہیں کرے گا۔ عربی کے حروف تہجی
بھی ان کے نزدیک ۳۱ ہیں اور سورہ رحمان میں ۳۱ مرتبہ ہی اپنی نعمتیں گنانے کے بعد اللہ
نے یہ سوال کیا ہے۔ ”پس تم دونوں اپنے پروردگار کی کون کون سی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے“

اتھرو وید بیوس کا ایک سوتا سوسواں سوکت نرائش (محمدؐ) کے تذکرے میں بہت
اہم ہے۔

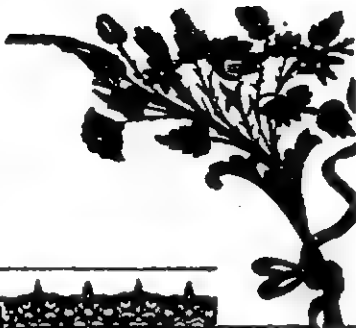
”لوگو! سنو! محمدؐ کو لوگوں کے درمیان مبعوث کیا جائے گا۔ اس مہاجر کو ہم ساٹھ ہزار
اور نوے دشمنوں سے اپنی پناہ میں لیں گے۔ اس کی سواری اونٹ ہوگی جس کے ساتھ بیس
مادہ اونٹنیاں ہوں گی۔ جس کی عظمت آسمانوں کو بھی جھکا دے گی۔ اس عظیم رشی کو ۱۰۰ دینار
دس لاکھ، تین سو گھوڑے اور دس ہزار گائیں عطا کی گئی ہیں“ ۱۰ ۱۱

مندرجہ بالا مین منزروں کے ترجمے پر پڑت وید پر کاش اپا دھیائے نے اپنی کتاب میں کئی باب لکھے ہیں جن میں ثابت کیا گیا ہے کہ تمثیل زبان میں ۱۰۰ دینار سے مراد ۱۰۰ اصحاب صفہ ہیں، دس لالاؤں سے مراد دس عشرہ مبشرہ ہیں۔ تین سو گھوڑے سے مراد جنگ بردار کے ۳۱۳ مجاہدین اور دس ہزار لکائیوں سے مراد دس ہزار اصحاب کا وہ لشکر ہے جو فتح مکہ کے وقت آنحضرت کے ساتھ تھا۔

یہ بات خصوصی طور پر قابل ذکر ہے کہ پرافوں اور دیگر مذہبی کتب میں تو بہت سے انبیاء کے قصے ہیں لیکن ویدوں میں صرف حضرت آدمؑ حضرت نوحؑ کا تذکرہ ہے اور نبی آخر الزماں حضرت محمدؐ کی پیشین گوئیاں ہیں جو کہ ہر رسول کے صحیفوں میں ہیں۔ یہ بھی اس بات کا مستند ثبوت ہے کہ وید حضرت نوحؑ کے صحائف و زبر الاولین۔ اہلین صحائف۔ آدگرنتھ (ہیں۔ ایک (ضعیف) روایت یہ بھی ہے کہ حضرت نوحؑ کو دو صحیفے دئے گئے۔ ایک طوفان سے قبل اور ایک طوفان کے بعد۔ اس لحاظ سے بھی زبر الاولین یعنی اولین صحائف میں جو صحیفہ لفظ آیا ہے ازبر یعنی صحیفہ اور زبر یعنی صحائف صحیح ہو سکتا ہے کہ بہت سے انبیاء کے لیے ہو سکتے ہیں۔ لیکن یہ بھی ممکن ہے کہ ایک ہی نبی حضرت نوحؑ کو دئے گئے صحائف کے لیے ہو۔

دگ وید کے منتر ۱۰۱۳۔ ۱۰۱۴ میں رسولِ آخر کے لیے سمدرا دوت عرب (سمدرا اربن) کے الفاظ استعمال ہوئے ہیں۔ ویشترشی و شال ناسدہ شدر ساگر کے مطابق قس (S) کے معنی ساتھ، سمدرا (समृद्ध) کے معنی مہر اور عرب (अरब) کے معنی ملک عرب کے ہیں۔ تن (T) منکرت میں اکثر نامد ہو تا ہے۔ اس طرح "سمدرا دوت عرب کے معنی ہوئے مہر کے ساتھ عرب و لاء۔ عربی لفظ خاتم کے معنی مہر مہر کے ہیں۔ آپ کو خاتم النبیین اس لیے کہا گیا ہے کہ نبیوں کے سلسلہ پر آپ نے آخری مہر لگا کر نئی نبوت کا دروازہ بند کر دیا۔

ویدوں میں ہندو مذہبی کتب میں اور دیگر آسانی صائف میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کی دو اور حقیقتوں (احمد اور محمود) کے بھی واضح بیانات ہیں۔ جس کا تفصیلی ذکر ہم آئندہ کریں گے۔



خداوند جو غیر اسرائیلی لوگوں کو بھی اکٹھا کر لے یہ کہتا ہے کہ یقیناً میں اس کے پاس
اولین کے علاوہ آخرین کو بھی لاؤں گا۔ (بائبل ریسرچہ نمبر ۱ کی کتاب ۸۰-۵۶)

یہ شہادت گہرے الفت میں قدم رکھنا ہے
لوگ آسان سمجھتے ہیں مسلمان ہونا

(اقبال)

باب ۱

ویدک دھرم اور آخرت



عقیدہ آخرت اور پُتر جنم | آخرت کا عقیدہ اس لحاظ سے بھی بہت اہم ہے کہ تمام مذاہب اور تمام قوموں میں بہت بڑے گروہ ایسے ہیں جو توحید یعنی ایک خدا کے ماننے والے ہیں۔ رسالت کا تصور بھی ان تمام گروہوں میں کافی واضح ہے۔ حالانکہ آخری رسول حضرت محمدؐ کی رسالت کا اقرار وہ نہیں کرتے ہیں لیکن بنیادی عقائد میں سے آخرت ہی ایک ایسا عقیدہ ہے جو ان سب کے یہاں بالکل مسخ ہو چکا ہے۔ یوم آخر جزا و سزا اور جنت و دوزخ کا کوئی واضح تصور ان کے یہاں نہیں ہے۔ کسی کے یہاں آواگون کا عقیدہ ہے، کوئی یوم آخر کو مانتا ہی نہیں اور کوئی حساب و کتاب کا انکار کر کے یہ کہتا ہے کہ حضرت عیسیٰؑ نے پچاسی پر چڑھ کر (نمود بائو) سب کے گناہ معاف کر دئیے۔ موجودہ توریت، زبور اور انجیل میں بھی آخرت کا تصور بہت مبہم اور دھندلایا ہوا ہے لیکن ویدوں میں بہت تفصیل کے ساتھ دوسری زندگی جزا و سزا اور جنت و دوزخ کے بیانات بہت صاف ستھری شکل میں موجود ہیں۔ آواگون کا عقیدہ ہندو سماج میں بہت بعد کے دور میں آیا۔ گو ایسے تذکار ملتے ہیں کہ ویدک دور سے پہلے بھی آواگون کے ماننے والے تھے لیکن ایک پوری قوم بحیثیت مجموعہ بہت سے جنموں کے عقیدے کی قائل ہو جائے، ایسا کافی بعد میں ہوا۔ کسی عام ہندو سے معلوم کیجئے کہ اگر جزا و سزا کے طور پر بار بار اسی دنیا میں مختلف جسموں میں پیدا ہوتے رہنا ہے تو تمہاری مذہبی کتابوں میں سورگ (جنت)، نرک (دوزخ)، پرلوک (دوسری

دنیا آخرت) اور نیم دوت (موت کافر شتم) کا کیا مطلب ہے۔ وہ آپ کو کچھ نہ بتا سکے گا۔
 بیشتر ہندو عالم بھی ان کی ہیبت بے تکلیف تو دھیں کرتے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ ویدوں سے مکمل
 طبع پرکٹ جلنے کی وجہ سے آخرت کے عقیدے میں بگاڑ آیا۔ آواگون کیسے آیا، اس کی حقیقت
 کیا ہے اس پر ہم ویدوں میں آخرت کی مثالوں کے بعد روشنی ڈالیں گے۔ ابھی اتنا سمجھ لیں کہ
 آواگون کے سلسلے میں کلیدی لفظ پنر جنم (पुनर्जन्म) ہی بار بار پیدا ہونے کا انکار کرتا
 ہے۔ سنسکرت میں پنر یا پنہ (पुनः) کے معنی ہیں دوبارہ یا دوسری مرتبہ۔ پنر جنم کا مطلب
 پھر دوسری زندگی یا دوبارہ زندگی نہ کہ بار بار پیدا ہونا۔ اس سلسلے میں کچھ ہندو عالموں کے
 بیانات دیکھیے:

ہندو محققین کا اقرار | ”وگ وید میں پنر جنم کا ذکر نہیں ہے حالانکہ خوب ذکر
 ہے۔ ڈاکٹر صاحب کی نظر سے نہیں گزرا ہوگا۔ ویدوں

میں نہ صرف پنر جنم کا ذکر دوسری حیات کے لیے ہے بلکہ بار بار جنم را آواگون کا انکار بھی ہے۔
 ”پنر جنم کے لیے ایک لفظ ”پرتیہ جاو“ (पुनर्जाव) ہے۔۔۔۔۔۔ وہ

اس سے مختلف ہو کر دوسری دنیا میں جا کر پھر پیدا ہوتا ہے۔“

”پہلے بہتا چلے ہیں کہ پنر جنم کا دوسرا ہم پر لوگ (دوسری دنیا) ہے۔“

”مردے کا شاستروں میں پر لوگ میں جانا کہا ہے۔۔۔۔۔۔“

”ویدوں میں دوسری زندگی کا وہی تصور موجود ہے جسے قرآن میں معاد یا آخرت

کہا گیا ہے۔۔۔۔۔۔ ایک اور عالم راہل ساگر تیان کے خیالات اس موضوع پر دیکھیے۔

ڈاکٹر راہل ساگر شنن، اپنشدوں کی بیومی کا صفحہ ۴۷، مطبوعہ راج پال اینڈ سنز، دہلی
 ۱۹۶۵ء

ڈاکٹر گورکھپور، پرلوک اور پنر جنم ایک جنوری ۱۹۶۵ء صفحہ ۱۶۴

۱۶۵

۱۶۵

قدیم ہندوستانی ادب میں چھاندو گیتہ ہی نے سب سے پہلے پتر جنم یعنی دوسری دنیا ہی میں نہیں اس دنیا میں ہی اس حال کے مطابق جاؤ جنم لیتا ہے کی بات کی۔ شاید اس وقت پہلے مبلغین نے یہ سوچا ہو کہ جس اصول کی وہ تبلیغ کر رہے ہیں وہ آگے کتنا خطرناک ثابت ہوگا؟

ڈاکٹر فریدہ چوہان کہتی ہیں۔ ویدوں میں پتر جنم ملتا تو ضرور ہے لیکن اس جنم کے بعد صرف ایک اور جنم کا بیان ہے۔ ہزاروں جنموں کا نہیں؟

”شرمی ستیہ پرکاش“ دو حیات نکار لکھتے ہیں۔ ویدوں میں آداگون کا اصول نہیں ہے اس بات پر تو میں جواب بھی کہیں سکتا ہوں؟

”..... ویدوں میں آخرت ہے یا نہیں؟ یہ سوال بڑا عجیب سا ہے۔ بالکل ایسا ہی ہے جیسے کوئی بچہ کہ انسان کے جسم میں روح ہے یا نہیں۔ پورے کے پورے وید آخرت کی تصدیق کرتے ہیں۔۔۔۔۔۔ یوم آخرت آسمانی مذاہب کا ایک بنیادی اصول ہے اور وید پورے کے پورے اس کی گواہی دیتے ہیں۔۔۔۔۔۔ ویدوں میں بھی قرآن کی طرح تین اصولوں کو مذہب کے بنیادی اصول مانا گیا ہے۔ ۱۔ توحید ۲۔ رسالت ۳۔ یوم آخرت۔“

چند ہندو محققین کے ان تبصروں کے بعد اب ویدوں میں یوم آخرت اور جنت و دوزخ کے بیانات دیکھیے۔

ویدوں میں آخرت کا تصور | اے اگنی اپنی اپنی نجات دہندہ طاقتوں سے دارا الجہاد (पुण्य लोका) کا حصول کرو۔

”اے اگنی اس مردہ انسان کو دوبارہ زندگی ملے گی۔“

ویدوں میں آخرت کے تصور کی یہ دو مثالیں ہیں۔ بار بار جنم نہ ہو کر دوسری حیات

نہ درجن دیگر جنم۔۔۔۔۔۔ پتر جنم اور وید ۱۰۔ آداگون ۱۱۔

۱۲۔ وید اور پتر جنم۔ پنڈت درگا شکر سیتا رتھ۔ مطبوعہ ہندی رسالہ کانتی ۸ جولائی ۱۹۶۹ء

۱۳۔ ادا کے حوالے ۳۱۳۔ بھی پنڈت درگا شکر سیتا رتھ کے مضمون سے لیے گئے ہیں۔

۱۴۔ رگ وید ۱۰۔ ۱۶۔ ۵۔ رگ وید ۱۰۔ ۱۶۔ ۵۔

کا ہی ذکر آخرت کے لیے دیدوں میں ہر جگہ آیا ہے۔ یہ تصور بہت مبہم نہیں ہے بلکہ نہایت تفصیل کے ساتھ جزا و سزا کا ذکر اور جنت و دوزخ کی تفصیلات ہیں۔ چند مثالیں ہم ذیل میں پیش کر رہے ہیں۔

ویدوں میں جنت کی تفصیلات | تم وہاں اپنی صداقت کی مدد سے اس مقام کو دیکھنا جو انتہائی وسیع المنظر ہے

اس منتر کے تشریحی نوٹ میں گزشتہ نے اپنے انگریزی ترجمے میں لکھا ہے کہ سائن آچاریہ کی تشریح کے مطابق یہ مقام جنت ہے۔ ۱۔ ۲۔

تم دونوں شوہر و بیوی میرے پاس صفت بستہ کھڑے ہو جاؤ۔ وفادار اس جنت کی دنیا میں پہنچائے جلتے ہیں۔ ۳۔

تمہارے پیرو اپنے صدقات کے ذریعہ خدا کی خدمت کریں گے اور اس کے علاوہ تم جنت کی خوشیوں سے ہمکنار ہو گے۔ ۴۔

جو علم رکھتے ہیں وہ دوسروں سے پہلے زندگی عطا کرنے والی سانس لے کر اس جسم سے نکل کر آسمان میں پہنچ کر اپنے تمام ساتھیوں کے ساتھ رہتے ہیں۔ جن راستوں سے دیوتاؤں و فرشتوں نے سفر کیا تھا ان سے گزرتے ہوئے جنت پہنچ جاتے ہیں۔ ۵۔

پاک کرنے والے کے ذریعہ پاک ہو کر ایسے جسم کے ساتھ جس میں لمبیاں نہ ہوں گی۔ وہ دوشاں اور منور ہو کر روشنیوں کی دنیا میں پہنچتے ہیں۔ ان کے مسرور جسموں کی آگ نہیں جلتی ہے۔ جنت کی دنیا میں ان کے لیے بڑی لذتیں ہیں۔ ۶۔

شہد کے کناروں اور مکھن سے بنی نہریں جو شراب، دودھ، دہی اور یانی سے لبریز ہوں گی بے پناہ شیرینی ان سے ابلی پڑتی ہوگی۔ چشے جنت کی دنیا میں تھم تک نہیں گے۔

۱۔ ۲۔ ۳۔ ۴۔ ۵۔ ۶۔ ۷۔ ۸۔ ۹۔ ۱۰۔ ۱۱۔ ۱۲۔ ۱۳۔ ۱۴۔ ۱۵۔ ۱۶۔ ۱۷۔ ۱۸۔ ۱۹۔ ۲۰۔ ۲۱۔ ۲۲۔ ۲۳۔ ۲۴۔ ۲۵۔ ۲۶۔ ۲۷۔ ۲۸۔ ۲۹۔ ۳۰۔ ۳۱۔ ۳۲۔ ۳۳۔ ۳۴۔ ۳۵۔ ۳۶۔ ۳۷۔ ۳۸۔ ۳۹۔ ۴۰۔ ۴۱۔ ۴۲۔ ۴۳۔ ۴۴۔ ۴۵۔ ۴۶۔ ۴۷۔ ۴۸۔ ۴۹۔ ۵۰۔ ۵۱۔ ۵۲۔ ۵۳۔ ۵۴۔ ۵۵۔ ۵۶۔ ۵۷۔ ۵۸۔ ۵۹۔ ۶۰۔ ۶۱۔ ۶۲۔ ۶۳۔ ۶۴۔ ۶۵۔ ۶۶۔ ۶۷۔ ۶۸۔ ۶۹۔ ۷۰۔ ۷۱۔ ۷۲۔ ۷۳۔ ۷۴۔ ۷۵۔ ۷۶۔ ۷۷۔ ۷۸۔ ۷۹۔ ۸۰۔ ۸۱۔ ۸۲۔ ۸۳۔ ۸۴۔ ۸۵۔ ۸۶۔ ۸۷۔ ۸۸۔ ۸۹۔ ۹۰۔ ۹۱۔ ۹۲۔ ۹۳۔ ۹۴۔ ۹۵۔ ۹۶۔ ۹۷۔ ۹۸۔ ۹۹۔ ۱۰۰۔

۱۔ ۲۔ ۳۔ ۴۔ ۵۔ ۶۔ ۷۔ ۸۔ ۹۔ ۱۰۔ ۱۱۔ ۱۲۔ ۱۳۔ ۱۴۔ ۱۵۔ ۱۶۔ ۱۷۔ ۱۸۔ ۱۹۔ ۲۰۔ ۲۱۔ ۲۲۔ ۲۳۔ ۲۴۔ ۲۵۔ ۲۶۔ ۲۷۔ ۲۸۔ ۲۹۔ ۳۰۔ ۳۱۔ ۳۲۔ ۳۳۔ ۳۴۔ ۳۵۔ ۳۶۔ ۳۷۔ ۳۸۔ ۳۹۔ ۴۰۔ ۴۱۔ ۴۲۔ ۴۳۔ ۴۴۔ ۴۵۔ ۴۶۔ ۴۷۔ ۴۸۔ ۴۹۔ ۵۰۔ ۵۱۔ ۵۲۔ ۵۳۔ ۵۴۔ ۵۵۔ ۵۶۔ ۵۷۔ ۵۸۔ ۵۹۔ ۶۰۔ ۶۱۔ ۶۲۔ ۶۳۔ ۶۴۔ ۶۵۔ ۶۶۔ ۶۷۔ ۶۸۔ ۶۹۔ ۷۰۔ ۷۱۔ ۷۲۔ ۷۳۔ ۷۴۔ ۷۵۔ ۷۶۔ ۷۷۔ ۷۸۔ ۷۹۔ ۸۰۔ ۸۱۔ ۸۲۔ ۸۳۔ ۸۴۔ ۸۵۔ ۸۶۔ ۸۷۔ ۸۸۔ ۸۹۔ ۹۰۔ ۹۱۔ ۹۲۔ ۹۳۔ ۹۴۔ ۹۵۔ ۹۶۔ ۹۷۔ ۹۸۔ ۹۹۔ ۱۰۰۔

کنزل کے پھولوں سے بھری ہوئی پری پلکی جھیلیں تیرے پاس آئیں گی ۔ ۱۰

یہ تھے جنت کی نعمتوں کے دیدوں میں کیے ہوئے چند حصے اور اب دوزخ کا بیان دیکھیں ۔

دوزخ کی تفصیلات | دیدے سے پہلے شری مدبھاگوت پران کے چار اشلوکوں کے ترجمے دیجئے۔ یہاں بھی جو دوزخ کی تفصیلات بیان کی گئی ہیں وہ

قرآنی تصور سے بہت مشابہ ہیں۔

”یہاں اس کے جسم کو بھڑکتی ہوئی لکڑیوں کے بیج میں ڈال کر جلایا جاتا ہے۔ کہیں خود اور

کہیں دوسروں کے ذریعہ کلاٹ کلاٹ کر اسے اپنا ہی گوشت کھلایا جاتا ہے۔“ ۱۱

”موت کی دنیا کے گتوں یا گدھوں کے ذریعہ جیتے جی اس کی آنتیں کھنی جاتی ہیں۔ سانس

بچھو وغیرہ ڈسنے والے اور ڈنک مارنے والے جانداروں سے جسم کو اذیت پہنچائی جاتی ہے۔“

”جسم کو کلاٹ کلاٹ کر ٹکڑے ٹکڑے کیے جاتے ہیں۔ اُسے ہاتھیوں سے چروایا جاتا ہے۔

پھاڑکی چوٹیوں سے گرایا جاتا ہے یا پانی یا گڑھے میں ڈال کر بند کیا جاتا ہے۔ یہ سب سزائیں

اور اس طرح کی اندھ قہر (अन्धभय) اور رورو (रोर) نامی مفلوظ

کی اور بھی بہت سی عقوبتیں، عورت ہر یا مرد اس روح کو زندگی میں ہونے والے گناہ کے باعث

بھگتنا ہی پڑتی ہیں۔“ ۱۲

اور اب رگ وید سے ایک مثال۔

”جو گنہگار ہیں ان کے لیے یہ اتھاہ گہرائی والا مقام وجود میں آیا ہے۔“ ۱۳

اس متر کے تشریحی نوٹ میں دیدوں کے انگریزی مترجم گرنفٹھ نے لکھا ہے کہ

سائن کا چاریہ کے مطابق یہ مقام نرک یعنی دوزخ (HELL) ہے۔

آخرت، جنت اور دوزخ کی مندرجہ بالا مثالوں کو دیکھیں اور فیصلہ خود کریں۔

کہ قرآن و احادیث میں بیان کردہ اسلامی تصورات سے یہ کتنی مماثلت رکھتی ہیں ہزاروں

نفاخر وید ۳۔ ۲۴۔ ۱۱ شری مدبھاگوت پران ۳۔ ۲۰۔ ۱۵

۱۱۔ ۲۰۔ ۱۶ رگ وید ۲۔ ۲۰۔ ۱۵

سال پرانے ویدوں میں یہ بیانات جہان کے ہزاروں سال بعد اس سے ملتے جلتے انداز میں قرآن میں بیان ہوتا تھے کیا یہ ثابت نہیں کرتے کہ یہ آسمانی صحائف ہیں؟ لفظی اور معنوی تحریفات سے گزرتے ہوئے ہزاروں سال کی دھول میں کھمٹے ہوئے ان صحائف کو اگر امت کے چند ذمہ داران الشک کی آخری اور صحیح کتاب قرآن پاک کی روشنی میں صاف کر لیا اہل ان میں سے قرآن کی مدد سے ان حصوں کو نمایاں کریں جو دین اسلام کی تعلیمات ہیں اور پھر ہندو قوم کی ان کتابوں کی روشنی میں ان کو توحید رسالت اور آخرت کی دعوت دیا جائے تو کیا ان کو ان کے اصل مذہب دینِ قیم کی طرف بلانا زیادہ آسان نہ ہوگا؟

مندرجہ بالا نقل کردہ اشلوکوں اور منتروں کے ترجموں کو دیکھیے۔ کہیں بھی بار بار مختلف جہسوں میں جنم لیتے رہنے کا ذکر ملتا ہے؟ ایسا نہیں ہے کہ ہم نے آپ کے سامنے صرف ان منتروں کا ترجمہ پیش کر دیا جن میں آخرت اور جنت و دوزخ کا صحیح تصور موجود ہے بلکہ ویدوں کے کسی حصہ میں آواگون کا ذکر نہیں ہے۔ یہ سب بعد کی اختراع ہے۔ جیسا کہ پچھلے صفحات میں مختلف ہندو محققین کے پیش کردہ حوالے بھی ثابت کرتے ہیں۔

اوپر نقل کردہ وید منتروں کے ترجمے ہم نے ساتن و دھرمی ترجمے، آریہ سماجی ترجمے اور گرفتہ کے انگریزی ترجموں کو سامنے رکھ کر کیے ہیں اور اب دیکھیں پڑت درگاشنکر ستیا رتی کے چند تراجم جو انھوں نے اپنے آخرت سے متعلق مضمون میں دیئے ہیں۔

”وہ برتی کوڑے لگانے والا، شیطان کو مارنے والا، ہزاروں خونخوار اور غضبناک (انسانوں) کا شہور کمال کرنے والا اور سیکڑوں پر رحم فرمانے والا ہے۔ وہ سائبان والا ہے۔ مرنے والے کو پانچ جنم دینے والا نہیں ہے۔ اسے ہندوؤں! تم سب بکلیوں کے مالک کے ہوجاؤ“ بار بار پید ہونے کا ذکر شیطان کی طرح قدیم زمانے کے لوگوں کے ذریعہ کیا جاتا رہا۔ ۴۰ جنم ہوجاؤں کی طرح ایسا عقیدہ رکھنے والوں کو مطلوب کرو۔ مرنے والوں کی دیوی عمر کو جلاتی ہے۔

یعنی جلدی کرو زندگی کی مہلت ختم ہوتی جا رہی ہے۔ ۱۰
 وہ یوم آخر کو بھلا کر اور علم و عقل کو حقارت سے ٹھکرا کر ہمارے مقرر کردہ حد
 کو کیڑا رہے ہیں (یعنی چلا ننگ رہے ہیں)۔ ۱۱

”اپنے دل کے یہ شیریں زبان حاصل کر کے لوگ اپنے لشکر کو غم سے ہیں یعنی معرفت حاصل کر کے اپنے گمراہوں کو
ملا کر کہتے ہیں یہ بڑا دل کو فائدہ دینے والا ہے کہ ان کو ہمیشہ دامنِ علم اور ہوشیاری کی زندگی حاصل ہو یا یقینی ہے۔“

پندت دنگا شکر ستیا رتی نے اپنے مضمون میں اور نقل کردہ منتروں کے علاوہ اور بہت سے وید منتروں کا حوالہ دے کر بہت مدلل انداز میں یہ ثابت کیا ہے کہ ویدوں میں آخرت کا عقیدہ بالکل قرآنی عقیدہ کی طرح ہے جس میں یوم آخر میں جزا اور سزا کی دوسری دائمی زندگی کا ذکر ہے۔ آواگون کا ذکر یا بہت سے جنموں کا نہ صرف یہ کہ ذکر نہیں ہے بلکہ اس کی تردید کی گئی ہے اور ایسا عقیدہ دکنے والوں کو مغلوب کرنے کا حکم ہے۔

یہاں ایک اور اہم ترین قابل ذکر بات یہ ہے کہ مندرجہ بالا دینتر جن کو ہم نے پندرہ
درجہ شکر ستیارتھی کے حوالے سے نقل کیا ہے۔ انھیں ہم نے دوسرے تراجم میں دیکھنا چاہا
تو معلوم ہوا کہ سارے مترجمین نے بالکل ایک دوسرے سے مختلف ترجمے کیے ہیں جن کے
مفہوم ذرا بھی آپس میں میل نہیں کھاتے۔ یہ ہے معنوی تحریفات کی ایک اور مستند مثال۔
جب جب مترجمین نے آسمانی کلام کی اصل سے ہٹنا چاہا اور آخرت کے صحیح عقیدے کو
چھینا چاہا تو ان میں آپس میں بھی اتفاق نہ ہوا اور ان سبھی نے اپنی پسند کی تاویلات کر لیں۔

۱۰-۹۲-۱ سے رسالہ کا نکتہ، جولائی ۱۹۶۹ء میں رگ وید

२-२-१ " " " " " २१

٥ " " " " " ١-٢٢

لکھ پڑت گئی کہ ترجمہ کیے ہوئے ستر نمبر دوسروں کے ترجموں سے ملے تو ان ستروں کا ترجمہ یہی کہیں نہیں! البتہ ان ستروں میں جو منکرت کے الفاظ استعمال ہوئے ہیں ان میں اس ترجمہ کی گنجائش محسوس ہوتی ہے۔

آواگون کی اصل حقیقت | ہمیں بہت سے خطوط وصول ہوئے ہیں جن میں اس خواہش کا اظہار کیا گیا ہے کہ ہندوؤں کے

آواگون کے عقیدے پر روشنی ڈالی جائے۔ دیدوں اور ہندو محققین کے جو حوالے ہم نے پیش کیے ہیں ان سے یہ تو بالکل واضح ہے کہ اصل ہندو مذہب میں موجودہ زندگی کے بعد ہمیشہ کی دوسری زندگی ہی کا تصور تھا۔ لیکن پھر بھی ہرگز نہ کہانی، سر دیو مالا اور ہر باطل عقیدے کی کوئی نہ کوئی بنیاد ہوتی ہے۔ ہماری تحقیق کے مطابق آواگون کا عقیدہ بھی بالکل بے بنیاد نہیں ہے بلکہ متشابہات کی زبان میں بیان کردہ کچھ حقیقتوں کو قبل از وقت سمجھنے کی کوشش کرنے کی وجہ سے اصل مفہوم خبط ہو گیا اور اس آواگون کی کہانی نے جنم لے لیا۔ آواگون کی کہانی کی اصل بیک گراؤنڈ میں جو بہت سی حقیقتیں ہیں وہ علم متشابہات سے تعلق رکھتی ہیں۔ جن کا عوام کے سامنے بیان کرنا فی الوقت مناسب نہیں ہے۔ البتہ اس پہلو کی کچھ نہ کچھ وضاحت اس لیے ضروری ہے کہ باطل کو سمجھے بغیر اس پر بھروسہ دار نہیں ہو سکتا۔ لہذا اس افادیت کے پیش نظر ہم ان حقیقتوں میں سے صرف دو کو مختار کر کے حکمائی زبان میں بیان کر رہے ہیں جن کو نہ سمجھ سکنے کی وجہ سے آواگون کا عقیدہ وجود میں آیا۔

(الف) انسانی جسم میں کروڑوں کروڑوں جاندار موجود ہیں۔ ہمارے جسم میں جو خون گردش کر رہا ہے وہ بھی لاتعداد سرخ اور سفید کیڑوں (ریڈ اینڈ دہائٹ بلڈ کارپسلس) پر مشتمل ہے۔ جو غذائیں ترکاریوں، سبزیوں یا گوشت کی شکل میں کھاتے ہیں اس میں لاکھوں جاندار جرثومے (Bacteria) موجود ہوتے ہیں۔ ان جرثوموں میں بہت بڑی تعداد ترکاری یا گوشت پکانے کے بعد بھی زندہ رہتی ہے جو دودھ، انڈا، شہد یا دوسری غذا میں ہم کھاتے ہیں اس کی بھی یہی شکل ہے۔ حد یہ ہے کہ سادہ پانی پیے کی شکل میں بھی ہم روزانہ لاکھوں کروڑوں جانداروں کو اپنے جسم میں داخل کرتے ہیں۔ یہ تمام غذائیں

انسانی جسم کے کارخانے میں داخل ہو کر مختلف تبدیلیوں کے عمل (Processes) سے گذر کر خون بنتی ہیں یا انسوز، پیشاب، پاخانہ و دیگر فضلات کی شکل میں خارج ہو جاتی ہیں۔ باپ کی پیٹھ میں جو زندگی کے کیڑے (جرثومہ حیات) اکٹھا ہوتے ہیں ان میں سے کوئی ایسا بھی ہوتا ہے جو ماں کے پیٹ میں داخل ہو کر نشوونما پا کر ایک نئی انسانی جان کی شکل اختیار کرتا ہے جو جرثومے (جاندار کیڑے) ہمارے انسوزوں، پیشاب، پاخانے اور دیگر فضلات کے ذریعہ جسم سے خارج ہوتے ہیں وہ کہیں کھاد میں شامل ہو کر مختلف پیڑ پودوں کے جسم میں پہنچ جاتے ہیں جہاں سے کہیں وہ چوپایوں کی غذا کی شکل میں ان کے پیٹ میں پہنچتے ہیں۔ ان میں ایسے جرثومہ حیات (زندگی کے کیڑے) بھی ہوتے ہیں جو چوپایوں کے بچوں کی شکل میں ظاہر ہوتے ہیں۔ پھر اُن جانوروں کے فضلات کی شکل میں بھی یہ جرثومے خارج ہوتے ہیں۔ کہیں چونٹیاں مکھیاں کیڑوں مکوڑوں کی غذا کی شکل میں اُن کے جسموں میں داخل ہوتے ہیں۔ بہت سے جانور بہت سے دوسرے جانوروں کو کھاتے ہیں۔ مثلاً درندے جب چوپایوں کو کھاتے ہیں تو یہ جرثومے ان کے جسم میں منتقل ہوتے ہیں۔ کچھ اُن کے بچوں کی شکل میں خارج ہوتے ہیں اور کچھ فضلات کے ساتھ خارج ہو کر زمین میں مل کر پھر پیڑ پودوں میں پہنچتے ہیں۔ ان کے ذریعہ پھر کسی اور جگہ کسی اور انسان کی غذا کی شکل میں اس کے جسم میں منتقل ہوتے ہیں۔ اس طرح یہ ایک لامتناہی زخم ہونے والا سلسلہ حیات ہے جو قیامت تک جاری رہے گا۔ جرثومہ حیات مختلف شکلوں، جسموں سے گزرتے اور سفر کرتے رہتے ہیں۔ اور عرصہ ہر اسٹیج پر لاکھوں جرثومہ حیات زندگی کے کیڑوں میں سے صرف ایک کسی انسان، جانور یا پیڑ پودے کی شکل میں اپنی منزل پر پہنچ جاتا ہے جہاں اس کا سفر ختم ہوتا ہے۔ باقی جرثومے اس انسان، جانور یا پیڑ پودے کے جسم سے گذرتے ہوئے کسی اور جسم کی طرف منتقل ہونے کا اپنا عمل جاری رکھتے ہیں جب تک کہ ان کی منزل نہ آجائے۔ یوں سمجھیے کہ ایک انسان کی پیٹھ سے صرف ایک جرثومہ حیات رحم مادر میں داخل ہو کر بچے کی شکل میں ظاہر ہوا۔ یہ جرثومہ اپنی منزل کو پہنچ چکا لیکن اسی انسان کے جسم سے خارج ہونے والے دیگر لاکھوں مکوڑوں جرثومے

مختلف مقامات پر مختلف شکلوں میں نمودار ہونا ہیں۔ اس کے فضلات کے ذریعہ زمین میں مل کر ایک پیر میں بہت سے جاندار جرثوے پہنچے۔ اب ان میں سے صرف ایک کی منزل آئی جو اس پودے کی شکل میں ظاہر ہوئی۔ باقی سب جرثوے جو اس پودے کی پتیوں اور رگوں میں مختلف شکلوں میں موجود ہیں ان کی منزل ابھی نہیں آئی۔ وہ کسی بکرے کی غذا بنتے ہیں۔ اب بکرے کے جسم داخل ہو کر والے زندہ جانداروں میں سے صرف ایک کی منزل آئی جو کسی بکری کے جسم میں داخل ہو کر اس کے بچے کی شکل میں ظاہر ہوا۔ باقی جاندار بکرے کو کھالینے والے کسی اور جاندار کے جسم میں داخل ہو گئے۔ یہاں بھی صرف ایک کی منزل آئی باقی بچہ کہیں اور منتقل ہوئے۔ بکری کے دودھ پینے والے انسانوں کے جسم میں بھی داخل ہونے والے جرثووں میں سے چند کی منزل آئی اور دیگر کہیں اور ان انسانوں کے فضلات کی شکل میں منتقل ہو گئے۔ اس طرح یہ سلسلہ چلتا رہتا ہے یہ ہے آواگون کی ایک حقیقت۔ جیسے ہم کسی جگہ سفر کرنے کے لیے مختلف سواریاں بدلتے ہیں: رکشا، ٹرین اور ٹیکسی سے گزرتے ہوئے اپنی منزل پر پہنچتے ہیں اور ان سواریوں میں سے کوئی بھی ہماری منزل نہیں ہوتی۔ اسی طرح مختلف جاندار مختلف سواریوں (رجانوں) میں سے گزرتے ہوئے اپنی آخری منزل پر پہنچتے ہیں۔ پچھلی سب اس کی سواریاں [Carriers] تھیں۔ ان جرثوؤں، جانداروں کا مختلف پودوں، جانوروں، شیر، بھیڑیے، کتے، سوراگائے، بکری اور انسانوں کی شکل میں نمودار ہونا یا ان کے جسموں سے گزرنا، آواگون ہے۔ کوئی جرثوہ لاکھوں جسموں سے گزر کر اپنی منزل پا کر کسی شکل میں نمودار ہوتا ہے اور نہ جانے کتنوں نے آج تک اپنی منزل نہیں پائی۔

اللہ کا قائم کردہ نظام حیات ایسا ہے جس کی بار بکریوں پر جتنا غور کریں عقل کی حیرانی برحق جاتی ہے۔ اور قرآنی تنبیہات کی آواز کانوں میں گونجتی ہے۔ کیا پھر تم غور نہیں تھے؟ کیا پھر تم تفکر نہیں کرتے؟ کیا پھر تم تدبیر نہیں کرتے؟ کیا پھر تم شعور نہیں رکھتے؟ کیا پھر تم بصیرت نہیں رکھتے؟ کیا پھر تم ذکر نہیں کرتے؟

جب مدد کائنات کے نظم و حکمت کے مطابق ایک انسان کی شکل میں ایک جرثوہ حیات

نے اپنی منزل پالی تو اس کا سفر ختم ہوا۔ اب اس انسان کو ایک حقیقی کے بتائے ہوئے راستے کے مطابق زندگی گزارنی ہے۔ اس کی موت کے بعد اس کی اگلی زندگی میں اس کی دائمی جزا دے گا۔ اس کو کسی اور جاندار کی شکل میں اس دنیا میں جنم نہیں لینا ہے۔ البتہ اس انسان کے جسم سے جو دوسرے جاندار گزر رہے ہیں اور جن کا سفر ابھی ختم نہیں ہوا ہے وہ اپنی منزل کی جانب رواں دواں ہیں۔ اس مثال کو رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی مندرجہ ذیل حدیث سے سمجھیں۔

”حضرت ابو ہریرہؓ کہتے ہیں کہ رسول کریمؐ نے فرمایا۔ ”مجھ کو یکے بعد دیگرے ہر قرن کے بنی آدم کے بہترین طبقوں میں منتقل کیا جاتا رہا۔ یہاں تک کہ میں اس موجودہ قرن میں پیدا کیا گیا یعنی حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا جرثومہ حیات حضرت آدمؑ سے لے کر آپؐ کی پیدائش مبارک تک ہر دور کے افضل ترین انسانی جسموں سے گذرنا ہوا بالآخر آپؐ کے جسم اطہر کی شکل میں ظہور پذیر ہوا“

لفظ جرثومہ حیات (زندگی کے کیرے) ہماری اپنی مقرر کردہ اصطلاح ہے۔ اس کی کوئی سائنسی اصل نہیں ہے۔ لیکن یہ واضح رہے کہ سائنس کا نظریہ ارتقار (THEORY OF EVOLUTION) اور چننائی نظریہ (GENETIC THEORY) دونوں ابھی نامکمل ہیں۔ اور خود سائنس ان کے نظریہ یا تصنیوی ہونے کو تسلیم کرتی ہے۔ پچھلے صفحات میں ہم نے جو کچھ بیان کیا ہے اس کی بنیاد مندرجہ ذیل احادیث ہیں:

”ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ مقام نعمان میں بروز عرفہ روحوں سے وعدہ لیا گیا تھا اور آدمؑ کی صلب سے نکال کر ذروں کی طرح پھیلا دیا گیا تھا اور ان سے یوں گٹنگو ہوئی تھی بنا دیکھا میں تمہارا رب نہیں ہا سب روحیں کہنے لگیں۔ کیوں نہیں ضرور۔“ سہ

”حضرت عطاءؓ فرماتے ہیں۔ میثاق کے وقت روحیں حضرت آدمؑ کی پشت سے نکال گئی تھیں۔ پھر پشت میں لٹا دی گئیں۔ ضحاکؓ فرماتے ہیں کہ اللہ نے جس دن حضرت آدمؑ کو پیدا

سہ بخاری ج ۱۰ مشکوٰۃ۔ باب سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم۔
سہ بخاری تفسیر ابن کثیر (مستدرج مطبوعہ اعتقاد پیشک اورس۔ دہلی) جلد دوم ص ۴۴

کیا۔ اسی دن اُن کی پشت سے قیامت تک کی دنیا میں تمام آنے والی رو میں چینیوٹیوں کی طرح نکال کر ان سے اپنی رُبوبیت کا اقرار لے لیا تھا اور فرشتے گواہ بن گئے تھے۔ ۷۔
مندرجہ بالا حدیث مختلف طریق سے مختلف اسناد کے ساتھ بیان ہوئی ہے۔ ان احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ قیامت تک آنے والی تمام زندگیاں باریک کیڑوں کی شکل میں حضرت آدمؑ کی پشت میں موجود تھیں۔ جسے ان حدیثوں میں ڈنڈوں کی طرح، یا چینیوٹیوں کی طرح جیسے الفاظ میں سمجھایا گیا ہے۔ اسی کا نام ہم نے اپنی اصطلاح میں مجرثوہ حیات رکھا ہے۔ ان جرثوموں کے مختلف طبقات سے گزرنے کا ذکر جس حدیث میں بیان ہوا ہے وہ پہلے نقل کی جا چکی ہے۔ پھر دیکھ لیجئے۔

حضرت ابو ہریرہؓ کہتے ہیں کہ رسولِ کریمؐ نے فرمایا۔ مجھ کو یکے بعد دیگرے ہر قرن میں بنی آدم کے بہترین طبقات میں منتقل کیا جاتا رہا ہے یہاں تک کہ میں موجودہ قرن میں پیدا کیا گیا۔ اس حدیث میں بنی آدم کے الفاظ استعمال ہونے سے یہ سمجھ میں آتا ہے کہ رسول اللہؐ کو بنی آدم کے بہترین طبقات میں منتقل کیا جاتا رہا لیکن یہاں یہ اشارہ موجود ہے کہ دیگر زندگیاں بنی آدم کے بچاؤ دوسرے طبقات میں بھی منتقل ہوتی رہی ہوں گی۔ واللہ اعلم بالصواب۔

آج کے سائنسی دور سے پہلے اس تشابہاتی علم کی حقیقت کھلنے کا انجام آداگون کے عقیدے کی شکل میں ظاہر ہوا۔ ہر آسمانی کتاب میں دو علوم رکھے گئے تھے۔ ایک حکمت کا اور دوسرا تشابہات کا۔ تشابہات کا علم کسی اور دور کے لیے تھا۔ اس وقت اسے کھولنے کی اجازت نہیں تھی۔ رسولِ آخر الزماں حضرت محمدؐ کے جسمانی دورِ مبارک کے چودہ سو سال بعد۔ حادثہ کعبہ کے بعد وہ دوسرا دور شروع ہوئے والا تھا۔ جس میں تشابہات کے علم کی حقیقتوں کو بتدریج کھلنا تھا۔ اس دوسرے دور کو ہم نے کیسے متعین کر لیا۔ اس کے ثبوت ہم قرآن و حدیث کی روشنی میں انشاء اللہ آئندہ کسی موقع پر پیش کریں گے۔ فی الحال صرف اتنا سمجھ لیں کہ انسانی

سے روحوں سے لیے خواہش کو کیجئے۔ صفحہ ۱۵۳۔ ترجمہ کتاب الروح مصنف علامہ حافظ ابن قیمؒ۔

ترجمہ از مولانا غائب معانی۔ مطبوعہ مکتبۃ الخلاص۔ دیوبند۔

عقل و شعور جب تک ساختی دور آجانے کے بعد پختہ نہیں ہوا اُس وقت تک متشابہات کے علم کو کھولنے کی کوششیں آواگون کے عقیدے جیسی گمراہیوں کی شکل میں برآمد ہوئیں۔ اسلام سے قبل دنیا کے تمام دیگر مذاہب کے بگاڑ اور ان کی دیوالاؤں کے پیچھے یہی حقیقت کا فرما تھی کہ انھوں نے علم متشابہات کو قبل از وقت کھولنے کی کوشش کی تھی۔

آواگون کے پیچھے ایک اور حقیقت | آواگون کے بگڑے ہوئے عقیدے کے پس پشت جو اصل حقیقتیں پوشیدہ

تھیں اور جن کو نہ سمجھ سکنے کے باعث یہ گمراہ کن عقیدہ وجود میں آیا ان میں سے ایک حقیقت کی تفصیل ہم نے اوپر بیان کی اب آواگون کی اصل بنیادوں میں ایک اور پوشیدہ حقیقت ہم بیان کرتے ہیں۔ اور پھر آپ غور فرمائیں کہ کس طرح صاف ستھرے عقائد کج میں نہ آسکنے کے باعث گمراہیوں میں تبدیل ہو جاتے ہیں۔ چند حوالے ہم ذیل میں پیش کر رہے ہیں جن سے انشاء اللہ صحیح وضاحت ہو جائے گی۔

• نتائج دھرم کی تمثیل زبان کے بارے میں رنگ وید نے ہمیں پہلے ہی آگاہ کیا تھا کہ میں حمد کے پیرائے میں واقعات کو تمثیل میں بیان کرتا ہوں۔

• کلمہ مہانتی اور کپشٹھل وغیرہ وید کی شافوں میں ایک سو ایک موتوں کا ذکر ہے۔ ان میں حواس کی موت، جہالت کی شکل میں موت، بیماریاں، غم کے ذریعہ صبر کی موت اور شہوانیت دفعہ وغیرہ موتیں ہیں۔ ان سب کا علاج ہے۔

• ویدوں کا علم حاصل نہ کرنے سے عمل چھوڑ دینے سے، کاہلی سے، حرام مال کھانے سے برہمن کی موت واقع ہو جاتی ہے۔

• مکمل ہوئی بات ہے کہ بیماریاں ہوا گناہ، جہالت ہوا کاہلی، ان سے آدمی کی حقیقی

۱۹۰۸-۲۱ء ہندو مالدارگ دیپ پری ۱۹۰۸ء

۱۹۱۱ء کیان گورکھ پور۔ پروک پنر جنم ایک۔ جنوری ۱۹۱۱ء

۱۹۱۱ء مہتر باوگیاں I۔ پنڈت شرکھام شرما پورہ

موت نہیں ہوتی لیکن پیاری اُس کے مثالی محبت منہ جسم کی موت یقیناً ہے اور مہنا اُس کے مثالی انسانی اخلاق کی موت ہے۔ اُس کی روحانی موت ہے۔ جہالت و ماضی سمجھ بوجھ اور ہوش و حواس کی موت ہے اور سستی و کاہلی اُس کی قوت عمل کی موت ہے یہ سب روحانی موتیں ہیں، لیکن علاج مجسم و بدن کو سچا علم و مدخل کو اور توبہ اُس کی روح کو اسی دنیا میں دوسری زندگی و پھر جہنم عطا کر سکتے ہیں۔

مہنا کے ذریعہ اندر ہی اندر کس طرح ہماری انسانیت بار بار مر رہی ہے اور آتما (روح) حیوان بند ہی ہے۔ ایک آدمی جیسے ہی لاپٹ اور اپنی قوم میں لوٹ کھسوٹ کا جرم کرتا ہے خدا کی نظر میں گناہ اس کی روح کو کتے کا روپ دے دیتا ہے۔ جیسے ہی اسی دنیا میں کیونکہ کتا ان عیوب کا مظہر ہے۔ شرمناک شہوانیت گو یا روح کو اس جرم کی علامت سوز جیسا بناتی ہے۔ حماقت گدھے جیسا، شیطنیت سانپ جیسا، تکلیف دینے کی فطرت بچھو جیسا وغیرہ وغیرہ لیکن آتما کی یہ تبدیلی خدا کی طرف سے آخری سزا نہیں ہوتی۔ وہ تو پر لوک (آخرت) میں بدکاروں پر لگنا ہوں کے جرم پوری طرح ثابت کرنے کے بعد دے گا۔

یہ تھی آواگون کے پس منظر میں ایک اور حقیقت۔ ویدوں میں توصات صاف صرف ایک بار دوسری دائمی زندگی کا ہی بیان ہے۔ جیسا کہ ہم پہلے صفحات میں ہندو محققین اور ویدوں کے حوالے پیش کر کے بتا چکے ہیں لیکن وید کی کچھ شاخوں میں سیکڑوں موتوں کا ذکر ملتا ہے۔ اس دنیا کے اسی جسم میں بار بار روحانی طور پر مر کر مختلف حیوانی فطرتوں کا اختیار کرنا گویا ویسا حیوان بن جانے کے مترادف ہے۔ یہ حقیقت نہ سمجھ سکنے کے باعث اسی دنیا میں بار بار جسمانی موت مر کر طرح طرح کے جانوروں کا روپ دھارنے کا عقیدہ آواگون بن گیا۔ یہ ایک مثالی ہے کہ کس طرح اصل کتابوں کی اصل تعلیمات کی طرف متوجہ کر کے گڑھے ہوئے اور گمراہ کن عقائد کے ماننے والوں کو صاف ستھرے عقائد پر لایا جاسکتا ہے۔

نہدی رسالہ مارگ دیپ۔ اپریل ۱۹۷۷ء

۱۔ ۲۔ ۳۔ ۴۔ ۵۔ ۶۔ ۷۔ ۸۔ ۹۔ ۱۰۔ ۱۱۔ ۱۲۔ ۱۳۔ ۱۴۔ ۱۵۔ ۱۶۔ ۱۷۔ ۱۸۔ ۱۹۔ ۲۰۔ ۲۱۔ ۲۲۔ ۲۳۔ ۲۴۔ ۲۵۔ ۲۶۔ ۲۷۔ ۲۸۔ ۲۹۔ ۳۰۔ ۳۱۔ ۳۲۔ ۳۳۔ ۳۴۔ ۳۵۔ ۳۶۔ ۳۷۔ ۳۸۔ ۳۹۔ ۴۰۔ ۴۱۔ ۴۲۔ ۴۳۔ ۴۴۔ ۴۵۔ ۴۶۔ ۴۷۔ ۴۸۔ ۴۹۔ ۵۰۔ ۵۱۔ ۵۲۔ ۵۳۔ ۵۴۔ ۵۵۔ ۵۶۔ ۵۷۔ ۵۸۔ ۵۹۔ ۶۰۔ ۶۱۔ ۶۲۔ ۶۳۔ ۶۴۔ ۶۵۔ ۶۶۔ ۶۷۔ ۶۸۔ ۶۹۔ ۷۰۔ ۷۱۔ ۷۲۔ ۷۳۔ ۷۴۔ ۷۵۔ ۷۶۔ ۷۷۔ ۷۸۔ ۷۹۔ ۸۰۔ ۸۱۔ ۸۲۔ ۸۳۔ ۸۴۔ ۸۵۔ ۸۶۔ ۸۷۔ ۸۸۔ ۸۹۔ ۹۰۔ ۹۱۔ ۹۲۔ ۹۳۔ ۹۴۔ ۹۵۔ ۹۶۔ ۹۷۔ ۹۸۔ ۹۹۔ ۱۰۰۔

جَوئے کی ممانعت :- جو اکھینے والے شخص کی سانس اسے کوستی ہے اور اس کی بیوی بھی اسے چور ڈیوتی ہے۔ جاری کو کوئی ایک بھولی گڑیا بھی اُدھار نہیں دیتا۔ ۱۷

اس کے بعد گٹا ماتیسرے منتر سے تیرہویں منتر تک جَوئے کے ذال اور مساجی نقصانات مٹا کر تیرہویں منتر میں کہا گیا۔-----

لے جاری جا کھینا چھوڑ کر کہتی کر۔ اس میں جو نفع ہوا اس میں مطمئن رہو۔
شراب کی ممانعت۔ شراب پینے کے بعد اس کا نشہ شراب پینے والے کے دل
 میں اپنی جگہ بنانے کے لیے جنگ کرتا ہے۔

دلے خدا یا صفت نہ کرنے والے انسان شراب پیا کر بدست پہ جاتے ہیں اور وہ
معیس تکلیف پہنچانے کی طرقت مائل ہوتے ہیں اس لیے تم ایسے لوگوں کو دولت ہرنے پر بھی
انسان سارا نہیں دیتے ۷۷

مسودہ کی شکایت بر۔ و زیادہ دمن حاصل کرنے کی امید سے دمن ادا دینے

والدین کے دھن کوڑا لےنا شروع کر دیا۔ تم جہنم لیتے ہو۔
 شادی کے رسومات میں آسانی کا حکم ہے۔ جن راستوں سے ہمارے
 دوست رشتے دار لوگوں کے والد کے پاس پہنچتے ہیں، ان راستوں کو کانٹوں سے

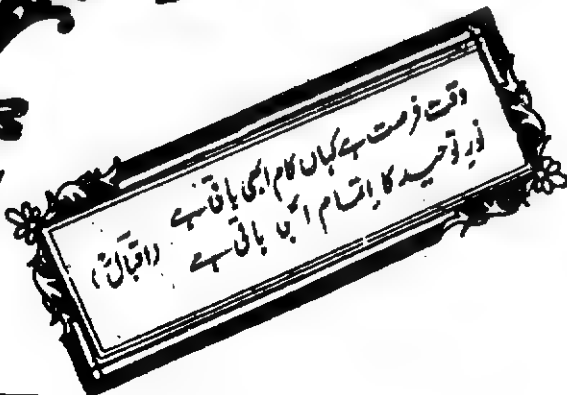
۱۲-۲-۸ سے لگ ویر ۱۳-۲۲-۱۰ سے لگ ویر ۱۴-۲۲-۱۰ سے لگ ویر
۱۴-۵۳-۳۰ سے لگ ویر ۱۴-۲۱-۸ سے لگ ویر

صاف اور آسان کرو۔ ۱۷

مرد کو عورتوں کے کپڑے پہننے کی ممانعت :- "اگر شوہر بیوی کے کپڑے پہنے تو اس پر جادوئی طاقتوں کا عذاب ہوتا ہے۔" ۱۸

عورت کی گھریلو زندگی کا حکم :- "وہاں تم سب سے اچھی گھر والی بنو اور شوہر کے گھر میں رہتے ہوئے گھر کے ملازمین پر راج کرو۔ لے عورت شوہر کے گھر میں ماں بن کر نہ گھبراؤ۔ شوہر سے محبت کے رشتے قائم کرو اور بڑھاپے کی عمر تک اپنے گھر میں راج کرو۔" ۱۹

عورت کی حیا کے احکامات :- "چونکہ برہمن نے تمہیں عورت بنایا ہے اس لیے نظریں نیچی رکھو اور پر نہیں۔ اپنے پیروں کو سیٹھ ہوئے رکھو۔ ایسا لباس پہنو کہ کوئی تمہارا جسم دیکھ نہ سکے۔" ۲۰



۲۱ رگ دید ۱۰ - ۸۵ - ۳۰

۲۲ رگ دید ۱۰ - ۸۵ - ۲۳

۲۳ رگ دید ۱۰ - ۸۵ - ۱۹

۲۴ رگ دید ۱۰ - ۸۵ - ۲۵

احادیث اور پُران پیشینگوئیوں کی یکسانیت

مختلف پُرانوں میں الگ (موجودہ دور) کے خاتمے کے قریب دنیا میں پھیلی براہیوں کی تفصیلات بیان کی گئی ہیں ہم ذیل میں ہری و نش پُران اور وشنو پُران کے کچھ حصے نقل کر کے حدیثوں میں آخری زمانے کے صحت کی پیشین گوئیوں سے اس کا تقابل پیش کر رہے ہیں،

ہری و نش پُران اور وشنو پُران

غیر ضروری ہونے پر بھی لوگ جھوٹے دے کر دیں گے اور تمہیں کھائیں گے۔

احادیث

حضرت جابرؓ کہتے ہیں کہ رسول کریمؐ کو یہ فرماتے سنا کہ قیامت آنے سے پہلے جھوٹوں کی پیدائش بڑھ جائے گی لہذا ان سے بچ رہنا۔

(مسلم)
حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ آپؐ نے فرمایا جب امانت تکف کی جائے گی تو قیامت کا انتظار کرنا۔ سوال ہوا امانت کیسے تکف ہوگی؟ فرمایا جب حکومت اور سلطنت کا لام نہالی لوگوں کے سپرد ہو جائے تو قیامت کا انتظار کرنا۔

(بخاری)

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اکرمؐ نے فرمایا جب مالِ قیمتی کو دولت قرار دیا

الگ میں رہا اپنی عورتوں کے غلام بن کر رہا یا کی حفاظت سے بے پرواہ ہو جائیں گے، بہادروں کا تخت و تاج پر حق نہیں رہے گا۔ حکومت کرنے والے کینوں کا طرز زندگی اپنائیں گے۔ دنیا کے بھی لوگوں میں چوری کے رجحان میں اضافہ ہوگا۔ ایک دوسرے کا مال ہڑپ کر کے امیر بننا چاہیں گے۔ بچی فطرت والے ہی نہیں اونچے کھانے والے بھی قرض لے کر ہڑپ کر جائیں گے

اس وقت دولت کی ہی پوجا ہوگی۔
شریف بے وقعت بچے جائیں گے اور کھینوں کو
کوئی ملامت نہیں کرے گا۔

اس یک کے آخر میں یہی ملامت نظر آئی
مے عالم و حرم کو بیچنے والے ہو جائیں گے خواص
اور عام دونوں مذہب کی آڑ میں بے راہ روی
اپنائیں گے۔ سیلک میں عالم اپنی عبادتوں کا
سود اکر لیں گے۔ عورتیں اپنی خوب صورتی
کو بیچنے لگیں گی۔ پوری زمین بدکار عورتوں
سے بھر جائے گی۔ عورتیں غریب شوہر کو
چھوڑ کر دولت سے ہی شادی کریں گی۔
جنسی بے راہ روی کی یہ حالت ہوگی کہ پانچ
یا سات سال کی لڑکی اور آٹھ یا دس سال
کے لڑکوں کی اولادیں ہونے لگیں گی۔ بیخ
لوگ شراب کباب چھوڑنے کا بیان کر کے
صاحب رائے اور صاحب نظر کہلائیں گے
لیکن دراصل وہیوں کے خلاف زندگی
گزاریں گے۔ عورتوں کی تعداد مردوں
سے زیادہ ہو جائے گی۔

جائے گے۔ جب مرد بڑی کی اطاعت کرنے
گے۔ جب قوم و جماعت کے سربراہ اس
قوم و جماعت کے کہیں شخص ہونے لگیں۔
اور جب آدمی کی تعظیم اس کے شر اور نقص کے
ڈر سے کی جانے لگے۔

(ترجمہ)
حضرت انسؓ کہتے ہیں کہ میں نے رسول
کریمؐ کو یہ فرماتے سنا ہے کہ بلا شرعی قیامت کی
علامتوں میں سے یہ ہے کہ ظلم اٹھایا جائے گا
جہالت کی زیادتی ہو جائے گی۔ زنا کثرت
سے ہونے لگے گا۔ شراب بہت پی جائے
گی۔ مردوں کی تعداد کم ہو جائے گی عورتوں
کی تعداد بڑھ جائے گی یہاں تک کہ پچاس
عورتوں کی خبر گیری کرنے والا ایک مرد
ہو گا۔

(متفق علیہ)

ہری پوش بران اور وشمو پراں کے یہ مضامین ہم نے ان دونوں پرائوں میں
چندتشری رام شوا کی بھی ہوتی ہے جو سیکار پش افشا سے لیے ہیں۔

نوش



ویدک دھرم میں کعبہ کی حقیقت

احمد کا ذکر ہو، محمد کا ذکر ہو، آخری علم (قرآن) کا ذکر ہو اور کعبہ کا ذکر نہ ہو۔ یہ کیسے ممکن ہے؟ ہم پہلے بھی بتا چکے ہیں کہ ہندو قوم کا کعبہ سے بہت گہرا تعلق ہے۔ ان کی مختلف طوائف و عبادات اسی کا منظر ہیں۔ علامتیں باقی رہ گئی ہیں۔ اصل کعبہ کو یہ بھول گئے۔ ان کے تمام پرانے اہم منادر کا قبلا رخ تغیر ہونا جس کی وجہ انہیں نہیں معلوم) اس کا ایک بہت بڑا ثبوت ہے ویدوں اور پرانوں میں کعبہ کے لیے بہت سے الگ الگ نام ہیں۔ آج بھی بہت سے ہندو خواص اس حقیقت سے واقف ہیں لیکن عوام لاعلم ہیں۔ ویدوں کے منتروں کے ترجموں کی حالت ایسی ہے کہ ان ترجموں کی مدد سے کعبہ کے بیانات ویدوں میں ثابت کرنا قریب قریب ناممکن ہے۔ اس کے علاوہ ویدوں میں حقیقت کعبہ بہت طویل اور عجیبہ موضوع ہے جس کا حق باقاعدہ ایک پوری کتاب سے ہی ادا ہو سکتا ہے۔ بہر حال کعبہ کے لیے ویدوں اور پرانوں میں جو الفاظ استعمال ہوئے ہیں ان کا تجزیہ ہم ذیل میں پیش کر رہے ہیں جس سے کم از کم یہ ثابت ہو سکے کہ کعبہ کے بیانات مختلف ناموں سے ہندو مذہبی کتب میں بکثرت موجود ہیں کعبہ کو ویدوں اور پرانوں میں جن ناموں سے پکارا گیا ہے وہ یہ ہیں۔

इलायास्पद

नाभी कसल

दरु काबन

الاشید

پیشی کل

دارو کا بن

इलास्पद

नाभा प्रथिन्य

अदि प्रबुध तीर्थ

मन्ते श्वर

الاشید

نا بھا پر تھینیا

آدی پربھو تیرتھ

منکشی شورو

یہ تمام نام ویدوں اور پراڑوں میں ایسے عظیم ترین تیرتھ و مقدس مقام کے لیے استعمال ہوئے ہیں جس کا محل وقوع معلوم نہیں ہے۔ جی نہیں ایسا نہیں ہے کہ ہزاروں سال قدیم یا قبل از تاریخ ہونے کی وجہ سے اس کا مقام علم میں نہیں رہا۔ ہندو کتب میں بیان کردہ دیگر تمام مقامات اور شخصیات کہ اپنا نیت اور عقیدت کے جذبے کے تحت ہندوستان سے منسوب کر دیا جاتا ہے۔ چاہے ان کی کوئی تاریخی حیثیت نہ ہو۔

شری رام اور شری کرشن کی کوئی تاریخی سند نہیں ہے اس کے کوئی تاریخی ثبوت نہیں ہیں کہ شری رام کا تعلق موجودہ اودھیا سے تھا اور شری کرشن کی جلنے پیدائش موجودہ تھراہتی لیکن ان شخصیات سے ہندو لوگ واقعی تہذیب و ثقافت کے بانی اور اودھیا اور تھراہتی کی جلنے پیدائش قرار دے دیا گیا۔ پھر اب ایسا کیوں ہے کہ ویدوں اور پراڑوں میں بیان کردہ یہ عظیم ترین تیرتھ ہندوستان میں کہیں نہیں تصور کیے جاسکتے؟ اس کا محل وقوع نامعلوم کیوں قرار دیا جاتا ہے۔ آئیے اس تیرتھ کے ان سارے ناموں پر غور کریں۔

الاسپند (इलास्पद) 'ایل'۔ 'ایلیا'۔ 'الا'۔ 'الایا'۔ حسب الفاظ معبود کے معنوں میں سنسکرت زبان اور ویدوں میں استعمال ہوتے ہیں۔ اس کا ذکر ہم باب نمبر میں کر چکے ہیں۔ 'س' (स) یہاں زائد ہے اور 'پد' (पद) کے معنی ہیں مقام۔ اس طرح 'الاسپند' کے لفظی معنی ہوئے 'مقام الا'۔ سر مونیر ولیم [Sir M. Monier Williams] کی سنسکرت انگلش ڈکشنری میں اس لفظ 'الاسپند' کے آگے لکھا ہے۔ 'Name of Tirth'۔ یعنی یہ ایک تیرتھ کا نام ہے ویدوں کے انگریزی مترجم گرتھ نے اس کا ترجمہ 'Ila's Place' کیا ہے یعنی 'الاشد کا مقام'۔ انھوں نے 'الا' کسی دیوتا کا نام تصور کیا ہے۔

الایاسپند (इलायास्पद) یہ لفظ 'الاسپند' کا ہم معنی ہے پندت شری رام شرما آچاریہ نے ویدوں کے اپنے ہندی ترجمے میں اس کا ترجمہ 'पृथ्वी का पवित्र स्थान' کیا ہے یعنی زمین کا مقدس مقام۔

ناجھا پر تھیویا (नाभा पृथिव्या) | ناجھ کے معنی ہیں ناف اور پرتھوی

کے معنی زمین۔ اس طرح ناجھا پر تھیویا کا مطلب ہوا، 'آمنہ زمین'، تمام مسلمان اس حقیقت سے اپنی طرح واقف ہیں کہ کعبہ کو ناف زمین کہا جاتا ہے۔ اب ایک وید منتر دیکھیے۔ جہاں یہ الفاظ استعمال ہوئے ہیں:

इलायास्त्वा पदे वयं नाभा पृथिव्या अधि

ترجمہ: ہمارا مقام اللہ ناف زمین پر ہے۔

اب بتائیے! آیا سپد کون سا متبرک مقام ہے؟ ویدوں کی اس تعریف کے بعد کیا کوئی

شک باقی رہ جاتا ہے؟

یہ منتر دگ وید کے ۲-۲۹ سطر کا چوتھا منتر ہے اس کے آگے کے تمام منتروں کا ترجمہ دینا

یہاں طوالت کا باعث ہو جائے گا لیکن اسی سلسلہ میں گیارھویں منتر کا ترجمہ اس کو بالکل واضح کر دیتا ہے کہ یہ کعبہ ہی کا بیان تھا۔ کیوں کہ گیارھواں منتر رسول اکرمؐ سے متعلق ہے۔ دگ وید ۲-۲۹ میں کہا گیا ہے کہ:

جب اگنی (احمد) جسمانی شکل میں ظاہر ہوتے ہیں تب وہ آسٹر (بعد میں آنے والے)

اور نراشٹس (محمدؐ) کہلاتے ہیں؟

آئیے اب باقی آئمہ الفاظ پر غور کریں۔

پہم پان میں کہا گیا ہے یہ وہ تیرتھ ہے جہاں

سے سرشٹی (सृष्टि) یعنی مخلوق

ناجھی کمل (नाभि कमल)

کی پیدائش کا آغاز ہوا۔

قرآن شریف میں ہے کہ پہلا گھر بنی نوع انسان کے لیے بنایا گیا مکہ میں ہے۔ لے اور

تخلیق کائنات کے مرحلوں میں کعبہ کی پیدائش کے بارے میں ہیں حدیث سے معلوم ہوتا ہے:

حضرت عبداللہ بن عمرؓ۔ مجاہدؓ۔ قتادہؓ اور سدیؓ نے فرمایا کہ آسمان و زمین کی

پیدائش کے زمانے میں پانی کی سطح سے سب سے اول کعبہ کا مقام نمودار ہوا: شروع میں یہ سفید

جنگ تھے جو بھگد ہو گئے تھے۔ پھر اس کے بعد زمین اس کے چمچے سے پھیلانی گئی۔ ۱۔
 نامی کمل کی ناسجا پر تھیویا سے لفظی مناسبت پر غور کیجئے اور پدم پران میں دی
 گئی اس کی تعریف پر غور کیجئے کیا یہ کعبہ کے سوا کچھ اور ہو سکتا ہے؟

ہری ونش پران (हरिवंश पुराण) میں نامی کمل کا بیان دیکھئے۔ جلاک
 یہاں کچھ دیوالائی رنگ آگیا ہے۔ لیکن حقیقت کو آپ اس قصہ میں سے برآسانی نکال سکیں
 گئے۔

”بھگوان نے مخلوق کو پیدا کرنے کے ارادے سے اس کمل کو بنا کر اس کا دوسرا سب سے
 بڑے عبادت گزار تمام جانداروں کے خالق برہما کی کو مقرب کر دیا۔ اس میں پوری زمین کی صفات
 پائی جاتی تھیں۔ اس برہما کی کا تحت زمین ہی تھی۔ اس زمین کے دم سے نکلنے والی
 کو نپلیں پہاڑوں میں تبدیل ہوئیں۔ ان پہاڑوں کا درمیانی حصہ ہی جمبودیپ (जम्बूद्वीप)
 ہے۔ اسے بڑی عبادتوں کا مرکز اور محل کرنے کی زمین اس نامی کمل کی جو چنگر دیاں ہیں ان میں
 ہی زمین کے اندرونی حصے کے پہاڑ اودد جاتی ہیں۔ ایسا مقام ہے جسے بھنا
 بے حد مشکل ہے جو غیر آریہ قوم سے بھر رہا ہے۔ کمل کے نیچے شیطانوں کے لیے پاتال۔ اس کے سب
 نیچے لک (ردھخ) نامی کمل کے چاروں طرف جو کیسے تھے انہی کو ایکٹا کا مرکز کہا جاتا ہے۔
 اودد اس کے چاروں طرف پایا جانے والا پانی رزمزم، کو چار سمتوں رکھا گیا ہے۔ زبوست
 علوم کے مالک پرانے ہمار شیوں نے اسی طرح بتلایا ہے انکے نامی کمل ہی دنیا کی چیدائش کی
 جڑ ہوتا ہے۔ اسی نامی کمل سے پہاڑ، ندی اور دنیا کے مختلف خطے پھیلے تھے۔ ۲۔

(ہندی سے اردو ترجمے میں مین القوسین الفاظ ہمارے ہیں)

۱۔ معرفت کعبہ ص ۵۔ رہبر فاروقی۔ بحوالہ تفسیر مواب الرحمن مولانا امیر علی جلد ۳ ص ۱۵
 ۲۔ جمبودیپ سے ج (آ) + ا (س) + (آ) + (ا) + (پ) (دھپ) (۱۵)

یعنی پ + پ + پانی + جزیرہ
 ۳۔ ایسا پانی جہاں سے حیوان شروع ہوا
 یعنی کعبہ

۴۔ (ص ۲۹۹ تا ۵۰۱) ہری ونش پران جلاک ۲ پنڈت شری رام شرما آچاریہ

آدیشکر تیرتھ (आदि पुष्कर तीर्थ) | لفظی معنی میں پرورش کرنے والے کا سب سے قدیم تیرتھ۔ یہ بھی پدم پران میں مذکور ہے۔

کے لیے استعمال ہوا ہے۔

جو دل میں بھی پشکر تیرتھ کی خدمت کی خواہش کرتا ہے اس کے تمام گناہ واصل جاتے ہیں..... جو پشکر تیرتھ کی یا تراکرتا ہے وہ لافانی ثواب کا حقدار ہوتا ہے۔ ایسا میں نے سنا ہے..... سب تیرتھوں میں پشکر ہی قدیم ترین تیرتھ بتایا گیا ہے۔ قدیم پشکر جا کر اشان کرنے سے نجات حاصل ہوتی ہے۔ لے

جہاں اشان کرنے کا ذکر آیا ہے یہ زمرہ کا تذکرہ معلوم ہوتا ہے اس سے قبل ص ۹۵ پر کہا گیا ہے کہ یہ رشیوں کا خفیہ ترین راز ہے۔

سکرت میں 'دار' کے معنی ہیں بیوی اور 'وَن' معنی 'جنگل' یا 'بیل میں مکاشفات

داروکابن (दारु काबन)

جنتا کے ۱۲ ویں باب میں کعبہ کو عورت کہا گیا ہے اور مکہ کو قرآن میں ام القرائی یعنی بستیوں کی ماں کہا گیا ہے اور عرب کو جنگل کہا جاتا ہے اس پیچیدہ تفصیل کو چھوڑتے ہوئے کہ کس طرح داروکابن کا مطلب کعبہ ہوتا ہے۔ آپ براہ راست داروکابن کے ذکر شری میں معنی دیکھیں۔ "مانندہ و شال شد ساگر" میں اس لفظ کے آگے جو معنی لکھے ہیں وہ یہ ہیں:

"ایک نہ (جنگل) کا نام جسے تیرتھ سمجھا جاتا ہے۔"

یہ لفظ جس وید منتر میں استعمال ہوا ہے اس کا ترجمہ دیکھ لیجئے۔

"اے پوجا کرنے والے دھرویش میں ساحل سمندر کے قریب جو داروکابن ہے وہ انسان

کا بنایا ہوا نہیں ہے اس میں عبادت کر کے ان کی مہربانی سے جنت میں پہنچو۔"

وید منتر خود بتا رہا ہے کہ "داروکابن" کہاں ہے۔

لے پدم پران نمبر اکتوبر ۱۹۴۳ء ص ۹۶ مہیان گورکھ پور

ش (رنگ ہند ۱۰-۱۵۵-۳)

مکتیشور (مکتेश्वर) | مکتے کے اس تیرتہ کو 'دلاؤ' کہہ کر اس کے بارے

میں لکھا ہے کہ یہ تیرتہ اس ایش میں نہیں ہے۔

(Sir M. Monier Williams) مونیر کی منسکرت انجمنش ڈکشنری سے ایک

لفظ کے معنی دیکھ لینا کافی ہوں گے۔

मक्ख (مکھ) → The City Of Mecca, Yagya.

یعنی مکہ شہر، قربانی کی جگہ،

مکتیشور کا مطلب ہوا خدا کا مکہ 'یا خدا کے لیے قربانی کی جگہ'۔

یہ کچھ مثالیں تھیں جن کی مختصر تفصیل پہلے بیان کی۔ ان کے علاوہ بھی مختلف مقامات

پر کعبہ کے لیے مختلف نام آتے ہیں مثلاً بیتا، مندار و رکچہ، (मन्दार वृक्ष) جمبو دیپ

(जम्बू द्वीप) وغیرہ۔



یہ دور اپنے براہیم کی تلاش میں ہے
منہ مکہ ہے جہاں لا الہ الا اللہ
اقبالہ



شری رام کرشن کون تھے؟ وید بتاتے ہیں

اصل حقیقت کی تلاش ضروری ہے | ویدوں کو پڑھیے اور رامائن و مہابھارت کا مطالعہ کیجیے تو حیرت ہوتی ہے کسی طرح یقین نہیں آتا کہ یہ سب ایک ہی مذہب سے متعلق چیزیں ہیں بشری رام اور شری کرشن پر بنے ہوئے دیگر قصوں کا ذخیرہ ذکر ہی کیا کریں۔

شری رام اور شری کرشن کی شخصیتوں سے اتنے افسانے منسوب ہیں کہ امام حقیقت پسند ہندو کو انھیں تسلیم کرنے میں زبردست پس و پیش ہے اس کے باوجود وہ ان ناقابل فہم شخصیتوں سے دستبردار ہونے کو تیار نہیں ہیں۔ قرآن اور سنت کی روشنی میں ویدوں کے مطالعہ سے اگر ہندو دھرم کے موجودہ رائج عقیدوں کو ان کے اصل دینِ قیم پر لایا جاسکتا ہے تو یہ بھی بے حد ضروری ہے کہ ان غیر ویدک قصوں کی اصل حقیقتوں کو ہم تلاش کرنے کی کوشش کریں کیوں کہ عقائد درست ہونے کے بعد اگر ان کو اپنی مقدس شخصیات کو چھوڑنا نہ پڑے تو انھیں اس صحیح دین پر واپس آنے میں کوئی تامل نہ رہے گا جسے (منو) حضرت نوحؑ نے ان کے سامنے پیش کیا تھا اور جو ہر نبی اپنی امت کے سامنے پیش کرتا آیا ہے اور آخر میں جسے حضرت محمدؐ نے دنیا کے سامنے پیش کیا۔ کیا آپ مسایوں سے حضرت عیسیٰؑ کو چھوڑ دیئے کی بات کر سکتے ہیں؟ ہرگز نہیں بلکہ حضرت عیسیٰؑ کے بارے میں ان کے عقیدے کی درستگی ہی کی کوشش کریں گے اور انھیں بتائیں گے کہ حضرت عیسیٰؑ

کو تو ہم بھی اپنا رسول مانتے ہیں اگر یہی صورت حال ان مقدس ہستیوں کے ساتھ بھی ہو، اور تحقیق کرنے کے بعد ہم ہندو قوم کو بتا سکیں کہ ان مقدس شخصیات پر تو ہمارا بھی ایمان ہے لیکن اس شکل میں نہیں کہ ان کے ساتھ طرح طرح کی غلطیاں منسوب کی جائیں تو یہ تبلیغ دین کے مشن کی کتنی بڑی خدمت ہوگی۔ آپ کی نظر سے پہلے ہی گذر چکا ہے کہ ہمارے اسلاف میں سے بہت سے حضرات ان ہستیوں کے نبی ہونے کے امکان سے انکار نہیں کرتے تھے۔ اصال کے نام کی بے ادبی کی اجانت نہیں دیتے تھے۔ آج بھی ہمارے بہت سے علماء کا یہی مسلک ہے لیکن کوئی واضح تصور ان شخصیتوں کے متبرک ہونے کا ہمارے پاس نہیں ہے۔ کیونکہ آج تک ہم نے انھیں اسی روشنی میں دیکھا ہے جس میں ہندو قوم نے انھیں ہمارے سامنے پیش کیا ہے۔

ہندو ذہن کی کشمکش | ہندو ذہن کے اقرار اور انکار کی درمیانی کیفیت کا اندازہ گاندھی جی کی تحریر سے لگائیں۔ وہ کہتے ہیں

رامائن اور مہابھارت میں ہر عظیم شخصیت کو جو کچھ کہا گیا ہے سب کو میں لفظ بہ لفظ نہیں تسلیم کرتا ہوں۔ ان میں حتمی انداز میں ضروری اصولوں کا بیان ملتا ہے۔ میں رام اور کرشن کو ایسا نہیں مانتا ہوں کہ ان سے کبھی غلطی نہیں ہو سکتی۔ جیسا کہ دونوں تعالٰی میں ان کی سیرت ملتی ہے۔ ان کو حرف بہ حرف تسلیم کرنے سے ہمارا دم گھٹنے لگے گا اور ہر طرح کی ترقی رُک جائے گی۔

دیکھا آپ نے۔ چھوڑ بھی نہیں سکتے اور اس شکل میں تسلیم ہی کرنے میں ہچکچاہٹ ہے جس شکل میں پیش کیا گیا ہے۔ دراصل کوئی معیار نہیں جس پر پرکھ کر صحیح اور غلط کو الگ کر سکیں۔ وہ معیار تو صرف آخری اور غیر تبدیل شدہ دین ہی ہو سکتا ہے لیکن اس کی روشنی

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ) نے شری راجم اور شری کرشن کی اصل حقیقتیں سمجھنے کے لیے ایک پوری کتاب کی ضرورت ہے۔ جو وہ کتاب میں ہم صرف چند صفحات میں کچھ ضروری چیزیں پیش کر رہے ہیں۔ ان صفحات کے کچھ حصے اگر تشریح رہ گئے ہوں تو ہم معذرت خواہ ہیں۔ لے اپنا اور ستیہ، مہرشیہ، شری رام ناتھ سمن ص ۱۱

میں کسی نے سمجھنے کی کوشش نہیں کی۔ خیر اور دیکھئے :

”تلسی داس جی نے رام کے منہ میں کتنی ہی باتیں ڈالی ہیں جن کا مطلب میں نہیں سمجھتا ہالی سے متعلق سارا بیان ایسا ہے :۔“

”گیتا تارکینی گرتہ نہیں ہے لیکن مادی زندگی میں چھڑی جنگ کے ماحول میں ہر انسان کے دل میں لگاتار چلنے والی کشمکش کا ہی اس میں بیان ہے..... مہا بھارت پڑھنے کے بعد میرا یہ خیال اور پختہ ہو گیا..... مہا بھارت کو میں لفظی معنوں میں تارکینی نہیں مانتا۔ ویاس بھگوان نے اس کا استعمال صرف دھرم کا درشن کرانے کے لیے ہی کیا ہے.... گیتا کے کرشن خیالی ہیں۔ میرا مطلب کرشن نام کے آثار سے گئے انسان کا انکار کرنا نہیں ہے۔ میں صرف یہ کہنا چاہتا ہوں کہ مکمل ریشالی کرشن تصوراتی ہیں۔ مکمل اوتار کا انتساب ان پر بعد میں ہوا ہے :۔“

مزید لکھتے ہیں :

”شاستروں (مذہبی کتابوں) کے وہ معنی جو حق کے خلاف ہوں صحیح نہیں ہو سکتے۔“
دھرم گرتنوں کے نام پر جو کچھ چیتا ہے اس میں سبھی کو کلام الہی نہیں سمجھنا چاہیے۔ ۱۵
شری رام اور شری کرشن کے زمانے
ہندوؤں کے اس تردد کو سمجھنے کے بعد آئیے دیکھیں کہ شری رام اور

شری کرشن کے زمانے کے سلسلے میں بند گردیتہ کیا کہتے ہیں۔ بتایا گیا ہے کہ شری رام تریاگی میں پیدا ہوئے تھے اور شری کرشن دواپر میں۔ اب پہلے تریا اور دواپر کو سمجھیے ہندوؤں کے اعتقاد کے مطابق زمانے چار ہیں۔ سب سے پہلے ست یگ تھا۔ جب حق ہی حق تھا۔

۱۔ اجنا اور ستیہ، مرتبہ : شری رام ناتھ سن سن ۱۵

۲۔ ہر یجن ۲۸ نومبر سن ۱۳-۱۵-۱۶۔ اناسکتی یوگ، گاندھی جی کا ترجمہ گیتا ص ۱۲-۱۵-۱۶

۳۔ اجنا اور ستیہ، مرتبہ شری رام ناتھ سن ص ۳

۴۔ استروں کی سمیائیں۔ گاندھی جی۔ بحوالہ ہر یجن ۲۸ نومبر سن ۱۹۳۶

اس کے بعد منزل آتا رہا۔ اگلا زمانہ تریا یک کہلاتا ہے۔ اس کے خاتمہ کے بعد دوا پر یک شروع ہوا اور دوا پر کے ختم ہونے کے بعد موجودہ کل یک کا دور شروع ہوا۔ کل یک پھر جب ختم ہو جائے گا تو دوبارہ ست یک آئے گا۔ ان سارے یگوں میں کل یک سب سے چھوٹا ہے جو متفرق بیانات کے مطابق حضرت نوحؑ کے سیلاب یا اس سے قبل سے شروع ہوا تھا اور ابھی جاری ہے۔ باقی سب یک لاکھوں سال کے ہیں۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ ہمارے عقیدہ کے مطابق جب سے زمین پر ہندوستانی زندگی کی شروعات ہوئی۔ ہندو عقیدے کے مطابق دوا پر اس سے پہلے اور تریا اس سے بھی پہلے اور ست یک ان سب سے پہلے لاکھوں سال یا کروڑوں سال پر پھیلے ہوئے زمانے ہیں۔ انہیں زمانوں میں شری رام اور شری کرشن کا وجود مانا جاتا ہے جسے اگر ہم صحیح تسلیم کریں تو ہمارے عقیدے کے مطابق یہ بات بالکل واضح ہے کہ یہ شخصیات انسانی جنموں کے دور سے پہلے کی ہیں۔ انسانی جسم کے دور سے پہلے لاکھوں سال پر پھیلے ہوئے سلسلے کی روایات ہمارے یہاں بھی ملتی ہیں۔ اس وقت زمین پر جنموں کا راج تھا اور ان میں بھی بہت سے رسول آئے۔ خیر یہ ایک الگ موضوع ہے لیکن یہ واضح ہے کہ شری رام اور شری کرشن کا وجود اگر تھا تو یہ اس زمین پر انسانی جسم سے پہلے کی بات ہے۔ ہم جانتے ہیں کہ دنیا کی اکثر دیوتاؤں کے پیچھے حقیقت احمدی کا گڑا ہوا تصور ہے۔ کہیں ان قصوں کا تعلق بھی اسی سے تو نہیں؟ پہلے شری رام کو لیں۔

شری رام کی کہانیاں تمام دنیا میں | آج ایک مام تصور یہ ہے کہ شری رام کی عزت یا پرستش صرف ہندوستان میں ہوتی ہے۔ جی نہیں۔ رام کی دیوتا میں دنیا بھر میں پھیلی ہوئی ہیں۔

ہم جاو میں دشمنو کے اوتار رام کے لیے اتنی عقیدت تھی کہ انہیں وہ غیر ملکی نہیں مانتے تھے بلکہ وہ رام کی جائے پیدائش جاو ابی مانتے تھے۔ رام کتھا کا پرچار وہاں گھر گھر میں تھا۔ تھے تھائی لینڈ کے سمرائوں کا رام لقب۔ قدیم راجدھانی کا ایودھیا نام اور متعدد دکانوں

سرگوں اور بٹلوں کے رانائن کے کرداروں پر نام، اداکاری اور ڈراموں میں رام کے موضوع کی مقبولیت سے صاف ظاہر ہے کہ رام کتنا تھائی تہذیب کی ایک جیتی جاگتی اور مقبول روایت ہے۔ ۱۰

۱۱ اندونیشیا میں بھی رام کلچر ملتا ہے۔ ملیشیا اسلامی ملک ہے لیکن رام کتنا کے بغیر وہاں کے باشندوں کا کوئی کام پورا نہیں ہوتا۔ سلطان کے القاب میں سے ایک لقب ہے سری پاڈاکا (سیرپاڈاکا) جس کا مطلب ہے جیسے ہجرت رام کے نمائندے کی شکل میں ایودھیا میں کام کرتے تھے اس طرح ملیشیا کے سلطان رام کے نمائندے ہیں۔ تھائی لینڈ کے موجودہ نریش کا لقب رام ہے۔ وہاں کے مشہور زمانہ مندر 'ایمرالد بڈھا' (Emerald Budha) کی واٹ (گیلری) میں پوری رانائن ویلونوں پر لکھی ہے۔۔۔۔۔ اندونیشیا سمیت ان سبھی ملکوں میں رانائن کا پاٹھ باقاعدہ طریقے سے پوتا ہے اور یہ کسی مذہب کے لیے خاص نہیں ہے۔ جزیرہ ہالی کا عیسائی معلم عیسائی منترؤں کے ساتھ رانائن کا مطالعہ بھی کرتا ہے۔ ملیشیا کے مسلمانوں کے نکاح کے موقع پر جب تک رانائن کا کوئی سین نہیں کھیلایا جاتا تب تک شادی کی رسومات پوری نہیں مانی جاتیں۔ ۱۲

۱۳ اس مضمون کا مقصد اردو وال، اصحاب کو مسٹر ملاوی دیکھنا تمام، سابق و انس پرنسپل گورنمنٹ ٹریننگ کالج، راج مہندری، دکن کی ایک تصنیف سے متعارف کرانا ہے۔ جس کا نام ہے 'رام مہاکافرون ہے'۔

یہ نسبت حیرت خیز معلوم ہوتی ہے لیکن مطالعہ کے بعد استہزاء و استعجاب سے بدل جاتا ہے۔ ۱۴

مندرجہ بالا تحریروں پر کسی کو حیرت نہ ہو۔ تبلیغی جماعت کے ساتھ آنے والے ملیشیا کے

۱۵ ڈاکٹر شیورشا سنگھ۔ دھرم گیک سہ اپریل ۱۹۷۷ء (ص ۸)

۱۶ ڈاکٹر شیورسا سنگھ۔ نویت ہندی ڈائجسٹ۔ جون ۱۹۷۸ء (ص ۸۵-۸۶)

۱۷ معارف جلد ۳ جنوری تا جون ۱۹۳۷ء از: سید سلیمان ندوی ص ۱۰۶

ایک نوجوان سے ہم نے انڈونیشیا اور ملیشیا کے بارے میں مندرجہ بالا کی تحقیق کی تو انہوں نے زیادہ تر
کی تصدیق کی۔ تھائی لینڈ کی راجدھانی بنکاک کا نام تو ابھی کچھ عرصہ پہلے تک ایو سیاتھا اور مصر
کے دیوتاؤں کے نام 'راہ' ہمیں بکثرت ملتے ہیں مقامات اور زبانوں کے تلفظ سے 'را اور رام
میں کوئی فرق نہیں معلوم ہوتا۔ کیوں کہ سنسکرت میں 'م' آخر میں زائد ہوتا ہے۔ ویدوں میں رام
کو 'را' کی طرح ہی لکھا گیا ہے۔ (۱۲) اور پرہادی نام کی آواز دیتی ہے۔

رام چندر جی کی پیدائش سے پہلے بھی رام کتھا تھی | رامائن کے خالق
بال میل کے ہی بیان

سے لگتا ہے انہوں نے رام کا تعارف نازد کے ذریعہ حاصل کیا یعنی بال میل سے پہلے بھی رام کی
کتھا چلی آرہی تھی۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ رام چندر جی کی پیدائش سے پہلے یہ قصے موجود تھے یعنی یہ
واقعات اگر سچ محض سمجھنا ہوئے ہوں تو ان واقعات کے وقوع سے پہلے ہی ان کے قصے
موجود تھے۔ دوسرے الفاظ میں یوں کہہ سکتے ہیں کہ یہ مستقبل کی کچھ خبریں تھیں جو دی گئی تھیں۔
کیا یہ حقیقت احمدی پر بنے بنائے قصہ کی بگڑی ہوئی شکل ہے جو مستقبل کی خبر کی حیثیت
رکھتا تھا لیکن اس کو گزرے ہوئے واقعات سمجھ کر کتابیں لکھ لی گئیں۔ آئیے آگے غور کریں۔
ڈاکٹر شیو پرشاد سنگھ دھرم گیک میں لکھتے ہیں :

وید راز کھولتے ہیں | وگ وید میں اس لفظ رام کا صرف ایک مرتبہ استعمال

ہوا ہے۔ وہ بھی جاہ و جلال والی معزز ہستیوں کے ضمن میں۔ جس سے یہ تو پتہ چلتا ہے کہ وہ
کوئی راجا تھے لیکن ان سے رامائن کی کہانی کا کوئی تعلق نہیں ہوتا۔ ۱۷
جب کہ رام چترانس میں جو کہ غیر ویدیک لٹریچر میں ہندوؤں کی سب سے مستند کتاب مانا جاتا
ہے یہ کہا گیا ہے کہ :

ویدوں میں رام کو تینوں جہانوں کا گرو کہا گیا ہے۔ ویدوں نے شری رام چندر جی کے
سند نام صفات اخلاق اور اعمال کبھی بے گنتی بتائے ہیں : ۱۸

دھرم گیک ۲ اپریل ۱۹۶۹ء ص ۱۷۷ رام چترانس میں رام پرشاد پوت دت لکھتا ہے کہ گرو پور۔ ۱۳۲

اگر مندرجہ بالا دونوں بیانات کو صحیح تسلیم کر لیا جائے تو صاف ظاہر ہے کہ ویدوں میں رام کا نام ایک مرتبہ 'رام' لفظ کے ساتھ آیا ہو گا باقی دوسرے مقامات پر انصاف کچھ اور کہا گیا ہو گا۔
 تینوں جہازوں کا لفظ بھی حقیقت احمدی کے نظریہ کو آگے بڑھاتا محسوس ہوتا ہے یعنی احمد
 محمدؑ اور مقام محمود پر فائز ہونے کے بعد محمود۔

بہر حال جب وید متروں میں ہم نے رام کو دیکھا تو رامائن کی کہانی کے بجائے ہمیں کیا ملا
 وہ آپ بھی دیکھیں۔

प्र तद् दुशीमे पृथवाने वेने प्ररामे वोचमसुरे मध्वत्सु।

اب اس کا لفظ بلفظ ترجمہ دیکھیے :

تद् = तत (د)

दुशीमे قابل شکست (د)

पृथवाने زمین بھل

वेने نات سے تعلق (م)

प्रराम پروردگار رام یا پرلک کا نام یعنی روحانی نام

प्रवेचम بیان کروں (د)

सुर رشی (ن)

मध ایک جڑ کا نام جہاں غیر آریہ راجے رہتے تھے (ن) یعنی مکر ہے

वत्सु بیٹا، سہوت (ن)

لے دگ دیو ۱۳-۹۳-۱۰ سے ترجمہ میں ہم نے تین مقامات سے مدد لی ہے۔ نامزدہ و شامل شبد ساگر (ن) ۱
 سر نویر سنسکرت انگلش ڈکشنری (م) اور ویدوں کا آریہ سماجی ترجمہ (د)۔ ہر لفظ کے ترجمہ کے آگے ہم نے
 مندرجہ بالا تینوں کتابوں کے محقق لکھے ہیں، یا اگر یہ معلوم ہے کہ کس لفظ کا ترجمہ ہم نے نہیں کیا ہے۔ یہاں
 کتابوں کے لیے ہم نے بالترتیب (ن)، (م) اور (د) کے محقق استعمال کیے ہیں۔

۱۔ مध سے مراد مکر ہے، یا اس لیے یہ لکھا کہ اس متر کے ترجمہ میں اس مقام کا نام زمین پر رہنا بتایا گیا ہے۔
 ۲۔ مध بمعنی مکر (م)۔ اس لیے یہ لکھا کہ لفظ 'मध' جس کی ایک شکل 'मध' ہے۔

یہ تھے اس منتر کے ہر لفظ کے الگ الگ معنی۔ پورے منتر کا ترجمہ یوں ہوا۔

”میں اس ناقابل شکست رشکا ہوت زمین کو کے ثبوت روحانی شخصیت رام کا بیان کروں“

کیا ہمیں بتانا پڑے گا کہ اس وید منتر میں رام کسے کہا گیا ہے؟ اور کیا یہ بھی بتانا پڑے گا کہ اکثر ویدوں کے ترجمے میں رام لفظ کا ترجمہ ہی رام نہیں کیا جا رہا ہے اور منتر کے دیگر الفاظ سے بھی دیگر معنی مراد لیے جا رہے ہیں۔

گر فقہ نے مندرجہ بالا منتر کے بارے میں لکھا ہے کہ یہ بہت اہم اور پراسرار منتر ہے۔

خود رام کے نام سے پوچھیے | اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ دنیا کے مختلف خطوں میں جہاں جہاں آریں پھیلے، ’رام‘ کے نام سے کہانیاں کیوں پھیلیں؟ جاوا۔ انڈونیشیا، ملیشیا اور تھائی لینڈ وغیرہ میں بدھ مت کے ماننے والوں کی آبادیاں تھیں۔ ظاہر ہے کہ ان کا تعلق ہندوستان سے ہوگا لیکن لفظ ’رام‘ پھر بھی غور طلب ہے۔ ویدوں میں احمد لفظ بھی آیا ہے۔ ”محمد“ کے لیے بمعنی لفظ ”راشنس“ استعمال ہوا ہے کیا رام کے بھی کچھ معنی ہیں؟ نالندہ و شمال شبد ساگر (دکھتری) کے مطابق رام کے جو مختلف معنی ہیں وہ یہ ہیں۔

آئیے ان سب پر غور کریں:

ایشور _____ ایشور تو واضح ہے کہین.....

گھوڑا، _____ گھوڑے کی تشریح بیت چمیدہ ہے۔ آسان زبان

میں اتنا سمجھ لیں کہ اس لفظ کا تعلق حقیقت احمدی سے ہر مذہب میں ہے۔ مثلاً قرآن شریف میں سورہ انفال کی آیت ”میں دشمن سے مقابلے کی تیاری کے لیے قوت“ اور گھوڑے سے تیاری کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ پچھلے دور میں تو آیت کا مطلب واضح تھا لیکن موجودہ دور میں اس آیت کا کیا مطلب ہے؟ گھوڑے آج کی جنگ میں استعمال نہیں ہوتے۔ قرآن شریف اپنے عمومی انداز بیان میں اگر صرف ”قوت“ سے تیاری کرنے کا حکم دیتا تو لازماً کلام ساز و سامان اس لفظ کے مفہوم میں شامل ہو جاتا۔ پچھلے دور میں گھوڑے

اور موجودہ دور میں دوسرے ذرائع قوت کے مفہوم میں ہی آجاتے۔ پھر یہ الگ سے گھوٹے کا لفظ بھی تیاری میں کیوں استعمال فرمایا۔ جس کی افادیت مرن پچھلے دور میں تھی آج کے دور میں نہیں ہے۔ کئی ممتاز مفسرین کلام اللہ کی اس آیت پر بڑے بڑے ہیں اور گھوٹے کے مفہوم پر غور کرنے کی کوشش کی ہے۔ کیا گھوٹے سے مراد کوئی اور قوت بھی ہے؟

قرآن عزیز کے الفاظ سے مختلف زمانوں میں مختلف مفہوم اخذ کیے جانے پر ممکن ہے کچھ حضرات کو اتفاق نہ ہو۔ موجودہ دور میں تدریجی القرآن کا دروازہ بالکل بند ہو جانے سے ایسا جو پیدا ہو گیا ہے کہ قرآن کے مفہام کو کبھی جامد سمجھا جانے لگا ہے۔ اور یہ غلط فہمی پیدا ہونے لگی ہے کہ اس کے تمام رموز و اسرار گھولنے کا حق ادا ہو چکا۔ ہزاری تفاسیر کے ذخیروں میں سب سے آخری تفسیر بھی پچاس سال سے زیادہ پرانی ہو گئی جبکہ مادی ترقی کی رفتار آج اتنی تیز ہے، جتنی کبھی نہ تھی۔ اگر جلد ہی امت میں ایسے افراد سامنے نہ آسکے جو جدید علوم سے واقفیت رکھنے کے ساتھ ساتھ قرآن فہمی کے اہل ہوں تو وہ وقت بالکل مر رہا ہے جب قرآن پر فرسودہ (Out of date) ہونے کا الزام آجائے گا۔ یہ موضوع ایک پوری کتاب کا متحمل ہے جس کی یہاں گنجائش نہیں ہے۔ صرف ایک مثال حاضر ہے۔

ترجمہ: ”اور وہ (ہی) جانتا ہے کہ رحموں میں کیا ہے“ (سورہ لقمان: ۳۴)

کسی دور میں آیت کے اس حصہ کے مفہوم میں یہ بھی شامل کیا جاتا تھا کہ رحم ماد میں لڑکا ہے یا لڑکی، اس کا علم اللہ کے سوا کسی کو نہیں ہے۔ پھر اس مفہوم میں تبدیلی کی گئی اور یہ کہا گیا کہ لفظ قرار پانے کے بعد جب تک بچے کی شکل نہ بن جائے اس وقت تک اس کی جنس کا علم اللہ کے سوا کسی کو نہیں ہوتا۔ نیز یہ کہ بچے کی عاقلیت و اطوار اور خصائل کیا ہوں گے، یہ صرف اللہ کے علم میں ہے اور یہ بھی کہ نطفہ کب قرار پائے گا اور بچہ کب پیدا ہوگا۔ صحیح الاعضاء اور صحیح الذیغ ہوگا یا نہیں، یہ بھی اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا، لیکن آج اس مفہوم کو کبھی چھوڑنا پڑے گا اور قرآن کے انہیں الفاظ کے کچھ اور مفہوم متعین کرنا ہوں گے!

مصنعی خلیوں (Sex Cells) کے بغیر بدن کے کسی بھی حصہ کے خلیے سے

اپنی منشاء کے مطابق خصائل والے افراد پیدا کرنے کی کوشش جاری ہے اور میڈیک میں کامیابی ہو چکی ہے برنجی کے مطابق لڑکا یا لڑکی پیدا کرنا انسانی دسترس میں ہے۔ زہرِ مرثیہ کو ٹولی کے ایک اسپتال میں ایک باغجہ عورت سے وہ تاریخی ولادت ہوئی جس میں بچہ کالڑکی ہونا استقرارِ حمل سے پہلے ہی طے کر لیا گیا تھا۔ یہ عمل کروموزوم ڈیموچھانٹ لینے کی وجہ سے ممکن ہوا۔ پیدائش کا وقت مقرر کرنا اب عام کمالات ہے۔

یہ کلام الہی کا اعجاز ہے کہ وہی الفاظ بدلنے والے زمانہ کی ترقی کا ساتھ ہر دور میں دیتے ہیں۔ الفاظ تبدیل نہیں ہوتے ان کے مفہوم تبدیل ہوتے ہیں۔ بہر حال بات گھوڑے کی چل رہی تھی۔ بائبل میں متعدد مقامات پر احمد کے سفید گھوڑے (White horse) پر سوار ہونے کا ذکر ہے۔ مثلاً مٹاشفٹ یوسف تا میں نہ دوزخ میں تو اشومیدہ [Ashmedai] بے حد پر اسرار چیز ہے جسے کج حکم کوئی مالم حل نہیں کر سکا ہے۔ جگہ جگہ اشومیدہ کو ہی اس قوم کی اصلاح اور نجات کا ذریعہ بتایا ہے اور یہ بھی بتلایا گیا ہے کہ اشومیدہ کے ذریعہ نکلے گی یعنی وجہ دور میں فلاح پائیں گے (اشومعنی گھوڑا اور میدہ معنی قربانی)۔ یہ بھی نظر میں رکھیں کہ سنسکرت میں گھوڑے کے لیے لفظ عرب (Arb) بھی استعمال ہوتا ہے۔ عرب کے معنی ہیں گھوڑا۔ ملک عرب اندر راجہ کا ایک نام ہے یہ حال میں پہلو کر اکی جڑ جڑتے ہوئے کیونکہ یہ کتابیں کے بدلے محققین اور اہل علم کے ہی سمجھ سکے گا موضوع ہے۔ ہم رام کے اگلے مضمون پر آتے ہیں۔

تین کی گنتی — حضرت احمد جیسے اسکے تین دور یا تین جہتیں ہونا تھیں۔ یہ ہم جانتے ہیں جسلمانی دور سے قبل احمد۔ اس دنیا میں محمد اور وفات کے بعد مقام محمود پر فائز ہو کر محمود۔ اس طرح رام وہ لفظ ہے جس کے معنوں میں بیک وقت انشاء اور احمد دونوں شامل ہیں۔ بالکل اگنی کی طرح اور اگنی ہی کے بیان میں ویدوں میں رام کا استعمال ہوا ہے۔ یہ لفظ الہی کا اجمال ہے کہ ایک ہی لفظ کے تمام معنی ایک ہی حقیقت کی طرف اشارہ کرتے ہیں۔

۱۔ اسلام اور لفظ زندگی۔ ڈاکٹر جی اے جیل۔ ڈک محل پبلیکیشنز منظرِ گر۔ ص ۱۳-۱۴
۲۔ مٹاشفٹ یوسف (۱۹-۵) ۳۔ ناتندہ و شال شبد سنگر

رایا میں کاراز | یہ تو مٹی شری رام کی تشریح۔ اب دیکھئے ان کے پیدا ہونے کا مقام ایودھیا بتایا گیا۔ ستا کو ان سے منسوب کیا گیا۔ راماؤن ان کی حقیقت کا نام لکھا گیا۔ ہنومان سے ستا کی مدد کرنے کا بیان ہوا۔ بھرت کو اُس کا بھائی بتایا گیا اور یہ تمام مستقبل میں ہونے والے واقعات کی خبریں تھیں جنہیں ماضی میں وقوع پذیر کچھ کر کہانی بن گئی۔ حالانکہ ان تمام ناموں کی حقیقتیں مختلف تھیں۔

ایودھیا (अयोध्या) لفظ آ + یدھ سے بنا ہے۔ آ (अ) کے معنی ہیں "نہیں" اور یدھ (यद्ध) کے معنی "جنگ"۔ ایودھیا یعنی وہ مقام جہاں قتال ممنوع ہے۔ ہر طرح کی جنگ اور خون حرام ہے۔ عربی میں اس مفہوم کا مترادف لفظ "دار السلام" یا "بیت الحرام" ہوتا ہے۔ شری رام یعنی احمد کی پیدائش ایودھیا یعنی دار السلام (مکہ) میں ہوئی بتائی گئی تھی۔ بس رام کی جلنے پیدائش ایودھیا سے ہندوستان میں ایک شہر موسوم ہو گیا۔ ستا کو اُن سے منسوب کیا گیا تھا۔ ستا لفظ کے سنسکرت و کشتری میں معنی ہیں "راجا کی زمین" (राजा की) (मिठाई) یعنی کعبہ۔ مگر کو اُمّ القریٰ یعنی بستیوں کی ماں قرآن نے بتایا ہے اور بائبل میں بھی مکاشفات یوحنا میں مکہ کو عورت (WOMAN) کہا گیا ہے۔ ستا بجائے کعبہ کے رام کی بڑی سمجھ لی گئیں۔ ستا کا ذکر دیدوں میں دو مقامات پر ہماری نظر میں ہے یہ لیکن دونوں جگہ مترجمین کو بے حد دشواری پیش آئی ہے کیوں کہ وہاں بھی راماؤن والی کہانی کا تو کیا کسی عورت کا مفہوم لینے کی بھی گنجائش نہیں ہے۔ لفظ ستا کا و کشتری میں ایک اور مطلب یہ ہے: "کھیت میں ہل سے بنائی گئی پہلی لکیر"۔

جب رام کا اصل مفہوم کچھ میں آجائے گا تو مندرجہ بالا مطلب بھی سمجھے میں دشواری نہ ہوگی۔ کھیت میں ہل سے بنائی گئی پہلی لکیر سے مراد جوگا "زمین پر وجود میں آنے والا پہلا مقام" یعنی کعبہ۔

رام چتر راناس میں بتایا گیا ہے کہ سب کو ان نے خود ستا کو رام کے سپرد کیا تھا۔ راماؤن

کا مطلب تھا رام۔ آئیں (राम + आचरण) یعنی رام کا آنا۔ یا رام کا گھر۔ یہ کہانی یا کتاب کا نام ہو گیا۔ رام چتر مانس میں بتایا گیا ہے کہ جنہوں نے اگنی کو بنایا۔ ہنومان جی انھیں کے دوت یعنی بھیجے ہوئے ہیں۔ ہنومان کا مطلب ہے ہنن (हन्न) کرنے والی مقدس ہستی۔ یعنی ہر باطل کو نقصان پہنچانے والی مقدس ہستی۔ ریشیوں کے ذریعہ یہ معلوم ہوا کہ آپ کا کہنا سچا ہے (अपौरुषेय) کے بعد ہنومان انھیں چھڑائیں گے۔ یہ کہہ کر پرغالب بنالیے جانے کے بعد اللہ کی فیسی مدد کے کر آنے والے کا نام تھا۔ بھرت کے معنی نیک۔ نیکوں کو آپ کا بھائی بتایا گیا ہے اور آپ کی غیر موجودگی میں مکہ یعنی اسلامی سلطنت کی آپ ہی کے نام پر بھرت کے ذریعہ حکمرانی کرنے کی اطلاع تھی۔ یہ رام کے بھائی بھرت بھی رمان کی کہانی میں قید ہوئے موت کے بعد اوتھی کو اٹھا کر لے جاتے

روایت باقی ہے مطلب بھول گئے | ہوئے رام رام ست ہے۔

ہزاروں سال سے ہندو کہتے چلے جانے ہیں۔ یہ نہیں کہتے کہ رام ست ہے بلکہ رام رام ست ہے۔ یعنی رام کا رام یا احمد کا خدا ست ہے۔ روایت باقی رہ گئی مطلب بھول گئے ہندو روایات میں ایک بہت اہم منتر کا ذکر آتا ہے جسے رام جی کا تارک منتر کہتے ہیں یعنی رام جی کا پار لگانے والا یا نجات دلانے والا منتر۔ وہ منتر یہ ہے :

रामाय नमः ॥ (رام - رامائے نر) اس کا مطلب ہے رام کے رام کی عبادت کرو۔ یعنی جن رام چند رجی کو جسمانی شکل میں دنیا میں مانتے ہیں۔ ان کی طرف خود یہ منسوب کیا جا رہا ہے کہ انھوں نے اپنی عبادت کرنے کو نہیں بلکہ اپنے سے اوپر کسی اور رام کی عبادت کو منجات کا ذریعہ بنایا تھا۔

بہت لمبا سلسلہ ہے جس کی مختصر ترین تفصیل اس دیوالا کی حقیقت سمجھانے کے لیے آپ کے سامنے رکھی گئی۔ اب شرعی کرشن کو لیں۔

شری کرشن کی حقیقت

ویدوں میں شری کرشن کا نام جگہ جگہ ہے۔ بالکل واضح ہے لیکن اپنے تصورات یا فہم کی غلطی کی وجہ سے ترجموں

میں کہیں شری کرشن کا نام ترجمے میں نہیں لکھا جا رہا ہے کیونکہ وہاں کہیں مہا بھارت کے واقعات یا ممکنہ چرانے یا گروہوں سے چھریز چھاؤ کرنے کا ذکر نہیں ہے۔ وہاں تو انھیں ہر جگہ مات صاف راگنی کہا گیا ہے۔ دوسری کتابوں میں بھی ان کے احمد ہونے کا اشارہ ہے۔

”بھال کے چند ہی واس کی شری کرشن کیرتن میں شری کرشن کو جنت اور پاتال کے پیدا کیے جانے کی وجہ قرار دیا گیا ہے..... انھیں کو شری رام کی شکل میں راوٹ کو ختم کرنے والا بتایا گیا ہے۔“

گیتا میں شری کرشن کہتے ہیں کہ میں ہی رام ہوں۔^۱ گیتا جسے ویدوں کا خلاصہ کہا جاتا ہے اس میں شری کرشن کہتے ہیں کہ میرا نام پاوک (راگنی کا ایک نام) ہے۔^۲

رگ وید ساتویں مندرجہ ہوکت کے نذر کیے چنے منتر کے درمیان میں جو مختلف الفاظ استعمال ہوئے ہیں انھیں دیکھ کر ایک اندازہ قائم کیا جاسکتا ہے۔ (ان تمام منتروں کا پورا ترجمہ ہر سنسکرت لفظ کے معنی دے کر ثابت کرنا بہت طویل ہو جائے گا۔)

۱۔ کرشن (कृष्ण) ۲۔ راگنی (अग्नि) ۳۔ پاوک (पावक) (راگنی کا ایک نام) ۴۔ یون (यवन) (یعنی مسلمان) ۵۔ یویشٹ (युविष्ट) (یعنی راگنی)۔

۶۔ رگنی (रुक्मणी) (یہ شری کرشن کی بیوی کا نام بتایا جاتا ہے) ۷۔ برج (व्रज) (یہ وہ مقام بتایا جاتا ہے جہاں شری کرشن کی راس یلا ہوئی تھی۔ کہا جاتا ہے کہ یہ ستم اسی ہے) دلچسپ بات یہ ہے کہ ان منتروں میں شری کرشن اور ان سے منسوب کہا نیوں کے الفاظ رگنی اور برج بھی آئے لیکن اس کے باوجود یہاں ان وید منتروں کے موجودہ ترجموں میں

۱۔ دشور ہستہ۔ ڈاکٹر عین لال گوتم ۱۹۵۱ء گیتا (۱۰-۳۱) ۲۔ گیتا (۱۰-۲۳) ۳۔ نانندہ وشال شبر ساگر ۴۔ نانندہ وشال شبر ساگر ۵۔ نانندہ وشال شبر ساگر

زہکس شری کرشن کا نام نظر آتا ہے اور نہ رکنی اور برج کا۔ ہوتا بھی کیسے؟ یہاں بھی اگر صحیح ترجمے کیے جائیں تو مہا بھارت کی واضح کہانی کی جگہ کچھ اور پڑے گا۔

بہر حال ذکر یہ تھا کہ گیتا جسے شری کرشن کی زبان میں ویدوں کا خلاصہ کہا جاتا ہے اس میں شری کرشن نے اپنے آپ کو نام اور آگنی بتایا ہے اور ویدوں میں شری کرشن کا ذکر وہ گنی کی حیثیت سے ہی کیا گیا ہے۔

جب شری رام ہی سمجھ میں نہیں آئے۔ آگنی کا مادہ سمجھ میں نہیں آیا تو شری کرشن کو کون سمجھتا؟

لگ بھگ کے ایک منتر میں رسول مقبولؐ کے نام کی 'نرا شنس' (محمدؐ) کی حیثیت کا ذکر ہے اور اعلیٰ ہی منتر میں ان کی کرشن (محمدؐ) کی حیثیت کا ذکر ہے۔ شری کرشن کا ایک نام ویدوں میں مہین سدا رکھا گیا۔ اللہ نے انسان میں سب کچھ بیان فرمایا تھا ہم نے ان الفاظ پر افسانے کہہ لیے، حقیقتیں کھودی۔

منسکرت لفظ مہین (महिन) کا ہوا (मह) یعنی بڑے کیونکہ منسکرت میں زن (न) آخر میں مکرزائد ہوتا ہے اور مہین (महिन) کا نہ (न) یعنی بڑے (मह) ہوتا ہے۔ زنانوں کے تلفظ میں فرق کے علاوہ کوئی فرق باقی نہیں رہتا اور کتنی عجیب بات ہے کہ اصل منسکرت لفظ مہین مدن (महिन मदन) کے معنی بھی باطل وہی جو عربی لفظ محمدؐ کے ہیں یعنی محبوب ترین پرکشش ترین ذات متعدد صفات!

ایسے ثبوت موجود ہیں کہ پانڈو دنیا کی پانچ بڑی مذہبی قوموں کو کہا گیا تھا۔ گورو دنیا کے باقی تمام مادی وسائل اور ہتھیاروں اور دولت کے ذخیرہ پر قابض حکومتوں کو کہا گیا تھا اور مستقبل کے لیے غیر بردی گئی تھی کہ یہ پانچوں پانڈو سہائیوں کی طرح حق پر ایک ہو جائیں گے اور ان کی باطل کی مسلح طاقتوں سے فیصلہ کن جنگ ہوگی جس میں نہتے پانڈوؤں کا ساتھ شری کرشن دیں گے اس حق و باطل کے موکر غزوہ ہند میں حق کی فتح کی خوشخبری دی

گئی تھی نہ بس اسی غزوہ ہند کو مہابھارت و دیگر زبان میں کہا گیا جو معرکہ اسی پیش آنا باقی ہے اسے ماضی کے واقعات سمجھ کر ان پر بھی افسانے بن گئے۔

ایسی مقدس ہستی اور ممکن چرنے کا الزام۔ استغفر اللہ۔ ماکھن چور کا مطلب کیا تھا اور کیا سمجھا گیا۔ ماکھن لفظ मख کی ابجری ہوئی شکل سے بنا ہے۔ سنسکرت میں (मख) نمک کے معنی میں شہر مکہ۔ (مروہیم نوئیس سنسکرت انجمنش و کشتری) اور اسی و کشتری میں ماکہ (माख) لفظ کو نمک (मख) سے بنا برابرایا گیا ہے۔ یہ نمک کی ابجری ہوئی

شکل ہے۔ ایک ماکھن کا مطلب برا مکہ کا سب سے قیمتی گہر خانہ گہر۔ ماکھن چور کا مطلب ہوا چوری کا خفیہ طریقہ پر خانہ گہر جسے حلقہ رکھنے والا یا یوں کہیے کہ جس کا خانہ گہر سے مدد جانی بلا قیام ہو۔

شری کرشن ہی کو گوپال بھی کہا گیا ہے۔ گوپال کے معنی ہیں سرمد اور محافظ اور گوپ کے معنی ہیں چھپانے والی۔ کعبہ ہی کا ایک نام دارو کا بن بنا یا گیا تھا۔ اور دارو کے معنی بیوی کے ہیں خفیہ طریقے سے آنے والا بیوی چھپانے والی یہ تلم انعام ہو سکتا ہے کہ ان فرضی الزامات کی بنیاد بنے ہوں جو شری کرشن اور گوپال کی چھپ چھپاؤ کی شکل میں دیان کیے جاتے ہیں۔ واللہ اعلم بالصواب۔

دریچے کھلنا شروع ہو گئے ہیں | ہندی اخبار آج گورکھ پور کے ہر چھوٹے

رام کرشن کش دہا کا ایک مضمون شائع ہوا ہے جس کا سنسکرت خیز عنوان ہے "کیا کعبہ اور کرشن میں کوئی سمبند ہے؟" گویا قدرتی طور سے شری کرشن یا جوہن دن کے عالم گیر دیوالائی افسانے میں جھپی ہوئی اصل حقیقت کی تلاش کی سمت میں کچھ دریچے کھلنا شروع ہو گئے ہیں۔ اگرچہ ابھی یہ دریچے ان تلسا شیوں کے غبار آلود ذہنوں کے ساتھ کھل رہے ہیں لیکن اگر وہ دیکھ دیں کہ روشنی میں رام کرشن وغیرہ نام بھی حقیقت احمدی محمدی کے گمٹے ہوئے خیال عنوان ثابت ہو سکتے ہیں تو اس انگشت حق کا پہلا داعیہ خود ہماری مخاطب پڑوسی قوم ہی میں پیدا ہو رہا ہے۔

مضمون نگار نے اس مضمون میں یہ بھی کھلایا ہے۔

نہ غزوہ ہند کی تاریخ کے دیکھئے آفتاب لاہور ص ۱۰۰۔ ۱۰۱ سنسکرت میں "خوینند" (۱) اکثر زائد ہوتا ہے۔

ہمیں دوا کا دھیش کے درشن کے لیے گیا۔ راستہ میں ایک جھیل تھی جہاں گاؤں نے مجھے بتایا کہ یہ وہی مقام ہے جہاں 'کاوا' لوگوں نے اجرن کو شکست دے کر ان سے گویوں کو جبین لیا تھا۔ میں نے پتھڑے سے پوچھا کہ یہ 'کاوا' کون ہے؟ اس نے بتایا کہ یہ یہاں کے قدیم باشندے ہیں..... میرے من میں یہ بات اٹھنے لگی کیا اس کا واجاتی اور کعبہ میں کوئی رشتہ و تعلق ہے..... کاوا واجاتی عرب ساگر کے مشرقی کنارے پر اور کعبہ کا مندر عرب ساگر کے بحیم کنارے پر۔ کعبہ مسلمانوں کا مقدس تیرتھ ہے..... محمد صاحب نے بتا کر کا مقابلہ کیا لیکن فیاضی کے ساتھ کعبہ کی حیثیت بھی باقی رکھی۔ اتنے کشادہ دل تھے کہ اپنے کفر دشمنوں سے بھی پیار کرتے تھے۔ خیر یہاں بات کاوا اور کعبہ کے مندر کی ہے..... اگرچہ میرے اس قول کا کوئی ٹھوس ثبوت میرے پاس نہیں ہے لیکن حالات کی شہادت ایسی ہے جو میرے اس قیاس اور تصور کی تائید کرتی ہے۔ اب تو یہ بلا اختلاف ثابت ہو چکا ہے کہ بھارت اور عرب دیشوں کا مندر اور خشکی کے راستے سے تعلق آریوں سے بہت پہلے سے تھا۔ یہ بھی ثابت ہو گیا ہے کہ مذہبی گھائی کی تہذیب کا ارتقا سارے ہند میں ہوا تھا..... بھارت میں کوئی تاریخ نگار یہی روایت نہیں رہا ہے لیکن خوش قسمتی سے عربوں اور مصریوں میں کچھ تاریخ نویسی کی روایت رہی ہے..... مذہبی گھائی میں ایک سادھی اتنوپ سونے کے تار کے کام والا ایک تلج اور رنگ برنگے پتھر طے ہیں جو تلج بنگ دو ہزار سال پرانے ہیں..... انھیں ہر کانین نام کے ایک نامعلوم آریہ قبیلے کے باقیات و آثار مانا جاتا ہے۔ روایات کے مطابق یہ آریہ قبیلہ دوسری صدی قبل مسیح میں فارس چلا گیا تھا..... یہ ثابت شدہ ہے کہ پرہلاد کے رام و شرتھ والے رام نہیں تھے۔ پرہلاد رام کی بہت پہلے ہو چکے تھے۔ سادھی کہانی بھارت کے باہر ہونی محسوس سے متعلق ہے..... حالات کی شہادت تو پوری طرح ثابت کرتی ہے کہ تجارت کے قدیم باشندوں کا واؤن اور کعبہ کے مندر اور اس سامراج کے معمار سے گہرا ربط و ضبط رہا ہوگا۔ لیکن..... تحقیق کی مزید ضرورت ہے۔

شری کرشن کی زندگی سے منسوب ادبیت کی تفصیلات ہیں جن کی ان صفحات میں

گنجائش نہیں ہے۔ مقصد صرف ایک گزری ہوئی حقیقت کی طرف متوجہ کرنا تھا اور یہ واضح کرنا تھا کہ ان ناموں پر لگے الزاموں پر مذاق اڑانے کے بجائے ہمیں دکھ ہونا چاہیے۔ ان الزامات کو دھونے کی کوشش کرنا چاہیے اور ان ناموں کو لیتے وقت ادب کا لحاظ رکھنا چاہیے۔

ان توہمات کے پیچھے چھپی حقیقتوں کی وضاحت کا دوسرا اہم مقصد ہم شروع میں بیان کر چکے ہیں۔ تبلیغ اہل صحیح دین سمجھانے کی حکمت ہم نہ صرف اس مقدس ہستی کے تمام ناموں کا ہندوؤں سے زیادہ احترام کرتے ہیں بلکہ اس کے ناموں کے ساتھ کسی قسم کا انتہام بھی نہیں برداشت نہیں ہونا چاہیے۔



[باب]

ویدوں میں آنحضرت کا مقام محمود

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا آسانی نام احمد اور زمینی نام محمد ہے۔ زمینی دور کے بعد آپ کو مقام محمود پر فائز کیا گیا ہے جس کی ہم سب اذان کے بعد دعا کرتے ہیں۔ ویدوں میں آپ کی تینوں حیثیتوں کا ذکر ہے۔

• جس انگی کا تمام وسیع دلائل متناہی روپ کبھی ختم نہیں ہوتا اسے بغیر جسم والی روح کہتے ہیں (یہ مقام احمدی کا ذکر ہے) جب وہ پیکر جسمانی میں ہوتے ہیں تب اسے (سب سے بعد میں آنے والا) اور لڑا شنس (محمدؐ) کہلاتے ہیں اور جب کائنات کو منور کرتے ہیں تو ماتریشوا ہوتے ہیں اور اس وقت وہ ہوا کی طرح (روحانی) ہوتے ہیں ۹۔ ۱۰

اوپر والے منتر میں ماتریشوا آپ کی تیسری حیثیت کا ذکر ہے اور ظاہر ہے یہ مقام محمود ہے۔ ویدوں کے انگریزی مترجم گرفتہ نے لکھا ہے کہ یہ سب سے پراسرار نقطہ ہے۔ ایک دوسری جگہ بھی ایک ہی منتر میں ان تینوں حیثیتوں کا بیان دیکھئے۔

• انگی کا پہلا ظہور سورگ لوک (جنت کی دنیا) میں بجلی (نور) کی شکل میں ہوا۔ ان کا دوسرا ظہور م انسانوں کے درمیان ہوا۔ تب وہ جات وید (یعنی پیدا ہوتے ہی علم رکھنے والا) بن گئے، کہلاتے۔ ان کا تیسرا ظہور جل (ویدوں میں جل روحانیت کی علامت ہے) میں ہوا۔ انسانوں کی فلاح کا کام کرنے والے ہمیشہ خوفشاں رہتے ہیں۔

۱۶۶-۲۹-۳

نوٹ: اوپر دیے گئے وید منتروں کے ترجموں میں برکیٹ کے درمیان والے الفاظ ہمارے ہیں۔

ان کی نعت کرنے والے ہی ان کی اطاعت کرتے ہیں۔
 اے انہی ہم تمہارے تینوں روپوں کو جلتے ہیں جہاں جہاں تمہارا ٹھکانہ ہے
 ان مقامات کو بھی ہم جانتے ہیں۔ ہم تمہارے انتہائی خفیہ نام اور تمہارے پیدا ہونے
 کے مقام کو بھی جانتے ہیں۔ تم جہاں سے آئے ہو یہ بھی ہم جانتے ہیں۔ ۴۰



اُٹھ کہ ابے برہم جہاں کا اور یہی انداز ہے
 مشرق و مغرب میں تیرے دور کا آغاز ہے

اقبال

باب ۱

ویدک دھرم میں دجال کا بیان

دجال کا ظاہر ہونا قیامت کی نشانیوں میں سے ایک ہے۔ مختلف احادیث سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ شیطان انسانی قالب میں دجال بن کر نکلے گا۔ وہ بے پناہ قوتوں کا مالک ہوگا اور کوئی اس کے مقابلے پر ٹک نہیں سکے گا۔ وہ تمام روئے زمین کو فتح کر باچلا جائے گا اور اپنے آپ کو خدا کہلاوائے گا۔ جو لوگ اس سے اپنا ایمان مجمع سلامت مچا سکیں گے انھیں جنت کی خوشخبری دی گئی ہے۔ پھر حضرت عیسیٰؑ ظاہر ہوں گے اور حضرت مہدی علیہ السلام سے فیضان حاصل کر کے دجال کو قتل کریں گے۔ رسول اللہؐ نے فرمایا کہ ہر نبی نے اپنی امت کو دجال کے فتنے سے ڈرایا ہے یہ روئے زمین پر سب سے بڑا فتنہ ہوگا لیکن آپؐ کے فرمانے کے مطابق آپؐ سے پہلے کسی نبی نے یہ خبر نہیں دی کہ دجال کا نام ہوگا۔ آپؐ نے یہ بھی فرمایا کہ دجال مدینہ اور مکہ میں داخل ہونے پر قادر نہیں ہوگا۔ دجال کا واضح بیان بائبل میں بھی ہے وہاں اسے جانور (Beast) اور سمجھوتا بنی (False Prophet) اور مسیح کی ضد (Anti-Christ) کہا گیا ہے۔ لیکن ہندو مذہب میں اس کے لانا ہونے کا اشارہ کیا گیا ہے۔ ظاہر ہے صاف الفاظ میں لانا نہیں کہا گیا۔ لیکن لانے دجال کے کانے ہونے کے سب سے قریبی کیفیت کا بیان ہندو مذہب میں ہی ہے۔ وہاں اسے اندھک آسٹر (अन्धक आसुर) کہا گیا ہے۔ آسٹر یعنی بعد میں آنے والا اور اندھک یعنی اندھے کی طرح۔ ہری ونش پران میں اندھک آسٹر یعنی دجال کی جو تفصیل آئی ہے وہ ہم نقل کر رہے ہیں۔ پرانوں کے بیشتر حصوں کی طرح یہ حصہ بھی دیوالائی رنگ اختیار کر گیا ہے۔ پھر بھی دجال کے بیان کی واضح جھلکیاں موجود ہیں۔ نہ

”اس کے ایک ہزار ہاتھ (یعنی ہر طاقت پر قادر) ہزار سر (یعنی بہت سمجھ بوجھ رکھنے والا) اور دو ہزار پاؤں (یعنی زمین کے ہر حصہ میں بآسانی پہنچ جانے والا) اور دو ہزار آنکھوں (یعنی انتہائی بصیرت والا) ہوتے ہوئے بھی وہی شیطان اپنی انا اور خود سری کی وجہ سے اندھے کی طرح چلتا تھا اسی لیے وہ ”اندھے جیسا“ (अन्धक) نام سے مشہور ہوا۔“

”اس طرح دنیا کے فساد سے بھر جانے پر سبھی نیک لوگ اس کو ختم کرنے میں ایک رائے ہو کر ترکیبیں سوچنے لگے۔ ناز دجی کہنے لگے ”مندار پرزوت“ (मन्दार पर्वत) (یعنی ”مکہ کی پہاڑیاں) پر ”کلام دھام“ ایک پاکیزہ ترین باغ ہے جو شکر رعد کا ایک نام، لکھنا یا ہوا ہے۔ شیواجی رعد کا ایک ملود نام، کی اجازت کے بغیر وہاں کوئی نہیں جاسکتا۔ شیواجی کی مہربانی سے اس پہلی اُمت کو کوئی بھی ختم نہیں کر سکتا۔“

”اس ”مندار“ پر کچھ (मन्दार वृक्ष) (یعنی کعبہ) کی ایسی شان ہے کہ دیر سا کھ کھی

مگر نصیب نہیں ہو سکتا۔ ۳۷

۱۰ آندھک آسٹر (अन्धक आसुर) اندھے جیسا دجال ہے مندار پر روت (ملکہ کی پہاڑیاں) پر جانے کا خیال بخند نہ کر لیا اور اپنے ساتھ بہت سے شیطانوں کو لے کر شیوجی کی پہاڑیوں (یعنی اللہ کا گھر) کی طرف بڑے تکبر سے چل دیا۔ مندار پر روت (ملکہ کی پہاڑیاں) سے کہا: "اے پہاڑ! تم جانتے ہو کہ میں اپنے پتے سے کسی کے بھی ذریعہ مارے جانے کا وعدہ حاصل کر چکا ہوں شیطان نے اللہ سے قیامت تک مہلت لی تھی) میں تمہیں ابھی چور چور کر ڈالتا ہوں! یہ کہہ کر پہاڑ کی ایک چوٹی اکھاڑی۔ وہ شیطان پہاڑ کی اس چوٹی کو اکھاڑ کر پھینکتے تو انہیں شیطانوں

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) اس قصے کو کبھی اسی طرح بیان کیا گیا ہے کہ مستقبل کی کہانی ماضی کی زبان بن گئی ہے۔

نہ ہری و نشیوان جلد ۱ پنڈت شری رام شہر آشامیہ ص ۴۹۶

۴۹۸-۴۹۷ ص

تفہ " " " " ص ۴۹۸-۴۹۹

پر گر کر (سپارڈ) انہیں تباہ کرنے لگا۔ اندھک آسُر (دجال) نے زبردست غصہ اور
 جھگڑائے ساتھ کہا میں اس دن (۳۳۱-۳۳۲ جہنم) یا صحرا یعنی عرب کے مالک کو جنگ
 کے لیے دعوت دے رہا ہوں۔ یہ سن کر بھوتیشور جگوان رُدر ترشول لے کر (ترشول کی
 شکل لفظ اللہ کی طرح ہوتی ہے یعنی اللہ کی مدد لے کر) اندھک آسُر (دجال) کو مارنے
 کے لیے پہلی امت اور دوسری امت کے ساتھ اس کے سامنے آگئے ؟ لے
 انھوں نے انہی کی شکل کے ترشول کو اندھک آسُر (دجال) پر چلایا جو کہ شیطانوں
 کے راجہ کے دل پر بیٹھا..... مندر اچل (مکتہ) کی گئی ہوئی شوہیا (وقار) دوبارہ لوٹ
 آئی۔ لے

آفریت کے پروے اک بار پھر اٹھا دیں
 بچھڑاں کو پھر ملا دیں نقشِ دوئی ملا دیں
 سونی پڑی ہوئی ہے مدت سے دل کی بستی
 آ اک نیا سوال اس ویس میں بنا دیں
 دنیا کے تیرتوں سے اونچا ہوا پنا تیرتہ
 دمان آسماں سے اس کا کس ملا دیں
 ہر جمع اللہ کے گائیں منتر وہ میٹھے میٹھے
 مارے بجا دیں کوئے پیت کی چلا دیں
 شکر بھی شانی بھی بھگتوں کے گیت یہ ہے و دھرتی کے بایوں کی گئی پریت میں ہے
 (اقبال)

لے ہری دتس پران پنڈت مشری رام شرما آچاریہ ص ۵۰۲-۵۰۳

لے ص ۵۰۳

[باب ۱۸]

یہ راز — راز کیوں ہے ؟

ہندوؤں میں چلے آ رہے چند سربستہ راز | ہم اپنے آپ کو حضرت
دنیا سے جہالت کے اندھیرے کو دور کرنے کے لیے اٹھے تھے۔ ہم نے اس زمین پر خدا کی بادشاہ
قائم کرنے کا عزم کیا تھا۔ ذرا سوچئے کیا ہم اب بھی اس منصب کے اہل ہیں؟ بلا علمی کے اندھیرے کو
دور کرنے کے دعوے دار خود کتنی عظیم مجرمانہ لاعلمی کا شکار ہیں؟ اس کا اندازہ اس بات سے لگائیں
کہ ہم جو کچھ بہت بڑی تحقیق کی شکل میں آپ کے سامنے پیش کر رہے ہیں رادور ممکن ہے کہ آپ
کو یقین کرنے میں بڑی دقت پیش آرہی ہو، ان تمام حقیقتوں سے ہندو خواص خوب
اچھی طرح واقف ہیں۔

[[۱]] ہندو اس بات سے واقف ہیں کہ ان کا سب سے بڑا تیرتہ (راز) یہ کہ آپسکرتیرتہ کہتے
ہیں، مکہ میں ہے۔ ان کا اصل شیورنگ مسلمانوں کا حجر اسود ہے۔ (شیورنگ کسی گندی چیز کا
نام نہیں ہے۔ شیو کے معنی خدا اور رنگ کے معنی نشان یعنی خدا کی نشانی)

[[۲]] یہ بات بھی ہندوؤں میں مسلمانوں سے راز میں رکھی گئی کہ جاں کنی کے وقت نزع کی
تکلیف سے بچانے کے لیے مرنے والے کے کان میں 'آن کہی' کی سرگوشی کی جاتی تھی۔ بیان
کیا جاتا ہے کہ پرانے زمانے میں ہندو حضرات پر جب نزع کا عالم طاری ہوتا تھا تو انھیں پنگ
سے اٹھا کر زمین پر ٹاڈا دیا جاتا تھا.... اور نزع کی تکالیف سے بچانے کے لیے چپکے چپکے مرنے
والے کے کان میں 'آن کہی' کہی جاتی تھی مگر اس 'آن کہی' کے الفاظ عام ہندوؤں کو معلوم نہ

تھے۔ لیکن اکبر اعظم کے عہد میں ایک برہمن نے یہ الفاظ بتا دیئے تھے اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ یہ الفاظ
اتھروید میں موجود ہیں۔ چنانچہ دبستان المذاہب مطبوعہ نول کشور پریس میں بھی موجود ہے۔

لَا اِلٰهَ اِلاَّ ہِیَ پاپنِ اِلَّا مہا پریم ہیم
جنم بلیکھ پراب ہوتی تو جے نام محمد

ترجمہ: لَا اِلٰهَ کہنے سے پاپ مٹ جاتے ہیں۔ اِلَّا اللہ کہنے سے پریم پدوی (رامست عالم) مل
جاتی ہے۔ اگر ہمیشہ کی بہشت چاہتے ہو تو محمد کا نام جپا کر۔

یہ ہے ان کی کا مفہوم جو مرتے وقت کسی زمانے میں عالم نزع میں مرنے والوں کے کان
میں کہی جاتی تھی۔ ۱۔

ترجمہ کرنے والوں نے اس میں ان کی ترجمے میں حضور کے دوسرے دور اور مقام محمود
کا راز نہ جاننے کی وجہ سے حالانکہ تھوڑی سی تبدیلی کر لی ہے لیکن پھر بھی سنا جلتا مفہوم سامنے
آ گیا ہے۔ آئندہ کسی موقع پر اس منتر کی اصل اہمیت ہم بیان کریں گے۔

ہندو خواص کا یہ مسلہ عقیدہ ہے کہ ایک دن پوری ہندو قوم قرآن پر ایمان لائے
گی لیکن یہ بھی ان رازوں میں سے ہے جنہیں ہندو عوام سے اور بالخصوص مسلمانوں سے
پوشیدہ رکھا جاتا ہے۔

ڈیوبائس لکھتا ہے۔

”جب برہمن اپنے بچوں کو اپنا وارث بناتے ہیں تو بچے کو اس طرح بٹھاتے ہیں
کہ اس کا منہ مشرق کی طرف ہو اور خود مغرب کی طرف منہ کر کے اپنے بچے کے کان میں
سرگوشی کرتے ہیں۔ اے بیٹے یاد رکھنا خدا ایک ہے۔ وہی پیدا کرنے والا، پالنے والا اور
بچانے والا ہے اور ہر برہمن کو خفیہ طریقے سے اسی کی عبادت کرنی چاہیے۔ لیکن یہ
کبھی جان لو کہ یہ ایک ایسا راز ہے جو اگر تم نے لوگوں کے سامنے بیان کر دیا تو تمہاری....

خوش قسمتی کے دن ختم ہو جائیں گے؛ لہ

سلااب والے منوک حضرت نوحؑ کی حیثیت سے ہندو اتنی اچھی طرح جانتے ہیں کہ قصے کہانیوں میں بچوں کو سنتے ہیں۔ مثلاً رسالہ "منگل" کا ادارہ پڑھیں۔ ۱۷
 "میرے ننھے مٹے دوستو! ایک بار پرینکاری (قیامت خیز) باڑھ آئی۔ ساری پرتھوی ڈوب گئی۔ یہ کتنا کئی لڑوں نے کئی طرح سے کہی ہے۔ ویدوں اور متیسہ پران میں بھی اس کا ورژن (بیان) ملتا ہے۔ اس باڑھ کی کتھا بائبل میں بھی ہے۔ ایثور نے حضرت نوحؑ سے کہا ایک بڑا جہاز بنا کر اس میں اپنے پر لیا کے سدیوں (افراد) کے علاوہ دو دو سر پرانی (جاندار) کو چڑھا دو۔ نوحؑ نے ویسا ہی کیا۔ اس کے بعد چالیس دن تک لگاتار بارش رات دن ہوتی رہی۔ صرف حضرت نوحؑ اور ان کے جہاز میں سوار پرانی (جاندار) ہی بچے۔ اس آئیک (شمارے) میں حضرت نوحؑ اور باڑھ پر آدھارت (مبئی) ایک روچک (دلچسپ) کتھا پرست (حاضر) ہے۔ کیسی لگی تمہیں؟

(اسنیہہ ریپار)

تھارا آئند چاچا۔

ہندو بالا اجاست میں نوحؑ سے پہلے حضرت مانف تبارہ ہے کہ کھنے والے حضرت نوحؑ کو مسلمانوں کے پیغمبر کی حیثیت سے جلتے ہیں لیکن پھر بھی انھوں نے بچوں کے سامنے بائبل کا ذکر تو کیا اور سائوں و قرآن کا ذکر نہیں کیا۔

اس بات کے ثبوت موجود ہیں کہ چند ہندو علماء ایودھیا کی اصل حقیقت سے واقف ہیں اور دیگر ہندو خواص کے سامنے انھوں نے اسے اس حیثیت سے پیش کیا ہے کہ ان کی اصل ایودھیا پر مسلمانوں کا قبضہ ہے۔ ہندوستان کے مسلمانوں کی نگاہیں ایودھیا کی بابر مسجد کی

Hindu Manners, Customs & Ceremonies - by DUBOIS.

۱۷ بچوں کا مسئلہ "Diksha" کے شمارے ۱۰۹/۱۱ میں صفحہ ۱۵ پر لکھا ادارہ لفظ۔ لفظ پڑھیں۔
 (برکٹ میں لکھے اردو ترجمہ کے الفاظ ہمارے ہیں)

بازیابی کی تحریک سے آگے نہیں ہیں۔ لیکن چند ہندو خواص کے سینوں میں یہ آرزو پل رہی ہے کہ انھیں اپنی اصل ایودھیا کو ایک دن مسلمانوں کے قبضہ سے آزاد کرانا ہے۔ یہ ان کے سینوں میں چھپا ایک انتہائی خفیہ راز ہے۔ جو چند لوگوں کی زبان پر بھی آیا ہے۔

ساجد رشید کو انٹرویو دیتے ہوئے شیو سینا کے چیف بال ٹھاکرے صاحب کی زبان پر یہ خواہش ایک مرتبہ آئی لیکن پھر وہ انفاذ کو دبا گئے اور ساجد صاحب نے بھی آگے نہیں کر دیا۔ ایک سوال کے جواب میں بال ٹھاکرے صاحب نے کہا تھا:

”دیکھئے آپ اتنا پیچھے مت جائیے۔ ابھی کی بات کیجئے تاریخ میں بہت پیچھے جائیں گے تو میں آپ کو ایسی بہت سی مسجدیں بتا سکتا ہوں جو پہلے مندر تھے۔ جن کے نشانات ابھی باقی ہیں۔ کیا آپ انھیں ہندوؤں کو دینے کو تیار ہیں۔ میں کہتا تو نہیں چاہتا اور نہ میں کوئی ادھیکار جتاتا ہوں۔ آپ کی بات پر کہہ رہا ہوں۔ اگر آپ بہت پیچھے جائیں گے تو آپ کا جو مکہ ہے اس میں پہلے بت تھے۔ اب اگر ہم کہیں کہ یہاں پہلے ہمارے لوگوں کے بت تھے اس لیے یہ کم کو دو تو کیا آپ اس بات کا نہیں گئے۔ میں کہتا ہوں آج کی بات کرو، پرانی بات چھوڑو۔“

اس طرح کی بہت سی اور بھی مثالیں موجود ہیں۔ ہم بہت خوشی اور فخر کے ساتھ اُن کو ان کا یہ پرانا معبود الپس کریں گے لیکن اسی وقت جب وہ دیوبند اور قرآن و احادیث کی پیشین گوئی کے مطابق اپنا کھویا ہوا اصل دین پا چکے ہوں گے۔

ہماری غفلت انجی عام ہندو ان حقیقتوں سے لاعلم ہیں۔ یہ تمام حقیقتیں انھیں کی کتابوں کی تفصیلات سے مکمل ثبوتوں کے ساتھ پیش کی جائیں گی۔
 موجودہ شکل میں رام اور موجودہ شکل میں رام جنم بھومی کا وجود ہی نہیں رہے گا اور تاریخ اس طرح خود کو دہرائے گی جس طرح بت پرست عرب اور تین سو ساٹھ بتوں والی اصل ایودھیا۔
 رکعبہ ہمیں چودہ سو سال پہلے دہرائی جا چکی ہے۔

الغرض ان تمام رازوں کو ہزاروں سال سے ہندو خواص سینہ بہ سینہ مسلمانوں اور ہندو

عوام سے چھپاتے آ رہے ہیں۔ ہندو خواص سے نکل کر اب یہ راز بہت سے ہندو عوام تک بھی پہنچ رہے ہیں لیکن قوموں کو ہدایت دینے والی قوم مسلمان قوم کو ان کی خبر نہیں۔

ہندو علماء یہ بھی جانتے ہیں کہ تبدیلی کا وقت قریب ہے ران کی انانیت ان کو روکے ہوئے ہے کہ وہ ہندو عوام کے سامنے حق کا اعلان کر سکیں، لیکن مسلمانوں کے سامنے حقیقی ثبوت پیش کرنا پڑ رہے ہیں اور پھر بھی وہ یہ کہہ رہے ہیں کہ یہ سب مجھول روایتوں پر مبنی ایک خیالی افسانہ ہے۔ اوپر بیان کیے ہوئے تمام رازوں کے تحریری حوالے نہیں پیش کیے جاسکتے۔ کیوں کہ حق الامکان ان کو چھپانے کی کوشش کی جاتی ہے جس کی وجہ سے زبانی تذکرے ہی ہوتے رہے ہیں لیکن ان تمام انکشافات کو ہم ثابت کر سکتے ہیں۔ ہمیں ثابت کرنے کی بھی ضرورت نہیں پڑے گی۔ آپ کفار کہہ کر نفرت کرنے کے بجائے قریب جاکر تو دیکھیں آپ کو کبھی ثبوت مل جائیں گے۔

قرآن، رسول اور بیت اللہ کی حقیقتوں کو جاننے والے جانتے ہوئے بھی چھپا ہے
ہیں اس بات کو قرآن نے اس طرح بیان کیا ہے: **يَعْرِفُونَهُ كَمَا يَعْرِفُونَ ابْنَاءَهُمْ**
”وہ اے ایسے پہچانتے ہیں جیسے اپنے بیٹوں کو پہچانتے ہیں“

ہندوستان کی ہندو قوم کے علماء بھی بطور خاص ان حقیقتوں کو اپنی کتابوں اور روایتوں کی روشنی میں خوب اچھی طرح سے پہچانتے ہیں۔

ہزاروں سال سے ساتھ رہنے والے پڑوسیوں کے انوکار و خیالات کا جب تک ہمیں صحیح علم نہیں ہوگا ہم ان کی نفسیات کو نہیں سمجھ سکتے اور نفسیات کو کبھی بغیر صحیح رُخ پر دعوت بھی پیش نہیں کر سکتے۔ کیا اسے مجرمانہ لاعلمی نہیں کہا جائے گا؟ کیا اس لاعلمی پر اللہ کی عدالت میں ہمیں مواخذہ کا خوف نہیں ہونا چاہیے؟ کیا اب بھی ہمارے جاگنے کا وقت نہیں آیا ہے؟

سابقہ صحائف پر ایمان



انگریزی مقولہ ہے: *Seeing is believing* ایک غلط فہمی کا ازالہ
یعنی دیکھنے کے بعد یقین کیوں دکریں؟ پچھلے چند ابواب میں ہم نے ویدوں میں پائی جانے والی قرآنی تعلیمات کی جو چند مثالیں پیش کی ہیں راہِ ارادان جیسے فعل بیانات سے دید بھرے ہوئے ہیں، انھیں دیکھنے کے بعد شک و شبہ کی گنجائش باقی نہیں رہ جاتی کہ ویدہ گم شدہ آسانی صحائف کا مجموعی نام ہے جن کا خصوصی تعلق حضرت آدمؑ و نوحؑ سے رہا ہے یہ بیانات اخلاقی یا سماجی اصلاحات سے متعلق نہ تھے جنھیں ہزاروں سال قبل کسی مفکر نے مرتب کیا ہو بلکہ یہ دین کے بنیادی عقائد اور حقیقت احمد و محمدؐ سے متعلق وہ خالص رموز دیانت تھے جو ہر دور میں انبیاء علیہم السلام نے پیش کیے تھے۔ البتہ ویدوں میں حقیقت احمدی ایک مخصوص محوری موضوع بھی ہے۔

یہاں چند ذہنوں میں یہ شبہات پیدا ہو سکتے ہیں کہ ہم اسلام و ہندو مذہب کو یکساں ثابت کرنے کی کوشش کر رہے ہیں یا دونوں مذاہب کو ملا کر کوئی نیا دین بنا رہے ہیں یا دین اسلام کی فوقیت اور برتری کو گھٹانے کی کوشش کر رہے ہیں۔ ہم اللہ کی پناہ چاہتے ہیں شیطانِ رجیم کی ایسی تمام کوششوں کے خلاف جن کے ذریعہ ایسے خیالات کا شائبہ بھی وہ ہمارے دماغوں میں پیدا کر سکے اور ہم اللہ کی مدد کے طالب ہیں۔ ابلیس لعین کی ان تمام چالوں کے مقابلہ میں جن کے ذریعہ وہ مخلص قارئین کو دین کی اشاعت کے موثر ترین طریقے کے خلاف بدعنوان کر سکے۔

دین صرف اسلام ہے لیکن۔۔۔۔۔ قرآن میں دو مقامات پر واضح انداز میں اللہ

تبارک و تعالیٰ نے یہ ارشاد فرمایا ہے کہ دین اسلام کے سوا کوئی دوسرا دین قابل قبول نہیں لیکن دونوں جگہ یہ تصریح بھی فرمادی کہ ہر نبی نے اپنی امت کو دین اسلام کی ہی تعلیم دی تھی۔

آپ کہہ دیجئے کہ ہم اللہ پر ایمان رکھتے ہیں اور اس پر جو ہمارے اوپر اتارا گیا ہے اور اس پر جو ابراہیم اور اسمعیل اسحاق اور یعقوب پر اوداد یعقوب پر اتارا گیا ہے اور اس پر جو موسیٰ و عیسیٰ اور (دوسرے) نبیوں کو ان کے پروردگار کی طرف سے دیا گیا۔ ہم ان میں آپس میں کوئی فرق نہیں کرتے اور ہم تو اللہ کے فرماں بردار ہیں اور جو کوئی اسلام کے سوا کسی اور دین کو طلب کرے گا سو وہ اس سے ہرگز قبول نہیں کیا جائے گا۔ اور وہ شخص آخرت میں تباہ کاروں میں سے ہوگا۔ (آل عمران: ۸۴-۸۵)

تمام انبیاء پر نازل کردہ تعلیمات پر ایمان رکھنے کا مطلب یہی ہے کہ وہ سب دین اسلام کے ہی داعی تھے۔ اب دوسرے مقام پر ملاحظہ فرمائیں۔

ترجمہ: ”یقیناً دین تو اللہ کے نزدیک اسلام ہی ہے اور اس میں جو اہل کتاب نے اختلاف کیا وہ آپس کی ضد سے اس کے بعد کیا کہ ان کو صحیح علم پہنچ چکا تھا۔ اور جو اللہ کی آیتوں سے انکار کرے گا سو اللہ یقیناً جلد حساب لینے والا ہے۔“ (آل عمران: ۱۹)

بیان بھی یہ واضح ہے کہ اہل کتاب کو دین اسلام ہی پہنچا تھا۔ پھر انھوں نے اسے بدل ڈالا۔ اس بات کو دوسرے انداز میں بیان کرتے ہوئے قرآن عزیز کہتا ہے:

ترجمہ: ”اور انسان تو ایک ہی امت تھے پھر انھوں نے اختلاف کیا۔“ (رؤس: ۱۱)

کوئی مقدس صحیفہ اصلاً منسوخ نہیں ہوا | قرآن نے متعدد مقامات پر یہ واضح کر دیا ہے

کہ صحیح اور اصل دین ہر دور میں اور ہر زمانے میں اسلام ہی تھا۔ تمام ممانف اور اللہ کی کتابوں میں دین اسلام ہی کی تعلیمات تھیں۔ آج ایک عام غلط فہمی مسلمان ذہنوں میں یہ ہے کہ حضرت

محمد مصطفیٰؐ کے تشریف لانے کے ساتھ ہی پچھلے تمام انبیاء کے لائے ہوئے دین منسوخ ہو گئے اور قرآن آج لانے کے بعد پچھلے تمام انبیاء پر نازل کردہ مخالف منسوخ ہو گئے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کی مغفرت فرمائے یہ بات تو ہمارے بنیادی عقائد ہی کے خلاف ہے تمام انبیاء اور ان کی لائی ہوئی کتابوں پر ایمان لانے بغیر تو ہم مسلمان ہو ہی نہیں سکتے۔ اور جب تمام انبیاء دین اسلام ہی لانے تھے تو ان کے لائے ہوئے دین کے منسوخ ہونے کا مطلب کیا ہے؟ قرآن نے اللہ کی کسی کتاب کو منسوخ نہیں کیا بلکہ جگہ جگہ اللہ کا یہ ارشاد قرآن پاک میں ہے کہ قرآن ان سب کتابوں کی تصدیق کرتا ہے۔

اس عام غلط فہمی کی دو وجوہات ہو سکتی ہیں۔

- ۱۔ ہر نبی کا دین اسلام تھا لیکن شریعتیں جدا تھیں۔ ارشاد باری ہے ،
”تم میں سے ہر ایک کے لیے ہم نے ایک خاص شریعت اور راہ دکھی تھی۔“

(المائدہ : ۴۸)

دین اور شریعت میں فرق ہے دین تو بنیادی عقائد کا مجموعہ ہے جیسے توحید رسالت آخرت اور تقدیر پر ایمان لانا تمام انبیاء کی کتابوں میں ایک ہی دین اسلام کی تعلیم تھی لیکن شریعت ہر رسول کی جدا تھی۔ دین پر عمل کرنے کے طریقے یعنی عبادات و قوانین جیسے چوری شرب کی سزائیں) کا نام شریعت ہے۔ ہر صاحب شریعت رسول کے آجانے کے بعد ان کی لائی ہوئی شریعت نافذ ہوئی اور پچھلی شریعتیں منسوخ ہوئیں۔ رسول آخر حضرت محمدؐ کی بعثت کے ساتھ شریعت محمدیؐ نے پچھلی تمام شریعتوں کو منسوخ کر دیا۔ دین اور شریعت کے مفہوم گڑبڑ ہو جانے کی وجہ سے یہ خطرناک غلط فہمی پیدا ہو گئی ہے کہ پچھلے تمام انبیاء کے دین اسلام سے مختلف تھے اور وہ اب منسوخ ہو گئے۔ غیر مسلموں کو دعوت دینے کے لیے پہلے ان کو ان کے اصل دین اسلام کی طرف بلایا جائے گا جسے وہ چھوڑ بیٹھے ہیں۔ بعد میں ان کو شریعت محمدیؐ پر عمل کرنے کو کہا جائے گا۔ پہلے ان عقائد کی درستگی ہوگی جن میں بگاڑ آیا ہے اس کے بعد ہی عملی زندگی میں دین کے نفاذ کا نمبر آئے گا۔ رسول اکرمؐ نے بھی دین کی اجسیت کے دور میں یعنی مکی دور کی شروعات

میں مشرکین مکہ سے یہی کہہ کر دعوت کی ابتدا کی تھی کہ میں تمہارے سامنے کوئی نیا دین لے کر نہیں آیا ہوں بلکہ اصل دین ابراہیم کو پیش کر رہا ہوں جس کا پیر و تم اپنے آپ کو بتاتے ہو۔

۲۔ پچھلی تمام کتب مقدسہ منسوخ ہو گئیں۔ اس زبردست غلط فہمی کی دوسری وجہ یہ ہے کہ آج یہ مقدس کتابیں اپنی اصل حالت میں دستیاب نہیں ہیں اس اشکال کا حل ہم دیدوں کے باب میں ”مفتی کیسے نہیں کی سُننی کے ذیل میں ملاحظہ“ پر پیش کر چکے ہیں۔

حق و باطل کی ٹلی جلی موجودہ شکل میں ان کا باطل منسوخ ہے اور ان کا حق جوں کا توں مقبول ہے اور اس امت کا فریضہ اسی حق و باطل کو الگ الگ کر کے دودھ کا دودھ پانی کا پانی کرنے والا تحقیق کا کام ہے۔

پچھلی کتابوں پر ایمان لانے کا مطلب | قرآن حکیم نے مجھ جگہ اہل کتاب کو اپنی کتابوں پر عمل کرنے کی دعوت

دی ہے اور ان پر عمل نہ کرنے پر ملامت کی ہے۔ مثلاً دیکھیے :

”اور (اے نبی) یہ (یہودی) تم سے کیسے فیصلے کراتے ہیں جبکہ ان کے پاس توریت موجود ہے جس میں اللہ کا حکم (موجود) ہے پھر یہ اس کے بعد بھی منہ موڑ رہے ہیں اور یہ لوگ ایمان لانے والوں کے ساتھ نہیں ہیں۔“ (المائدہ : ۴۴)

”کہہ دیجئے اے اہل کتاب تم ہرگز کسی اصل پر نہیں ہو جب تک کہ تم توریت اور انجیل اور ان دوسری کتابوں کو قائم نہ کرو جو تمہارے رب کی طرف سے نازل کی گئی ہیں۔“ (سورہ مائدہ : ۶۸)

کیا یہ آیات واضح طور پر اس حقیقت کی طرف نشاندہی نہیں کر رہی ہیں کہ اہل کتاب کو انہی کی کتابوں کے دُخ سے دعوت دی جائے ورنہ کیا مفہوم متعین کریں گے۔ آپ ان آیات کا جن میں ان کو توریت اور انجیل کو قائم کرنے کا حکم دیا جا رہا ہے۔ صاف ظاہر ہے کہ ان کتابوں پر اگر یہ لوگ صدق دلی سے ایمان لے آئیں اور ان کے تحریقی حصہ کو چھوڑ کر ان میں جو اللہ کا کلام ہے اس کے حتم بن جائیں تو اپنی ہی کتابوں میں ان کو وہ حقیقتیں ملیں گی

مور والزام شہر آتا ہے۔ (سورۃ مائدہ : ۴۴)

قرآن اہل کتاب کو توریت، انجیل اور پچھلی تمام کتابوں کو قائم کرنے کی دعوت دیتا ہے۔

(المائدہ : ۶۸)

اور قرآن ہی ان کتابوں میں تحریف کا ذکر کرتا ہے۔

”..... کلام کو اس کے صحیح مقامات سے جڑے رہتے ہیں۔“ (المائدہ : ۴۱)

پھر قرآن ان کتابوں کی تصدیق بھی کرتا ہے۔

ترجمہ : ”اسی نے یہ کتاب آپ پر نازل کی ہے حق کے ساتھ۔ ان کی تصدیق کرنے والی جو اس

سے پہلے آچکی ہیں اور اس نے اُتارا تھا توریت و انجیل کو :“ (آل عمران : ۳۴)

اور قرآن اہل ایمان سے ان پر ایمان لانے کو کہتا ہے۔

ترجمہ : ”کہہ دو کہ ہم تو ایمان رکھتے ہیں اللہ پر اور اس پر جو ہم پر اتارا گیا اور جو ابراہیم اور اسمعیل

اور اسمٰئیل اور یسعٰیہ اور اولاد یعقوب پر اتارا گیا اور جو موسیٰ اور عیسیٰ کو دیا گیا اور اس پر

جو دوسرے انبیاء کو ان کے پروردگار کی طرف سے دیا گیا اور ہم ان میں سے کسی کے درمیان بھی

فرق نہیں کرتے اور ہم اللہ ہی کے حکم بردار ہیں۔“ (البقرہ : ۱۳۶)

قرآن کی آیات میں باہم تضاد کہیں نہیں ہے۔ پھر یہ بظاہر تضاد ان آیات میں کیوں

محسوس ہو رہا ہے ؟ ذرا غور کیجئے۔ چند احادیث پر بھی نظر ڈال لیجئے۔ بعض احادیث قرآن کے

بعض حصوں کے مطلب واضح کرنے میں مدد دیتی ہیں۔

حضرت جابر رضی عنہ سے روایت ہے کہ (ایک مرتبہ) حضرت

عمر بن خطاب رضی عنہ سے روایت ہے کہ (ایک مرتبہ) حضرت

سے کچھ حصہ لائے اور عرض کیا یا رسول اللہ یہ توریت میں سے کچھ حصہ ہے۔ آنحضرت خاموش

رہے۔ پھر حضرت عمر نے (اُن کو) پڑھنا شروع کیا۔ اور حضور کا چہرہ مبارک متغیر ہونے

لگا۔ (یہ دیکھ کر حضرت ابوبکر رضی عنہ نے کہا۔) ”عمر تم کو کہنے والیاں تمہیں گم کریں۔ کیا تم حضور کے

چہرہ اقدس کو نہیں دیکھتے ؟ حضرت عمر نے چہرہ انور پر نگاہ ڈالی اور کہا۔ میں اللہ کے غضب اور

کیا احادیث میں بھی تضاد ہے ؟

اس کے رسول کے غصہ سے پناہ مانگتا ہوں ہم اللہ کے رب ہونے پر اسلام کے دین ہونے پر اور محمد کے نبی ہونے پر راضی ہیں۔ آنحضرتؐ نے فرمایا۔ قسم ہے اس ذات پاک کی جس کے قبضے میں میری جان ہے اگر موبہٹی تمہارے درمیان ظاہر ہوتے اور تم ان کی پیروی کرتے اور مجھے جھوڑ دیتے تو یقیناً تم گمراہ ہو جاتے (حالانکہ اگر موسیٰ زندہ ہوتے اور میرا زمانہ نبوت پاتے تو وہ بھی یقیناً میری ہی پیروی کرتے۔) (روایہ بحوالہ مشکوٰۃ باب الاعتصام)

اب دوسری حدیث دیکھیں :

”حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ سرکارِ دو عالمؐ نے فرمایا :

..... بنی اسرائیل سے روایت کیا کر دین گناہ نہیں ہے.... (بخاری بحوالہ مشکوٰۃ باب کتابہ وسلم)

یعنی بنی اسرائیل کے پاس جو علم ہے اسے سن کر دوسروں سے بیان کرو۔ اس کی عملی مثال حضرت سلمان فارسیؓ ہیں جو سابقہ عیسائیت سے ہی اسلام اور پیغمبر اسلامؐ کی صحائفِ خبریں لے کر تلاشِ رسولؐ میں مدینہ آئے تھے اور جب انھوں نے بزمِ رسالت میں آکر یہ توریت و انجیل والی علمی روایات سنیں تو چہرہ انورؐ جگمگا اٹھا اور نہ صرف آپؐ نے خود یہ صحائفِ خبر خوش ہو کر سنی بلکہ تمام صحابہؓ کو یکجا کر کے انھیں بھی سنائی۔

اور اب تیسری حدیث کا ایک حصہ جو بخاری و مسلم سے ماخوذ ہے اور سابقہ صحائف کی قانونی افادیت کا آئینہ دار ہے۔

”..... یہود حدیثِ رسول اللہؐ کے پاس رسالہ کی نیت سے آئے اور ذکر کیا ہمارے ایک مرد و عورت نے بکاری کی ہے ان کے بارے میں آپؐ کیا ارشاد فرماتے ہیں آپؐ نے فرمایا : تمہارے یہاں توریت میں کیا حکم ہے؟ انھوں نے کہا۔ ہم تو اسے رُحو اُکرتے ہیں اور کوڑے مارکر جھوڑ دیتے ہیں۔ یہ سن کر عبداللہؓ بن سلام نے فرمایا۔ جھوٹ کہتے ہو توریت میں سزا کرنے کا حکم ہے۔ لاؤ توریت پیش کرو۔ انھوں نے توریت کھولی لیکن آیتِ رجم پر ہاتھ رکھ کر اسے پیچھے کی سب عبادت پڑھا کر سنائی۔ حضرت عبداللہؓ سمجھ گئے اور فرمایا۔ اپنے ہاتھ اٹھاؤ۔ ہاتھ اٹھایا تو غصہ کرنے کی نیت موجود تھی اب ان کو اقرار کرنا پڑا پھر حضورؐ کے حکم سے زانیوں

کو نگاہ کر دیا گیا..... (بحوالہ تفسیر سورۃ المائدہ ابن کثیر)

یہاں ہم دیکھتے ہیں کہ ایک مسئلہ میں تورات میں اسلامی شریعت کے مطابق حکم موجود تھا رسول اللہؐ نے یہودیوں کا فیصلہ انہی کی کتاب میں ان کو وہ حکم دکھا کر کیا۔
اب ذرا غور فرمائیں کہ کیا ان تینوں احادیث میں بھی تضاد ہے؟

صحیح پس منظر میں دیکھیے | جی نہیں پہلے واقعہ کا پس منظر یہ ہے کہ مدنی زندگی کے ابتدائی ایام میں جبکہ ابھی صحابہ کرام علم کے اعتبار سے بچہ نہیں تھے حضرت عمرؓ حصول علم کے شوق میں یہودیوں کے ایک مدرسہ بیت المقداس میں جا کر زینت سنتے تھے اور نوٹ بھی کرتے تھے۔ وہیں سے تورات کے اوراق رسول اکرمؐ کے پاس لے کر آئے تھے آپؐ بہم ہوئے اور یہ واضح فرمادیا اس دور میں صرف دین محمدی کا اتباع ہی مطلوب تھا اور دوسرے مذاہب کا شوق نہ صرف غیر ضروری بلکہ خطرناک تھا۔ بعد میں مدنی دور کے آخری حصہ میں جب یہ امتداد پائی تو گویا کہ اب آپؐ کے اصحاب قرآن کی روشنی میں صحیح اور غلطی پر کھ کھ کرنے کے قابل ہو گئے تو آپؐ نے تورات اور انجیل کے وہ حصے نقل کرنے کی اجازت مرحمت فرمادی۔ جن کی قرآن تصدیق کرتا ہے۔ دوسری حدیث اسی دور سے متعلق ہے اور تیسرے واقعے سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ مصلحت کا تقاضا ہوا اور اہل کتاب پر اتمام حجت کرنا جو تو دین اسلام اور شریعت محمدیؐ کے مطابق ان کی کتابوں میں جو تعینات پائی جاتی ہیں وہ ان کو انہی کی کتابوں میں دکھا کر حجت پرستی کرنا چاہیے۔ یہی وہ حصے ہیں جن کی قرآن تصدیق کرتا ہے انھیں تحریف سے پاک حقیقت قائم کرنے کی قرآن کے نازل ہونے کے بعد بھی اہل کتاب کو تلقین کی گئی ہے کہ جب تک انھیں قائم نہ کریں گے وہ کسی اصلاح پر نہ ہوں گے اور قرآن کے تصدیق شدہ اسی حصے پر یونینیت سے قرآن ایمان لانے کو کہتا ہے۔



دعوت کا طریق کار

”بلاذری میں یہ تعبیح ہے کہ — ہندوستان کا بت خانہ کبھی عیسائیوں اور یہودیوں کی عبادت گاہوں اور مجوسیوں کے آتش کدے کی طرح ہے۔“ ۳۰

[illegible]

ہندو قوم کو ہم کفار و مشرکین کے زمرے میں شامل کریں یا اہل کتاب سمجھیں۔ یہ معلوم ہونا اس لیے بھی ضروری ہے کہ مختلف گروہوں سے معاملات و تعلقات کی نوعیت قرآنی احکامات کی روشنی میں مختلف ہے اور اس سے بھی اہم بات یہ ہے کہ کسی گروہ کو دعوت دینے کا صحیح طریقہ کار قرآن و سنت کی روشنی میں بھی متعین ہو سکتا ہے جب ہیں اس مخصوص گروہ کے لیے استعمال ہونے والی قرآنی اصطلاح کا علم ہو۔

اب آئیے غور کریں کہ مشرکین تو اہل کتاب کو بھی کہا گیا ہے۔ یہودی حضرت عزیرؑ کو اور عیسائی حضرت عیسیٰؑ کو خدا کا بیٹا ماننے کے بعد مشرکین کی صف میں شامل ہیں۔ بہت سے مسلمان بھی اپنے عقائد یا اعمال کی بنیاد پر شرک سے بری الذمہ قرار نہیں دیے جاسکتے معلوم ہوا کہ مشرکین کا اطلاق اہل کتاب پر بھی ہو سکتا ہے۔ یہی شکل کافرن کی بھی ہے۔ قرآن عزیز کا ارشاد ہے کہ :

ترجمہ : "انھوں نے یقیناً کفر کیا جو کہتے ہیں کہ بے شک اللہ تین میں کا تیسرا ہے....." ۱۷
کفر کے معنی ہیں انکار کرنا۔ دین اسلام کے مسلمہ عقائد سے کسی درجہ کا انکار بھی کفر قرار پائے گا حتیٰ کہ مخصوص موقعوں پر مسلمان بھی کفر کی زد میں آئے بغیر نہیں رہ سکتے۔ مشہور حدیث ہے کہ :

"جس نے جان بوجھ کر نماز ترک کی اس نے کفر کیا۔"

اس طرح ہم دیکھتے ہیں کہ شرک کی طرح کفر کے مختلف درجات ہیں جن میں سے کسی نہ کسی درجہ کی زد میں دنیا کے ہر مذہب کے ماننے والے آئے بغیر نہیں رہتے۔ کافر مطلق کا صنف میں آج کے دور میں ہم کسی کو رکھ سکتے ہیں تو وہ ملحدین کی جماعت ہے جس کے پاس کسی خدا کا تصور ہی نہیں ہے۔ ان کے علاوہ جتنے گروہ یا اقوام ہیں وہ کسی نہ کسی درجہ میں کفر میں ملوث ہو ہی جاتے ہیں لیکن مکمل کافر نہیں کہے جاسکتے۔

ہندو قوم کے پاس شترک میں ملوث ہونے کے باوجود خدا کا تصور ہے۔ کلام الہی سے

بہم سہا ہی سہی لیکن رشتہ ہے۔ رسولوں کا تصور بہت بگڑ جانے کے باوجود بھی کسی نہ کسی شکل میں موجود ہے اور مرنے کے بعد کچھ نہیں ہو گا، یہ بھی ملحدین کی طرح وہ نہیں کہتے بلکہ ان کے پاس آواگون کے غلط عقیدے کی شکل میں بھی جزا اور سزا کا تصور ہے۔

اس طرح اگر ہم کافرین مطلق یا مکمل کفر کرنے والوں ہی کو کافر کہیں تو کم از کم اس گروہ میں ہندو قوم کو ہرگز شمار نہیں کر سکتے۔
پھر کیا ان کو اہل کتاب کہا جاسکتا ہے؟

جب ہر قوم کی طرف اللہ کے نبی آئے تھے تو صرف یہودیوں اور مسیحائیوں ہی کو قرآن نے اہل کتاب کیوں کہا ہے؟ معلوم ہوتا ہے کہ اہل کتاب وہ لوگ ہیں جن کا کتاب اللہ سے (چاہے وہ بگڑا ہی ہوئی شکل میں ہو) رشتہ قائم ہے اور یہ رشتہ کسی نبی کے واسطے سے ہے۔ یعنی اس کتاب کے لانے والے نبی کی نبوت کا بھی وہ اقرار کرتے ہیں۔

اہل کتاب کی اس تعریف پر ہندو قوم پوری نہیں اترتی۔ کتاب ہونے کے باوجود اس سے ان کا رشتہ کٹا ہوا ہے اور نبی ولی مالاؤں میں گم ہے۔

اہل کتاب نہیں اُمّیّین ہیں | ہندو قوم کو اگر ہم اہل کتاب نہیں کہہ سکتے تو ان کے لیے کون سی قرآنی اصطلاح مقرر کریں گے؟

یہ جاننے کے لیے ہم ۱۰۰ سال پیچھے کی طرف لوٹنا چاہتے ہیں کہ وہاں ایک قوم ہیں ایسی ملتی ہے جو اپنے آپ کو ایک رسول (حضرت ابراہیمؑ) کی امت کہتی تھی لیکن رسول کی کتاب (صحف ابراہیمؑ) اس کے پاس نہیں تھی۔ یعنی کتاب سے اس کا رابطہ منقطع تھا۔ قرآن نے اس قوم کو اُمّیّوں کا گروہ کہا۔

”اُمّی“ کا مطلب ”بے پڑھا لکھا“ نہیں تھا۔ اس معنی میں اس لفظ کا استعمال بعد میں ہونے لگا۔

مازجاج نے تفریح کی ہے کہ اُمّی وہ ہے جو امت عرب کی صفت پر بولے پڑھا لکھا ہوا عرب کی مخصوص صفت تھی۔ بعض علماء کے خیال میں اُمّی اُمّ کی طرف منسوب

ہے..... چونکہ بے پڑے کلمے شخص کی حالت گویا وہی ہوتی ہے جس حالت پر کہ اس کو ماں نے جنتا تھا اس لحاظ سے اس کی نسبت ماں کی طرف کی جانے لگی۔ امام باقرؑ کی طرف یہ خیال منسوب کیا جاتا ہے کہ وہ اس کو اتم القریٰ (مکہ) کی طرف منسوب بتاتے تھے۔ چونکہ اہل مکہ یعنی قریش میں حیث المقوم بے پڑے کلمے ہی تھے اس وجہ سے بے پڑے کلمے شخص کو اُمّی کہا جانے لگا..... ۱۔

ہندو قوم کو کم دیکھتے ہیں کہ وہ بھی اس ۱۴ سال پرانی قوم کی طرح اہل قبلہ ہیں۔ ان کی تمام مذہبی رسومات میں قبلہ سے متعلق مناسک کی جھلک ہے اور ان کے تمام قدیم مناد آج بھی قبلہ رو کھڑے ہیں۔

آئینہ کی تعریف جب ہم قرآن میں ملاحظہ کرتے ہیں تو ہمیں اس مفہوم کے الفاظ ملتے ہیں: "اور ان میں سے ایک دوسرا گروہ آئینوں کا ہے جو کتاب کا تو علم رکھتے نہیں بس اپنی بے بنیاد امیدوں اور آرزوں کو لیے بیٹھے ہیں اور محض وہم و گمان پر چلے جا رہے ہیں؛ مگر مندرجہ بالا تمام صفات کی طرح قرآن کی بتائی ہوئی یہ تعریف بھی ہندو قوم پر سونی صد پوری مآثرتی ہے۔

آئینوں کے تذکرے میں قرآن نے یہ بالکل واضح کر دیا ہے کہ اُمّی اہل کتاب نہیں ہیں بلکہ ایک مختلف گروہ ہیں۔

..... اور آپ اہل کتاب سے اور امتیوں سے دریافت کیجئے کہ تم اسلام لاتے ہو چاہے معلوم ہو کہ Believers یعنی خدا پر کسی نہ کسی شکل میں ایمان رکھنے والوں کو قرآن دگر و دہوں میں تفسیر کرتا ہے۔ اہل کتاب اور اُمّی۔ اور امتیوں کی جو خصوصیات قرآن اور علمائے قرآن نے بیان کی ہیں وہ یہ ہیں:

۱۔ کتاب کو نہیں جانتے۔ ان کا کتاب کے بارے میں علم گمان اور قیاسات پر مبنی ہے۔

۲۔ قدیم امت عرب کی طرح اہل قبلہ ہیں اور اتم القریٰ یعنی مکہ سے ان کا گہرا تعلق ہے۔

یعنی ان کی عبادات میں کعبہ کو کلیدی حیثیت حاصل ہے۔
ہم دیکھتے ہیں کہ آج کی دنیا میں صرف ایک ہندو قوم ہی ایسی ہے جو اتنی ہونے
کی اس تعریف پر پوری اترتی ہے۔

اب دوبارہ آپ قرآن میں غور کریں تو معلوم ہوتا ہے کہ امتیوں کے قرآن نے دو گروہ
بتائے ہیں جن کے ذریعہ رسول کا پیغام دنیا کو پہنچنا مقدر ہوا۔ ایک پہلا گروہ جو ۴۰ سال
پہلے عرب میں تھا اور جس میں محمد رسول اللہ کی بعثت ہوئی تھی اور ایک بعد میں آنے والا
آخرین گروہ ۱۰ لے

یہی وہ بعد والا گروہ ہے جس کی قبول اسلام کی خبر قرآن نے مختلف مقامات پر دی
ہے اور احادیث نے جس کی وضاحت کرتے ہوئے ہندوستان کی ہندو قوم کی طرف اشارہ کیا ہے۔

دعوت کا طریق کار احادیث کی روشنی میں۔۔۔ اس قوم کو دعوت

دینے کا طریق کار بتایا ہے۔ مندرجہ ذیل احادیث میں آپ خود ملاحظہ فرمائیں۔

حضرت عبدالرحمن بن عمار حنفیؓ کہتے ہیں کہ مجھ سے اس شخص نے یہ حدیث بیان
کی جس نے نبی کریمؐ سے سنا تھا کہ آپؐ نے فرمایا۔ یقیناً اس امت کے آخری حصہ میں ایک
قوم ہوگی جس کا ثواب ابتدائی دور کے لوگوں (یعنی صحابہ کرامؓ) کے ثواب کے مانند ہوگا۔ وہ
نیکیوں کا حکم دیں گے۔ برائیوں سے روکیں گے اور فتنہ پر دوزلوں سے جنگ کریں گے۔ ۵۳
حضرت ابو عبیدہؓ سے روایت ہے کہ انھوں نے نبی کریمؐ صلی اللہ علیہ وسلم سے
دروافقت کیا کہ یا رسول اللہؐ کیا ہم سے کبھی بہتر کوئی ہو سکتا ہے کہ ہم نے (آپ کے ہاتھ پر)
اجاعت قبول کی اور آپ کے شانہ بشانہ چاؤ کیا۔ فرمایا۔ ہاں۔ تم لوگوں کے بعد

۱۰ دیکھئے سورۃ جمعہ آیات ۳۰-۲

۱۱ یہ مضمون تفصیل سے باب امیں بیان ہوا ہے۔

۱۲ یہ پہلی بحوالہ مشکوٰۃ باب ثواب خذہ الامۃ

ایک قوم ہوگی۔ وہ مجھ پر ایمان لائیں گے جب کہ انھوں نے مجھے دیکھا بھی نہ ہوگا۔ ۱۷
 حضرت عمرو بن شعیبؓ اپنے والد سے اور وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ
 رسول کریمؐ نے (ایک دن صحابہؓ سے) پوچھا۔ ایمان کے لحاظ سے کون سی مخلوق تمہارے نزدیک
 سب سے عجیب اور عزیمت والی ہے۔ صحابہؓ نے عرض کیا۔ فرشتے۔ فرمایا: ران کے
 ایمان میں کیا عجیب بات ہے؟ وہ ایمان کیوں نہ لائیں جب کہ وہ اپنے پروردگار کے قریب بیٹے
 ہیں۔ صحابہؓ نے کہا۔ پھر یا رسول اللہؐ وہ انبیاء ہیں۔ فرمایا: وہ ایمان کیوں نہ لائیں
 جب کہ ان پر وحی نازل ہوتی ہے۔ صحابہؓ نے کہا۔ پھر یا رسول اللہؐ وہ ہم لوگ ہیں۔ فرمایا:
 تم ایمان کیوں نہ لاتے جبکہ میں تمہارے درمیان موجود ہوں۔ راوی کہتے ہیں کہ پھر رسول اللہؐ نے
 فرمایا: بے شک تمام مخلوقات میں ایمان کے اعتبار سے قوی اور عجیب ترین حقیقتاً ایک
 قوم ہوگی۔ وہ میرے بعد ہوں گے۔ وہ کچھ صحیفے پائیں گے۔ ان (صحائف) میں کتاب ہے
 جو کچھ ان (صحائف) میں ہے اس پر وہ ایمان لائیں گے۔ ۱۸

مندرجہ بالا حدیث میں کتاب سے مراد قرآن ہے۔ یعنی ان کو ان صحائف میں
 قرآن نظر آئے گا۔ اس مفہوم کو تقویت قرآن کی مندرجہ ذیل آیت سے بھی ملتی ہے۔

”یے شک یہ قرآن، اولین صحیفوں میں ہے۔“ ۱۹

دیکھا آپ نے احادیث بتاتی ہیں کہ یہ قوم براہ راست قرآن پر ایمان نہیں لانے گی
 بلکہ پہلے وہ اپنے صحائف کو پائیں گے یعنی یہ وہ قوم ہوگی جو اپنے صحائف سے کٹی ہوگی اور گویا
 انہیں دوبارہ دریافت کر لے گی۔ ان صحائف میں اسے قرآنی تعلیمات نظر آئیں گی اور اس
 رخ سے وہ اسلام قبول کرے گی اور اس طرح اس قوم کا ایمان عجیب ترین ہوگا اور اتنے مرتبہ
 والا ہوگا کہ ان کا ثواب صحابہؓ کے ثواب کے مانند ہوگا۔

اب تک آپ جان ہی چکے ہیں کہ دنیا کی مذہبی اقوام میں وہ کون سی واحد قوم ہے

۱۷ اس مضمون کی حدیث احمد اور ترمذی نے بھی نقل کی ہے۔ ترمذی بحوالہ مشکوٰۃ۔ باب ثواب خذہ الامت
 ۱۸ بیہقی بحوالہ مشکوٰۃ۔ باب ثواب مذہب الامت ۱۹ سورۃ الشعادہ: ۱۹۹

جس کے پاس آسمانی سمائل میں اودھ ان سے کٹی ہوئی ہے۔

..... قرآن کی روشنی میں | دعوت کی ابتدا کی بنیادیں قرآن شریف میں جگہ جگہ بیان ہوئے
والے مضمون کی روشنی میں ایمان باللہ، آخرت پر ایمان

اور عمل صالح میں۔

بے شک جو لوگ ایمان لائے اور جو لوگ یہودی ہوئے اور جو عیسائی ہیں اور صابئین میں
سے جو کوئی اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان لائے اور صالح عمل کرے سمان کے لیے ان کے پروردگار
کے پاس ان کا اجر ہے اور نہ کوئی اندیشہ ان کے لیے ہے اور نہ وہ کوئی غم کریں گے (سورہ بقرہ: ۶۲)
دنیا میں تمام مذاہب کے بنیادی طور پر توحید اور آخرت کے تصورات ہی میں بھگاڑ آیا۔
ہر مذہبی قوم نے بعد میں آنے والے رسول کا انکار اسی لیے کیا کہ وہ نئے آنے والے رسول کے کہنے
پر اپنے بگڑے ہوئے توحید اور آخرت کے تصورات کو درست کرنے کے لیے تیار نہ تھے۔ اور

اس کے علاوہ جو مذاہم انھوں نے اختیار کر لیے تھے ان میں بھی بدلے کو تیار نہیں تھے۔ یہودیوں
پر حضرت عیسیٰ اور حضرت محمد کی رسالت کا انکار کیا۔ اگر وہ اپنے بگڑے ہوئے توحید و
آخرت کے عقائد سے رجوع کرنے کو تیار ہوتے اور اعمال بد چھوڑنے کو تیار ہوتے تو حضرت
عیسیٰ کو رسول تسلیم کرنے میں انھیں کوئی تاثر نہ ہوتا۔ کیونکہ وہ یہی تعلیمات تو لائے تھے۔ اسی
طرح انہیں تین بنیادوں میں تبدیلی ہوجانے کا وجہ بھی عیسائیوں اور یہودیوں نے حضرت
محمد کی رسالت کا انکار کیا اور نہ وہ جانتے تھے کہ آپ رسولِ بحق ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ
قرآن نے صرف ان تین بنیادوں کا ذکر کر کے ان تمام مذہبی گروہوں کو بشارت دے دی کہ
اگر تم انہیں درست کر لو تو پھر تمہیں کسی خوف کی ضرورت نہیں۔ ظاہر ہے کہ ایمان رسول
آخر اور قرآن پر بھی لازماً ضروری ہے۔ پھر قرآن نے صرف ان تین ارکان کا ذکر کر کے کیوں
سر مذہب کے ماننے والے کو خوشخبری دے دی؟ اس کا واضح مطلب یہ ہے کہ عظیم حکیم اللہ
رب العزت کے علم میں یہ بات نہ تھی کہ اگر وہ ان تین بھگاڑوں کو درست کر لیں تو رسول اور
قرآن پر ایمان وہ ضرور لائیں گے۔

یہ تینوں بنیادیں توحید، آخرت، اور عمل صالح ہم ہندو قوم کو ان کی ہی مذہبی کتب ویدوں میں سے نکال کر دے سکتے ہیں۔

دعوت کے طریق کار کے سلسلے میں قرآن ایک ہدایت اور دیتا ہے۔

”آپ اپنے پروردگار کی راہ کی طرف بلائیے، حکمت سے اور ردوں پر رقت طاری کرنے والی، اچھی نصیحت سے۔ اور ان کے ساتھ پسندیدہ طریقہ سے مباحثہ کیجیے۔“

حکمت سے بلانے کا مقصد نہ تو احساس کمتری کا شکار ہونا ہے نہ حق کو حق اور باطل کو باطل کہنے سے گریز کرنا۔ حکمت حکومت وقت کی چابکدہسی یا اکبر کے دین الہی جیسے کسی مذہب کو ماننے کا نام بھی نہیں ہے لیکن اینٹ کا جواب اینٹ اور پتھر کا پتھر بے شک اسلام نے اس کی بھی اجازت دی ہے۔ بلکہ بعض حالات میں حکم دیا ہے۔ حالات کے صحیح تجزیہ کا نام حکمت ہے کسی موقع پر اللہ کے رسولؐ نے بلالؓ و خبابؓ کی جلتی ریت پر دردناک ازیتیں دیکھ کر صبر کیا ہے اور کسی موقع پر فتنے کو چلنے کے لیے اسلامی افواج کو پیش قدمی کرنے کا حکم دیا ہے۔ ایک اسلام کی غربت کا دور تھا اور دوسرا مضبوطی کی طرف بروقت ہوئی اسلامی حکومت کا۔ دعوت کے لیے بھی مختلف ادوار میں مختلف طریق کار استعمال کیے گئے پہلے تین سال خفیہ تبلیغ کی حکمت عملی اختیار کی گئی حالانکہ اس وقت بھی حق حق ہی تھا۔ اس کے بعد پورے مکی دور میں ظلم و ستم کی بھیجی میں تپتے ہوئے ہر جبر کو رضائے الہی کی خاطر ہتھ پورے، دین حنیف کی تبلیغ کا سلسلہ جاری رہا اور پھر منہج کے طور پر وہ دور بھی آیا جس میں ظلم کا سراخیختے ہی کھل دیا جاتا تھا۔ تبلیغ کی یہ حکمت اگر ہم نے اس ہستی سے نہیں لی، جیسے حکیم مطلق نے اپنے فضل خاص سے نوازا تھا تو ہمیں ہر مرد پرے پر شکست ہوگی۔ حکمت کی تعلیم اللہ کے رسولؐ کی تعلیم کا ایک جزو ہے۔

”..... اور وہ رسولؐ تمہیں کتاب اور حکمت کی تعلیم دیتا ہے.....“

کتاب و قرآن کی تعلیم کے ساتھ حکمت کی کتنی اہمیت ہے اس کا اندازہ اس ارشاد

سے نکائیں :

وہ جسے چاہتا ہے حکمت عطا کرتا ہے اور جسے حکمت عطا ہوگئی اسے یقیناً خیر کثیر عطا ہوا۔ اور نصیحت تو بس صاحبانِ فہم ہی قبول کرتے ہیں۔ (سورۃ البقرہ: ۱۲۶)

ہندو مذہب کو اس کی کھولی ہوئی حقیقت دیکھئے | ہندو کو

کہہ کے ہم نے دیکھ لیا۔ مذہب تبدیل کرنے کے بعد وہ اپنے معاشرے سے کٹ جاتا ہے۔ ہندو سماج میں مسلمانوں کے غلات نفرت میں مزید اضافہ ہو جاتا ہے اور اس نو مسلم کو ہم اپنے ساتھ ایڈجسٹ نہیں کر پاتے۔ اس کے شادی بیاہ اور روزگار کے مسائل مزید الجھ جاتے ہیں۔ جیسے مدینے کے انصار نے مکے کے مہاجرین کو بھائی بنایا تھا اس کی ادنیٰ سی مثال بھی ہم اس بے چارے کو فراہم نہیں کر پاتے۔ کبھی کبھی تو بد دل ہو کر نو مسلم کی واپس پرانے مذہب کی طرف لوٹنے کی مثالیں بھی دیکھنے میں آئی ہیں۔ یہ تو ان چند افراد کا معاملہ ہے جو اسلام قبول کرنے کی ہمت کرتے ہیں۔ اکثریت مسلمانوں کے بگاڑ کو دیکھ کر اسلام کی خوبیوں ہی سے متاثر نہیں ہوتی۔ ایسے حالات میں دعوت کی صرف ایک ہی مؤثر شکل ہے۔ ہندو کو مسلمان نہ کر کے ہندو مذہب کو اس کی بھولی ہوئی اصل حقیقت پر لایا جائے۔ یہ افراد کی نہیں قوم کی تبدیلی کا راستہ ہے۔

موجودہ دور میں اسلام کا طرزِ تبلیغ و دعوت کتاب و سنت سے اصولی طور پر تمام مذاہب کے ماننے والوں کے لیے اور خصوصی طور پر ہندو قوم کو دعوت دینے کے لیے یہی ثابت ہوتا ہے کہ ان کے سابقہ مذہب کو اس کے اصل گم شدہ اسلام کی طرف بحال کرنے کا انداز اختیار کیا جائے۔ ایسا طریقہ اختیار نہ کیا جائے جس سے تبدیلی مذہب، ارتداد اور دھرم پر یورتن کا الزام عائد ہو۔ یہ غلط مسخ شدہ طریقہ ہمارا نہیں، عیسائی مشنریوں کی درآمد کردہ بدعتِ مسیہ ہے۔ ہمیں اسے چھوڑ کر اس وقت ملتِ آدم و نوح کے معاملے میں وہی طریقہ دعوت اختیار کرنا ہوگا جو خود حضورؐ نے ملتِ ابراہیمی کے سامنے اسلام کے تعارف کے لیے اختیار فرمایا

دو زبردست حادثے | تبلیغ میں حکمت کی اتنی زبردست اہمیت قرآن نے کیوں رکھی ہے اس کے واضح ثبوت تاریخی واقعات میں ہیں

ہیں۔ اسی صدی میں دو موڑ تاریخ میں ایسے آچکے ہیں جب مسلمانوں کے حکمت عملی سے کام دینے سے غیر مسلمین کی حکمت عملی کامیاب ہوئی اور دونوں مرتبہ کروڑوں کی تعداد میں پوری پوری قومیں اسلام میں داخل ہوتے ہوئے لوٹ گئیں۔ ان دونوں زبردست حادثوں میں سے ایک کا تعلق روس سے ہے اور دوسرے کا ہمارے ملک ہندوستان سے۔

روسی کمیونسٹ انقلاب کے رہنما کریم لینن تمام مذاہب عالم کا مطالعہ کرنے کے بعد اسلام سے بہت متاثر ہوئے تھے اور روسی خواہم کے قبول اسلام کی خواہش رکھتے تھے، ان کے بارے میں یاد کیا جاتا ہے کہ ان کی اسلام سے دلچسپی ایک بزرگ بقر خان سے ملاقات کا نتیجہ تھی جن سے وہ کافی متاثر ہوئے تھے اور جن کے فیض صحبت کا لینن پر بہت اثر تھا بہر حال لینن نے کوشش کی لیکن علمائے مصر کی لاطینی وغیرہ دانش مندی اور برطانوی حکومت کی حکمت عملی سے یہ زریں موقع ضائع ہو گیا۔

اس سانحے کی تفصیلات ایک ہندوستانی کمیونسٹ لیڈر نے بیان کی ہیں جن کے لینن سے ذاتی تعلقات تھے۔ محمد عبداللہ ریٹارڈ آئی۔ اے۔ ایس کی زبان میں سینے، ایم این رائے (M.N. Roy) ہندوستان کے معروف لیڈر تھے اور ۱۹۲۱ء کے دہیان ۱۹۲۱ء کمیونسٹ انٹرنیشنل روس کے فعال کارکن تھے۔ جرمنی، فرانس اور چین کے مزدوروں کی تحریک میں انھوں نے اہم خدمات انجام دیں۔ لینن سے ان کے اچھے تعلقات تھے اور انھیں کے ایک ساتھی اور ہندوستانی نے اس وقت کے سیاسی حالات کے تحت ہندوستان چھوڑ کر روس میں پناہ لی تھی۔ ان سے بھی لینن کے ذاتی تعلقات تھے۔ انھوں نے اپنی خود نوشت سوانح عمری میں لینن کی اسلام سے دلچسپی اور عقیدت کے بارے میں جو مباحث کی وہ قابل ملاحظہ ہے۔

زادہ روس کے دور کے خاتمے پر جب لینن برسرِ اقتدار آئے اور انھوں نے

کیونٹ حکومت قائم کر لی تو ایک دن اپنے قریبی دوستوں کی میٹنگ طلب کی اور اس میں انھوں نے فرمایا..... ہم اپنی حکومت قائم کرنے میں کامیاب ہو گئے ہیں لیکن اس کو برقرار رکھنے اور اس کو چلانے کے لیے اس کی ضرورت ہے کہ ہم ایسے نظریہ حیات کو اپنائیں جو انسانی فطرت کے مطابق ہو اس لیے کہ انسان کو اپنی بقا کے لیے صرف روٹی نہیں چاہیے بلکہ اس کی روح کی تسکین کے لیے ایک مذہب کی بھی ضرورت ہے۔ میں نے تمام مذاہب کا گہرا مطالعہ کیا ہے میرے نزدیک سوائے ایک مذہب کے کسی اور میں یہ صلاحیت نہیں ہے جو ہمارے نظریہ کیونٹزم کا ساتھ دے سکے۔ اس لیے میں ابھی اس مذہب کا نام ہی بتاؤں گا۔ اس بارے میں رائے قائم کرنے میں آپ جلدی نہ فرمائیں اس لیے کہ یہ سوال کیونٹزم کی نوت اور حیات کا ہے۔ آپ وقت لیں اور غور کریں۔ ہو سکتا ہے میں غلطی پر ہوں لیکن میں اپنے تصفیہ کے بارے میں ٹھنڈے دل سے غور کرنا ہو گا۔

میں سمجھتا ہوں کہ اسلام ہی ایک ایسا مذہب ہے جو اپنے مادی رجحانات میں کیونٹزم پر پورا اترتا ہے۔

یہ سن کر مجمع میں شور ہونے لگا تو لینن نے ٹھنڈے دل سے پھر غور کرنے کی ہدایت دی کہ آج سے پورے ایک سال کے بعد ہم پھر ملیں گے اور اس وقت طے کریں گے کہ کیونٹزم کو کوئی مذہب اختیار کرنا چاہیے یا اور کون سا؟

برطانوی حکومت کے حکمہ خارجہ کو جب اس کا علم ہوا تو اس نے اس میں برطانوی سلطنت کے لیے بڑا خطرہ محسوس کیا کہ اگر کیونٹزم اور اسلام مل جائیں تو روس کو برطانیہ پر ایک ناقابل تسخیر قوت اور فوقیت حاصل ہو جائے گی۔ فوری انھوں نے ایک مشد کھڑا کیا۔ اسلام کے لیے ملکہ کسزم جیسا خدا سے منحرف اور ملحدانہ نظریہ قابل قبول ہو سکتا ہے؟ ملائے انہر نے جو اس سوال کے پس منظر سے واقف تھے ایسا فتویٰ صادر کر دیا جو برطانوی حکومت چاہتی تھی۔ یہ فتویٰ طبع کروا کر دنیا کے کونے کونے میں تقسیم کر دیا گیا حتیٰ کہ روس کے اسلامی ملائقوں میں اس فتوے کی کاپیاں ابھی تک بعض مسلمانوں کے پاس ہیں۔

ظاہر ہے کہ اس کا علم لینن کو ہو گیا۔ انھوں نے اپنی حیرت کا اظہار کیا اور کہا۔ میں سمجھتا تھا کہ مسلمان سمجھدار ہوں گے لیکن ایسا مظلوم ہوتا ہے وہ بھی اور مذاہب کی طرح بڑے کٹر اور دتیانوسی ہیں۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اسکیم دھری کی دھری رہ گئی اور اس کے مخالفین نے اہلیان کا سانس لیا۔ ۱۷

اب غیر مسلمین کی کامیاب حکمت عملی کی ایک دوسری مثال دیکھیے جس کا تعلق ہندوستان سے ہے۔

یقین کیا جاتا ہے کہ ڈاکٹر امبیڈکر جو ہر یجنوں اور ہندو پس ماندہ ذاتوں کے سب سے مقبول رہتا تھا، ہندوستان کی پوری ہرجن آبادی کے ساتھ اسلام قبول کرنے کے خواہش مند تھے۔ محاذ صحنی جی کہ جب یہ معلوم ہوا تو انھوں نے ڈاکٹر امبیڈکر سے پوچھا کہ تم کن سا اسلام قبول کرنا چاہتے ہو۔ شیخ مسلمان والا یا سنی مسلمان والا۔ اگر شیخ ہونا چاہو تو ان میں بھی بہت سے مذہبی فرقے ہیں کس فرقے کا اسلام قبول کرو گے؟ اگر سنی ہونا چاہتے ہو تو ان میں بھی بہت سے مذہبی فرقے ہیں۔ دیوبندی، بریلوی، وہابی وغیرہ اور ان سب میں آپس میں ایسی ہی نفرت ہے کہ ایک دوسرے کو داخل اسلام نہیں مانتے۔ ڈاکٹر امبیڈکر نے اس گفتگو کے بعد اپنا ارادہ تبدیل کر دیا اور کہا کہ میں سمجھتا تھا کہ اسلام میں ذات پات نہیں ہوتی اور اسی لیے میں اس مذہب کو پسند کرتا تھا۔ یہ وہ عبرت کی داستانیں ہیں جن کی سیاسی ابھی تاریخ کے صفحات میں خشک سہی نہیں ہونے پائی ہے۔

کاش ہم یہ سمجھ لیں کہ رسول اکرمؐ کی پوری دعوتی زندگی حکمت پر عمل پیرا ہونے کا عملی نمونہ تھی۔ اسلام کی غربت کے اس دور میں اللہ کے رسولؐ نے اس قوم سے کہا تھا کہ میں تمہارے پاس کوئی نیا دین لے کر نہیں آیا

۱۷ محمد عبداللہ (ریٹائرڈ۔ آئی۔ اے۔ اے) کے مضمون سے ماخوذ

مطبوعہ رسالہ سویت یونین (اردو) جلد ۲۰ جون ۱۹۸۷ء

ہوں بلکہ دین حنیف اور دین ابراہیمی ہی پیش کر رہا ہوں۔ کیا اسلام کی غربت کے اس دور میں ہم اس قوم کے سامنے دین اس حیثیت سے پیش نہیں کر سکتے کہ ہمارا دھرم کوئی نیا دھرم نہیں ہے بلکہ ہم بھی نوح (منو) کو پیغمبر مانتے ہیں اور ان کا پیغام جو تمہارے پاس ہزاروں برس کی دھول میں دھندلا گیا ہے۔ اسے اللہ کی آخری اور بیچ کتاب کی روشنی میں صاف کیا جاسکتا ہے۔

یقین کیجئے یہ قوم بڑی متلاشی ہے صدیوں سے ان افراد کی جو انہیں ان کا دھرم سمجھا سکیں جسے یہ آج تک خود بھی نہیں سمجھ سکی ہے لیکن اس سے چھٹی ہوئے ہے کہ یہ ان کا دھرم ہے۔

سونا تھ کے مندر کو ڈھانے والے محمود غزنوی کے لشکر کے ساتھ ہی تو البرہیونی آیا تھا جس کے یہ آج تک احسان مند ہیں کیونکہ اس نے ان کے دھرم کو بھگنے کی کوشش کی تھی۔ البرہیونی کا انداز کچھ اور تھا۔ اس کام کو بہتر طور پر قرآن و حدیث کی روشنی میں سرانجام دیا جاسکتا ہے۔ کیا ہم اسلام کو اس حیثیت سے ان کے سامنے پیش نہیں کر سکتے کہ یہی تمہارا اصل دھرم تھا اور قرآن کی روشنی میں ان کے دھرم کی گتھیاں سلجھا کر یہ نہیں ثابت کر سکتے کہ یہی دین ہے جسے نوح (منو) نے پیش کیا تھا۔

انکار مت کیجئے۔ یہ نہ کہیے کہ کہاں صاف ستھرا پاکیزہ مذہب اسلام اور کہاں دنیا بھر کی خرافات کا مجموعہ ہندو دھرم! کوئی مائلت ہی نہیں!!! وہ سرے سے کوئی دھرم ہی نہیں ہے!!!

اس رخ پر کام کرنے سے پہلے ان کے دھرم کا مطالعہ کرنا ہو گا۔
مولانا ابوالحسن علی ندوی نے حضرت عمرؓ بن خطاب سے مروی حدیث نقل کی ہے کہ "قریب ہے وہ شخص اسلام کی ایک ایک کڑی علیحدہ کر دے جس نے اسلام میں ہی انھیں کھولیں اور جاہلیت سے بالکل نا آشنا ہے؟"۔

چودہ سو سالہ اسلامی تاریخ میں بہت بڑی تعداد میں ہمارے علماء نے تورات، زبور اور انجیل کو کنگھال ڈالا لیکن کتنے علماء ایسے میں جنہوں نے ہندو دھرم کا مطالعہ کیا ہے کچھ کوششیں سامنے آئیں تو وہ اس افذاذ کی ہیں جن میں ہندو مذہب کی موجودہ کتب کے غلط ترجموں میں ہندو مذہب کی خرابیاں نکلاش کر کے اسلام کی خوبیوں سے تقابل کیا گیا ہے۔ بات چلے ہیج ہو لیکن ایسی اُردو کتابوں کا ترجمہ اگر آپ ہندوؤں کے سامنے رکھ دیں تو وہ بجائے تسلیم کرنے کے اور متنفر ہو جائیں گے۔

مثبت افذاذ میں ان کی تمام مذہبی کتب کا جائزہ لیں تو آپ کو محسوس ہوگا کہ اسلام کو ان ہی کے مذہب کی حیثیت سے پیش کر سکتے ہیں اور انہیں تسلیم کرنے میں کوئی تامل نہ ہوگا۔

کم از کم اتنا تو کیجئے | اس تحقیقی کام کو ہر ایک فوری طور پر شروع نہیں کر سکتا صرف ہندی جاننے سے بھی کام نہیں چلے گا۔ اصل مگر اسی دیدوں پر انوں اور اپنشدوں کے ہندی ترجموں سے پھیل ہے۔ امت میں سے ایسے افراد کو مسکرت کیجئے گئے یے سامنے آنا ہوگا جن کی دینی بیک گراؤ نہ ہو۔ یہ کام بظاہر محنت طلب ہے۔ لیکن اگر اللہ کے رسول کے کاتب حضرت زیدؓ چند دن میں سریانی سیکھ سکتے تھے۔ مولانا حمید الدین فراہیؒ سریانی اور عبرانی سیکھ سکتے تھے۔ ابوہریرہؓ مسکرت سیکھ سکتے تھے تو ہمارے قرآن و حدیث کا علم رکھنے والے نوجوان مسکرت کیوں نہیں سیکھ سکتے۔ اگلے چند برسوں میں جب تک امت میں ایسی کھوپ تیار ہو اس وقت تک ایک کام ہے جو ہم کر سکتے ہیں۔ نغزوں کی خلیج کو پائے کا کام۔ وہ کام جو امریکہ کے مسلمانوں نے شروع کیا ہے۔ اس کا ایک مختصر خاکہ ہم آپ کے سامنے پیش کرتے ہیں۔

امریکیوں کی مثال | تین سال قبل امریکہ کے میانیوں اور یہودیوں نے ملتِ ابراہیم کی بنیاد پر ایک فورم قائم کیا، جس کا مقصد ایک

دوسرے کو سمجھنے کی کوشش اور مذہبی منافرت کو ختم کرنا تھا۔ امریکہ میں مسلمانوں کی تعداد سب سے زیادہ ہے کہ ان کو بحیثیت ایک اقلیت کے اب تسلیم کیا جائے گا۔ مسلمان

علماء نے اس فورم سے کہا کہ حضرت ابراہیمؑ ہمارے بڑے جلیل القدر پیغمبر تھے۔ پھر آپ نے اس فورم سے یہیں کیوں علیحدہ رکھا ہے۔ فورم کی از سر نو تشکیل ہوئی اور اس کا نام مسلم عیسائی یہودی لیڈر شپ فورم (Muslim, Christian, Jews Leadership Forum) رکھا گیا۔ تینوں نے مل کر کیا کوشش کی کہ سب حضرات ابراہیمؑ کے پیرو ہیں۔ مذہبی اختلافات کے معاملے میں اپنے اپنے مسلک پر جمے رہنے کے باوجود ہم میں بہت کچھ مشترک ہے اور ان مشترک قدروں کو ہمیں ایک دوسرے کے سامنے نمایاں کرنا چاہیے۔

پہلے آٹھ آٹھ علماء ہر فرقے کے اکٹھا ہوئے اور انھوں نے دو دو گھنٹوں کے چھ دفعوں میں آپسی تبادلہ خیال کیا۔ اپنے اپنے عقائد اور مذہبی خیالات سے ایک دوسرے کو آگاہ کرایا۔ فورم کے لیے لائحہ عمل مرتب کیا۔ پھر ایک خطی سطح کا زیادہ نمائندہ افراد کا اجلاس بلایا گیا۔ انھوں نے ایک دوسرے کو اپنی معاشرت، تہذیب، تہوار اور مذہبی رسومات سے آگاہ کرایا۔ پھر دسمبر ۱۹۹۷ء کو امریکی ریاست ڈیٹروئٹ (DETROIT) میں مزید نمائندہ افراد کا ایک عمومی اجلاس ہوا۔ اس میں ۲۹ مسلمان، ۳۶ یہودی، ۹۱ عیسائی اور دیگر مذاہب کے افراد بھی شریک ہوئے۔ اس اجلاس میں تینوں مذاہب کے علماء نے تعاریر کیں۔ مسلمان عالم دین ڈاکٹر مرتضیٰ حسین صدیقی نے جن کی پیدائش ہندوستان کی ہی ہے۔ ان تینوں جلسوں میں شرکت کی اور رہن سہن، معاشرت اور دیگر باہمی مذہبی مسائل پر تفصیل سے تمام نمائندوں سے تبادلہ خیال کیا۔ اس کے بعد سے آج تک یہ فورم بہت اچھے نتائج کے ساتھ کام کر رہا ہے۔ اس وقت اس فورم کے ترجمان رسالہ ہیملان (HAELAN) جلد ۷، شمارہ ۲۰ سے کچھ حوالے ہم آپ کے سامنے رکھ رہے ہیں۔ اگرچہ ۸۸ صفحات کا یہ رسالہ لفظ بہ لفظ دیکھنے کے قابل ہے لیکن متعارف کرانے کے لیے ہی جن اقتباسات کو نقل کرنا ضروری ہے وہ ہم پیش کر رہے ہیں۔

عیسائی پادری آسکر جے۔ آئس نے اپنی تقریر میں کہا۔

..... حضرت ابراہیمؑ دنیا کے تین بڑے مذاہب کے باؤ آدم میں۔ یہودیت، عیسائیت اور اسلام۔ ان تینوں مذاہب میں ایک خدا کا عقیدہ، بہت سے انبیاء کو تسلیم کرنے کی یکسانیت

اور دوسروں کے مقابلے میں انسانی زندگی کو زیادہ قدر و قیمت جیسی قدر میں مشترک میں ہے۔
ذاتی ماحول میں انقباض و تنفس سے ہمارے اندر باہمی اعتماد اور اپنائیت پیدا ہو چلی ہے اور اس کے ساتھ ہی سب کی سلامتی کی مخلصانہ فکر بھی ہے۔

”..... پچھلے مارچ میں ٹیلی ویژن پر ایک پروگرام دکھایا گیا جس میں شیعہ مسلمانوں کو دہشت گردوں کی حیثیت سے پیش کیا گیا تھا۔ تینوں مذاہب کے علماء اکٹھے ہوئے اور انھوں نے ٹیلی ویژن کارپوریشن کو اس سلسلے میں سنجیدگی سے مراسلے بھیجے کہ چند لوگوں کی شرارت کی وجہ سے پوری قوم کے بارے میں خراب تصویر پیش نہ کیا جائے۔“

”..... ستمبر کے مہینے میں استنبول میں ایک یہودی عبادت گاہ پر بمباری ہوئی۔ جب آخری رسومات کے یہ ڈیڑھ گھنٹے میں یہودی اکٹھا ہوئے تو انھیں فورم کے دو مسلم علماء کے تعزیتی خطوط موصول ہوئے جن میں یہ بھی امن کی خواہش کا اعادہ کیا گیا تھا۔ ایک مہم عالم نے آخری رسومات میں شرکت کی.....“

امام مرتضیٰ حسین مدنی نے اپنے خطاب میں فرمایا :

”..... یہ اور دیگر بہت سے اختلافات اسلام، یہودیت اور عیسائیت میں ہیں لیکن بہت سی مشترک قدریں بھی ہیں جیسا کہ میں پہلے کہہ چکا ہوں۔ احترام اور باہمی صلح کا مطلب یہ ہے کہ جب اختلاف کریں تو بھی باہمی اعتماد و عزت اور نرم خوئی کا خیال رکھیں۔ گفتگو دلائل کے ساتھ ہو اور اچھے سے اچھے انداز میں ہو۔ مسلمان ہونے کی حیثیت سے ہمیں قرآن کا مشورہ ماننا چاہیئے۔“ اور اہل کتاب سے مباحثہ مت کرو بجز منہج طریقے سے..... (العنکبوت: ۴۶)“

۵ ص Haelan مجلہ Ecumenical Theological Centre
Detroit, Michigan. Vol VII. No. 2

۶ ص	جلد ۷	نمبر ۲	۶ ص
۶ ص	"	"	۶ ص
۶ ص	"	"	۶ ص
۱۵ ص	"	"	۱۵ ص

”..... ہماری روایات بہت مثبت کردار ادا کر سکتی ہیں اور ان سرگرمیوں میں شامل ہو کر ہمیں معلوم ہوگا کہ ہمارے درمیان کتنی قدریں مشترک ہیں جن کا ہم نے کبھی تصور بھی نہیں کیا تھا۔ اس سے ہماری آپسی دوریاں ختم کرنے میں مدد ملے گی۔ ہمارے درمیان تعصبات، خوف اور نفرت کا زیادہ حصہ اسی ایک دوسرے سے دوری کی وجہ سے ہے۔۔۔۔۔ قریب آنے سے ہم ایک دوسرے کے مسائل کو بہتر سمجھ سکیں گے اور ایک بہتر سماج کی تشکیل میں معاون ہوں گے۔۔۔۔۔“

یہودی عالم ڈاکٹر اداک۔ ایچ۔ مانیمنوم کی تقریر کے اقتباسات بھی دیکھیے؛

”ہمارا بنیادی مسئلہ ایک دوسرے کے بارے میں تجربہ نہ لاطمی ہے۔۔۔۔۔“

”..... یہاں ایک عام تاثر یہ ہے کہ تمام مسلمان بربریت کے ظلم بردار اور دہشت پسند ہوتے ہیں۔ یہ بات ایک مذہبی جھوٹ کی حیثیت اختیار کرتی جا رہی ہے۔۔۔۔۔ ہمیں ان تمام مذہبی جھوٹوں کا قلع قمع کرنا ہے، اس سے پہلے کہ سیاست انہیں استعمال کر کے عالم گیر تباہی کا باعث بن جائے۔۔۔۔۔“

”..... مشہور ماہر نفسیات فرام کہتا ہے کہ ہندوستان میں ایک اجتماعی بیماری ہے کہ ہندو مذہب کا پیرو اپنے کو برتر اور دوسرے کو کم تر سمجھتا ہے۔ مسلمان سمجھتے ہیں کہ تمام سچائیوں اور نجات کے راستوں پر ان کی اجلہ واری ہے۔ یہی ہندو اپنے بارے میں اور سکھ اپنے بارے میں سمجھتے ہیں۔ یہی مسئلہ دنیا کے ہر خطہ میں کشیدگی کی بنیاد ہے۔۔۔۔۔“

یہ تو تھے یہودی عالم کی تقریر کے حصے۔ اس سے قبل میسائی اور مسلمان علماء کی تقریروں کے اقتباسات آپ نے دیکھے۔

اس فورم میں جن دیگر مسائل پر غور کیا جا رہا ہے ان میں سے چند مندرجہ ذیل ہیں:

ایک اچھا مسلمان، عیسائی، یہودی کیسا ہوتا ہے؟

۱۔ انگریزی جرنل	جلد ، نمبر	ص ۳۶
۲۔	”	ص ۲۹
۳۔	”	ص ۳۲
۴۔	”	ص ۳۲

دوسرے مذاہب کے ماننے والوں کو اپنے مذہب کی دعوت کیسے دی جائے ؟
 اس عنوان کے تحت عیسائی پادری نے بتایا : ہم اپنے آپ کو ایسے دل کش انداز میں پیش کرتے ہیں کہ دوسروں میں ہمارے ساتھ شامل ہونے کی خواہش پیدا ہو جاتی ہے ۔
 مسلمان عالم امام عبداللہ الامین نے کہا : ہم ان تمام لوگوں کو اپنے مذہب کی دعوت دیتے ہیں جو ایک خدا اور آخرت میں ایمان رکھتے ہیں ۔

ہمارا خدا کسے بارے میں کیا عقیدہ ہے ؟
 سم سائنٹی میں دہشت گردی کے اثرات ۔
 ذرائع ابلاغ اور اسکولی کتابوں سے نفرت لا مواد ختم کرنا ۔

یہ ہے امریکن مسلمانوں کی کوشش کی ایک جھلک ۔ ایک دوسرے سے نفرت کرنے والی تین قوموں نے یکسانیت کی ایک بنیاد تلاش کر لی تاکہ اپنے اپنے مذہب پر قائم رہتے ہوئے وہ سازگار ماحول پیدا ہو سکے جس میں ایک دوسرے کو اپنا مذہب سمجھایا جاسکے ۔ اس دوستانہ کشش میں جیت اسی دین کی ہوگی جو حق ہوگا ۔ انشاء اللہ ۔

سازش یا حکمت عملی | ایک اہم ہندوستان میں حضرت نوح کو اپنا نبی تسلیم کرنے کی بنیاد پر یہاں کی ان دو بڑی قوموں کو اکٹھا نہیں کر سکتے تاکہ آپسی

منافرت ختم ہو کر وہی سازگار ماحول پیدا ہو سکے جس کی امریکن مخلصین کوشش کر رہے ہیں ۔ اگر یہ کوشش ہماری طرف سے ہو تو یہ عالم گیر پیمانے پر نتائج کی حامل ہوگی کیونکہ حضرت نوح کو یہودی اور عیسائی کبھی اپنا پیغمبر تسلیم کرتے ہیں ۔ انھوں نے صرف سامی نسلوں میں مشترک قدریں تلاش کی ہیں ہم دنیا کی دونوں بڑی نسلوں سامی اور غیر سامی مذہبی قوموں کے اتحاد کی راہ فراہم کر سکتے ہیں جن میں ہندو عیسائی ، یہودی اور مسلمان سب شامل ہیں ۔

یہ غور طلب پہلو ہے ۔ عوام مسلمان سیاست داں اور اہل علم حضرات غور فرمائیں کہ کیا یہ مسلمانوں کو ہندوانے کی سازش کا حصہ ہے یا تمام عالم کو اسلامیانے کی حکمت عملی ۔

خلاصہ : طریق کار کے سلسلے میں قرآن و سنت اور تاریخی مثالوں کی روشنی

میں جو کچھ بیان ہوا ہے اس کا خلاصہ یہ ہے :

۱۔ نسبتِ نرسہ کی بنیاد پر عالمی اتحاد کی بنیاد رکھی جائے تاکہ غلط فہمیوں کی جگہ افہام و تفہیم کا راستہ کھلے۔

۲۔ ہندوستانی قوم کی مذہبی کتابوں میں اہل علم حضرات قرآن کی روشنی میں تحقیق کریں تاکہ ان کو اللہ کے اصل دین کی طرف انہیں کی کتابوں کے رُخ سے بلایا جاسکے۔

ادریہ خیال رہے کہ مہلت بہت زیادہ نہیں ہے۔ پندرہویں صدی شروع ہو چکی ہے پندرہ سو سال بعد کسی عظیم تبدیلی کی قرآن و حدیث کی پیشین گوئی آپ کی نظر سے گزر چکی۔ کعبہ میں فساد کے بعد اور قوطانی اور عربوں کے گرو بڑ کرنے کے بعد حدیث کی یہ تنبیہ آپ کے نظر نواز ہو چکی کہ — ”اب یہ نہ پوچھنا کہ عرب کب ہلاک ہوں گے؟“

یہ انتظار کا نہیں بلکہ عمل کا وقت ہے۔ جان لیجئے ہم تاریخ کے فیصلہ کن سرے کے قریب ہیں اور صدیوں سے چڑھا ہوا اس قوم کا قرض ہمیں چکانا ہے۔

تبدیلی کا وقت قریب ہے۔ یہ ہندو علماء بھی جانتے ہیں۔

ہندو عالم جانتے ہیں

ثبوت، ملاحظہ ہو :

ایسے ثبوت موجود ہیں کہ ٹیگ بدلنے کا وقت آگیا ہے۔ کل ٹیگ اب وداع ہوا ہے اور اس کی جگہ پر ایسا دور آ رہا ہے جسے ست ٹیگ کہا جاسکے۔ مَنو اسمرتی لنگ پران اور بھاگوت میں دیئے گئے اعداد و شمار کے مطابق حساب پھیلانے سے پتہ چلتا ہے کہ موجودہ ”بحران کا دور ہے..... ان سب اعداد و شمار کو دیکھتے ہوئے وہ وقت ٹھیک انھیں دونوں ہے جس میں ٹیگ بدلنا چاہیئے..... جو ۱۹۷۱ء سے ۲۰۰۰ء تک ۲۰ سال کا ہے“ ان کے اعداد و شمار کہاں تک ٹھیک ہیں؟ اس کا آخری فیصلہ تو ہم نہیں کر سکتے لیکن پندرہویں صدی ہجری کے فیصلہ کن ہونے کے بارے میں تو ہمیں یقین ہونا ہی چاہیئے۔

ایک بدلنے والا ہے | قرآن و حدیث نے جس ایمان افروز ایانی بارش کی پیشین گوئی کی تھی اس کے آثار نمایاں ہو چکے ہیں۔ مجاہدین اشاکر دیکھیے۔ گٹھائیں اٹھتی ہوئی نظر آنے لگی ہیں۔ ٹھنڈی ہوا کا پہلا جھونکا کسی بھی وقت آنے ہی والا ہے۔ ان گٹھائوں میں بجلیاں بھی چھپی ہوئی ہیں جن سے حفاظت کا طریقہ خداوند قدوس ہمیں بتا چکا ہے۔ گہری خفید سے فوراً بیدار ہونے کا وقت ہے۔

دلیل خداوندی | دنیا کی وہ تمام زبانیں جن میں آسمان صوائف کا نازل ہونا انسان کے علم میں ہے، مردہ ہو چکی تھیں سوائے عربی کے جو اللہ کی آفری کتاب قرآن کی زبان ہے اور تاقیامت زندہ رہے گی۔ سنسکرت، سکھائی، آراچی، سریانی اور عبرانی زبانیں مردہ ہوتا بھی قدرت کی ایک نشانی تھی جو اس بات کا مظہر تھی کہ قرآن کے سوا دیگر صوائف عوام کے لیے ناقابل فہم بنا دیے گئے۔ لیکن یاد کیا! اس دور کے نزدیک جس میں اس قدیم ترین مذہب والی قوم کا اپنی زبان کی کتابوں کے رخ سے ایمان لانا مقدور تھا، دنیا کی تمام مردہ زبانوں میں قدیم ترین زبان سنسکرت میں دوبارہ زندگی کے آثار نمایاں ہو چکے ہیں۔ یہ شک اللہ جل شانہ کی حسن تدبیر انسانی عقل سے باہر ہے۔ ہندوستانی حکومت کی سرپرستی میں سنسکرت کو اس طور پر دوبارہ زندہ کیا جا رہا ہے کہ ہماری اگلی پیرامی کے بیشتر افراد جس میں ہندو مسلمان سب شامل ہیں سنسکرت جاننے اور سمجھنے والے ہوں گے۔ یہ وہ نسل ہوگی جو سنسکرت جاننے کے بعد ہندوؤں کے شجر منوعہ بنا دینے کے باوجود دیدوں پر تحقیق کیے بغیر نہ مانے گی۔ اور یہی ابتداء ہوگی اُس انتہائی جسے ہندو مذہب نے کل ایک (دو تارائی) جانے کے بعد ست ایک (نورانی دور) کا آنا بتایا ہے۔

اے کاش | رحمت خداوندی کا یہ ہمارے اوپر بے پایاں خصوصی کرم ہے کہ ہمیں اس ملک میں پیدا کیا جہاں ہمارے لیے دنیا کے درجہ مسلمانوں کے مقابلے میں اس قوم نورخ کے سامنے علم اور عمل کے ذریعہ دعوت پیش کرنے

کے لیے شمار مواقع ہیں۔ اب یہ ہمارے اختیار میں ہے کہ ہم اس انعام کو چلوں سے اٹھاتے ہیں یا ناشکر گزار ہونے کا ثبوت دیتے ہیں۔ ہم جو پیغمبر آخر الزماں کی امت ہیں۔ حکمت ربانی کے تحت تاریخ انسانی کے ایک اہم ترین موڑ پر اس قوم کے درمیان بھیجے گئے ہیں جو دنیا کے پہلے سرے پر مبعوث ہونے والے آدم ثانی کی امت ہے۔ تمام گواہیاں اس بات کی موجود ہیں کہ تاریخ اپنے آپ کو دہرائے گی۔ جہاں سے شروعات ہوئی تھی وہیں اختتام ہوگا۔ تاریخ عبرت کی داستانوں سے بھری پڑی ہے۔ کیا ہمارے حاکم اس کے بعد پھر کوئی اور موقع آئے گا۔؟

کتنے دکھ کی بات ہے کہ اپنے ساتھ رہنے بسنے والی قوم کو دعوت دینے کے بارے میں غور کرنا ہم میں سے کچھ لوگوں نے اب شروع کیا ہے۔ اس لیے کہ اب اس کی نیت اور ارادوں سے ہم کو خوف محسوس ہونے لگا ہے۔ بہتر تو یہ تھا کہ اللہ کی رضا کے لیے ایسا کرتے ورد اگر ہم خوف سے اِدھر متوجہ نہ ہوں تو اس قوم کے خوف سے زیادہ خوفناک خبر یعنی اللہ کی پکڑ کی خبر سے ڈر کر ہم اس کام کا ارادہ کرتے جس سے ہم آج تک غافل ہیں۔

سب سے اہم مسئلہ یہ ہے کہ مسلمانوں کی مختلف تنظیموں میں آپس ہی میں اتفاق نہیں ہے۔ البتہ ایک بنیاد ایسی ہے جس پر مسلمانوں کے تمام گروپ متحد ہو سکیں گے قرآن، قرآن پر شیوہ سنی، بریلوی، دیوبندی مسلمانوں کی تمام سیاسی اور مذہبی جماعتیں ایمان رکھتی ہیں۔ قرآن کی فریاد شننے کے لیے مسلمانوں کی تمام جماعتوں اور تنظیموں کو ایک پلیٹ فارم پر اکٹھا کیا جاسکتا ہے۔

”کیا ان لوگوں نے قرآن میں تدبیر نہیں کیا یا ان کے دلوں پر فضل چڑھے ہوئے ہیں؟“ (سورہ محمد ۳۸) قرآن پکار پکار کر کہہ رہا ہے کہ میرے پاس تمام مسائل کا حل ہے۔ مجھ سے فیصلہ کرو۔ ہم ہر جگہ پسپا ہو رہے ہیں لیکن پھر بھی اپنی عقلوں کے فیصلے کرنے پر اصرار کر رہے ہیں۔

اللہ ہم سب کی مدد سے راستے کی طرف رہنما فرمائے۔ مژدہ کا صلہ ہیں قرآن حکیم یہ تدارک کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور اللہ نے اپنے دین کی سرہندی کے لیے جن کا انتخاب کیا ہے انہیں دعوت دینے میں ہمیں بھی شامل فرمائے۔ آمین۔

باب

انہیں خود بھی تلاش ہے

ہندو قوم کا ایک وصف بہت قیمتی ہے۔ وہ ہے اپنے پرانوں اپنشدوں اور دیگر کتابوں میں موجود تضادات پر بہت متفکر ہیں۔ انہیں تلاش ہے۔ جسے خواہش نہیں ہوئی اس پر اللہ اپنا انعام نہیں کرتا یہ اپنے مذہبی سرانے کو چھوڑنے کو تیار نہیں ہیں۔ لیکن یہ انہیں خود محسوس ہو چکا ہے کہ تعلیمات قصوں اور واقعات کی صحیح اصل اور ان کے صحیح مطلب کچھ اور ہونے چاہییں۔ اس طرز فکر کے دو نمونے پیش خدمت ہیں۔

۱۔ ہندوستانی طرز فکر کا ایک اصول یہ ہے کہ جو شخص اپنشد، برہم سوتر اور گیتا میں طبیعت پیدا کر کے دکھا دے اور ان تین میں سے ایک ہی بنیادی علم کو نچوڑ کر پیش کر دے۔ اُسے اپار یہ مانا جائے گا اور اسی کی بات سنی اور مانی جائے گی۔

۲۔ سوال اٹھتا ہے کہ ان اسمرتیوں کا کیا کیا جائے جن میں ایسے اشلوک ہیں جو اسی میں دئے ہوئے دوسرے اشلوکوں کے خلاف اور فطری طبع کے خلاف ہیں میں کئی بار لکھ چکا ہوں کہ دھرم گرنتھوں کے نام پر جو کچھ چھپتا ہے اس میں کبھی کو کلام ربانی کی شکل میں نہیں لینا چاہیے۔ لیکن ہر کوئی یہ تو نہیں کر سکتا کیا چیز اچھی اور مستند ہے اور کون سی بُری اور تحریف شدہ۔ اس لیے ایک ایسی یا اختیار تنظیم کی ضرورت ہے جو دھرم گرنتھوں کے نام پر جو کچھ چھپتا ہے اس کی اصلاح کرے۔ ایسے اشلوکوں کو کارہ، چھانٹ دے جو دھرم اور فطرت کے اصول کے خلاف ہیں۔ یہ خیال اس نیک کلام میں مانع نہ بننا چاہیے کہ نام ہندو اور مذہبی قیامانے جانے والے نیک

ایسی تنظیم کی بات مستند نہیں مانیں گے۔ جو کام سچائی اور عزت کے جذبے سے کیا جائے گا وہ وقت گزرنے پر اپنا اثر مرتب کرے گا اور یقیناً ان کے لیے مددگار ہوگا جو اس طرح کی مدد بری طرح چاہتے ہیں ؟ ۱۰

”بدھ نے آتما اور پرمانا کے موضوع پر خاموشی اختیار کی جیسے ان کا وجود ہی نہ ہو۔ شکر نے کہا صوفی برہم ر خدا ہے اور کچھ نہیں دینا دھوکہ ہے۔ مکمل چھوڑ دینے کی چیز ہے۔ یہ خیال اور خیالات ہماری قوی فکر میں لگ بھگ ڈھائی ہزار سال سے ملے جلے آ رہے ہیں جہاں ہم نے روحانی تجربوں میں کچھ نئی کامیابیاں حاصل کی ہیں وہاں دنیا کی زندگی میں بہت سی مصیبتیں بھی جھیلی ہیں۔ راج پاٹ گویا اور طاقت سے دور رہے۔ ہم نے ایک مخصوص روحانی تجربہ کی قوت اور مدد کو بھی جان لیا۔ اس سے ہم دیک اور اُپشدرک نمونوں کی خصوصیات کا تجربہ کرنے کے لیے خاص طور سے تیار ہو گئے ہیں اور یقیناً اب جو نئی فکر طلوع ہوگی غالب گمان یہ ہے کہ وہ مکمل ہوگی ۱۱

کیا ان پیراگرافوں میں جیسی اپیلوں پر آپ آگے آنے کے لیے تیار ہیں ؟
آپ ہی کے پاس تو مکمل حل ہے۔

آپ ہی کے پاس تو ان تمام تضادات کی تسلیق ہے۔

کیا آپ بے چین و تڑپتی ہوئی انسانیت کے مسیحا نہیں گئے ؟

یاد رکھیے آج دوا آپ کے پاس ہے۔ اگر آپ علاج میں سبکل کریں گے تو حکمتِ

الہی کو دوسرے علاج مہیا کرنے میں دیر نہ لگے گی۔

— ❖ — ❖ — ❖ —

نہ ہوتا کاغذ می۔ استریوں کی سسائیں۔ اخبار ہری جن ۲۸ نومبر ۱۹۳۶ء

مے ڈاکٹر اندرسین۔ بلیان جنوری ۱۹۳۷ء صفحہ ۲۰۸ - ۲۰۹

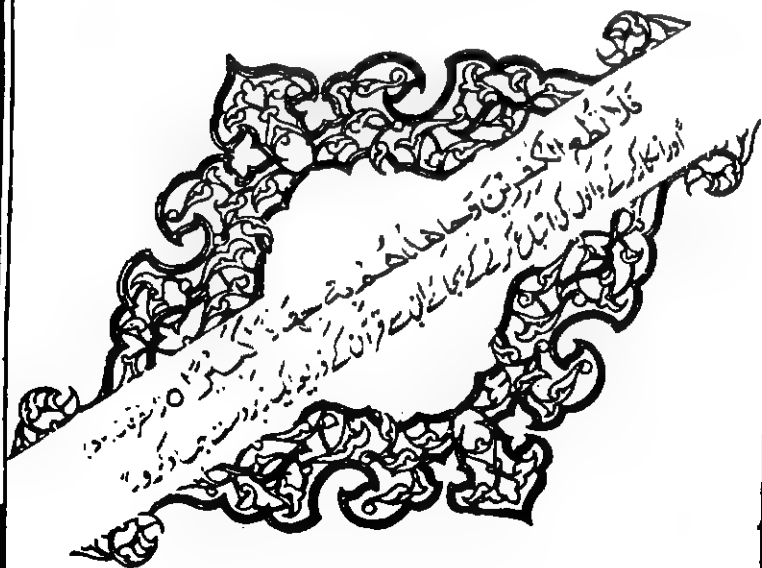
معیار صرف قرآن

ہماری تحریروں سے کچھ مقامات پر اگر قارئین نے یہ تاثر دیا ہو کہ ویدوں کے موجودہ مترجمین کو ہم بدویات سمجھتے ہیں تو اسے ذہن سے نکال دیں۔ علم کو چھپانے والا طبقہ ہر مذہب میں ہوتا ہے اور مسلمانوں میں بھی ہے۔ جن ہندو عالم نے ویدوں کے ترجمے کیے ہیں ان کی خدمات قابل ستائش ہیں کیوں کہ انہوں نے اس علم کو علوم تک پہنچانے کی کوشش کی ہے جسے نام نہاد ہندوؤں نے عوام کے لیے ہزاروں سال سے شجر منموہ قرار دیا ہوا تھا اور جو اصل ہندو دھرم کی بنیاد ہے خصوصاً ہندو شری رام شرما آچاریہ کے بارے میں ہیں ذاتی طور پر علم ہے کہ وہ انتہائی قابل شخصیت ہیں اور تمام مذاہب کے مطالعہ کے لیے ان کے یہاں باقاعدہ ایک ریسرچ سنٹر ہے۔ ہماری نظر میں ان کی بنیادی غلطی یہ ہے کہ وہ ویدوں کو معیار بنا کر تمام مذاہب کا مطالعہ کر رہے ہیں۔ جو علم ہزاروں سال سے تقریباً غائب تھا اس پر غور تحقیق کی ضرورت ہے اور وہ خود سمجھے جاسکتے کا محتاج ہے۔ اپنے پرانے عقائد کو ذہن میں رکھتے ہوئے انسانی عقل کی روشنی میں خود ویدوں ہی کو نہیں سمجھا جاسکتا اور جسے براہ راست سمجھا جاسکے اس کو معیار بنا کر دوسرے مذاہب کا مطالعہ کیسے ہوگا؟ کلام الہی کو لب کی روشنی میں نہیں، عقل کی روشنی میں نہیں، صرف اللہ کے کلام کی روشنی میں سمجھا جاسکتا ہے اور اللہ کا آخری کلام قرآن ہے جس کے لفظ بہ لفظ محفوظ ہونے پر تمام دنیا متفق ہے۔ اگر ویدوں کے مترجمین قرآن کی روشنی میں ویدوں کا مطالعہ کریں تو وہ تمام اسرار اور گتھیاں سلجھ جائیں گی جو ویدوں میں آج تک ان کے لیے ستر بنی ہوئی ہیں اور جن کی بنیاد پر ٹیکس مل کر لے کہا تھا کہ :

”ایک اسکالر کے لیے یہ ناممکن ہے اور شاید اسکالر س کی ایک پوری نسل کے لیے یہ ناممکن ہوگا کہ وہ رنگ دید کے نعروں کو تشفی بخش طور پر حل کر سکیں۔“

ہم سمجھتے ہیں کہ دیدوں کے ترجموں میں قابل ترین ہندو عالموں کے ذریعہ غلطیاں وائستہ نہیں کی جارہی ہیں بلکہ غلطی کی بنیاد وہ تصورات اور عقائد ہیں جنہیں دیدوں کے مطالعے سے پہلے ذہن سے نکالنا ضروری ہے۔

اگر یہ نکتہ مترجمین کی سمجھ میں آجائے اور قرآن کی روشنی میں ان کا مطالعہ کیا جائے تو دیدوں کے وہ ترجمے سامنے آئیں گے جن سے ویدانت، گیتا اور اپنشدوں کے تمام تضادات دور ہو جائیں گے اور ہندو قوم اس عالم گیر انقلاب کی داعی بن کر اٹھے گی جس کا قرآن اور وید دونوں میں وعدہ کیا گیا ہے۔



انجام سخن

ایک

شیخ رسالت کے پر والوں میں کیا چیز مشترک تھی؟
چند بنیادی عقائد اور ذاتِ رسولؐ سے محبت کے سوا کچھ بھی تو نہیں! طریق کار اور
طبیعتیں و مزاج سب کے جدا تھے۔

حضرت عثمان غنیؓ صاحبِ دولت و ثروت اور قیمتی لباس زیب تن کرنے والے ہیں
اور دوسری طوط حضرت ابوذر غفاریؓ اور حضرت براء بن مالکؓ ہیں۔ درویشِ محنت۔ پرانہ حال
نما کافی لباس اور فقر و استغناء کا شاہکار۔

حضرت عبدالرحمن بن عوفؓ میں جو خالی ہاتھ مدینہ آئے ہیں اور مدینہ کے مالدار ترین شخص
بن جاتے ہیں اور اسی صفت یہ حضرت مصعب بن عمیرؓ ہیں جن کی کچھل زندگی کی خوش لباسی
ضرب المثل تھی لیکن بعد میں اپنے لیے ایسے پرندہ زدہ موٹے کپڑوں کا انتخاب کرتے ہیں کہ رسولِ خدا
انہیں دیکھ کر آبدیدہ ہو جاتے ہیں۔

اسی مدرسہ میں حضرت عمرؓ، حضرت علیؓ، حضرت ابن عباسؓ، حضرت ابن مسعودؓ
اور حضرت ابی بن کعبؓ جیسے جلیل القدر فصیح و بلیغ اہل علم ہیں اور اسی مدرسہ کے فارغ سینا بلالؓ
ہیں جن کی کل تقریر صرف ایک لفظ ادا ہوتی تھی۔

حضرت عمر بن خطابؓ کی شدت آمیز سختی دیکھئے اور حضرت عثمان بن عفانؓ کی
مصلحت آمیز نرمی۔

حضرت کعب بن مالکؓ ہیں جن سے برسوں کی عبادت کے بعد بھی غزوہ میں شامل نہ ہو سکے کی کوتاہی ہوئی۔ اور حضرت امیرؓ میں جو بغیر ایک وقت کی نماز اور ایک اسلام قبول کرتے ہی غزوہ میں شامل ہو کر شہید ہوئے۔

حضرت خالد بن ولیدؓ سیف اللہ جیسا زمین سپہ سالار بھی اسی لشکر میں ہے جس میں حضرت بکرؓ اور جیسا ننگے بدن میدان کارزار میں گھس جانے والا۔

حضرت مقدادؓ کی سادہ لوحی اور حضرت اسامہؓ کی جرأتِ اظہار دیکھئے اور حضرت عثمانؓ کی حیا و شرم۔

حضرت فاطمہؓ زہراؓ کی قناعت و گوشہ نشینی پر نظر ڈالیے اور حضرت عائشہؓ صدیقہؓ کی علمی محفلوں پر غور کیجئے۔

یہ سب لائقِ احترام ہیں۔ اللہ کے مقرب بندے ہیں۔ رسول خداؐ کی آنکھ کے تارے ہیں۔ اللہ کے حبیب کے ہاتھوں کے تربیت یافتہ ہیں۔ پھر بھی ان کے مزاج، اقتاد، طبیعتیں — پسند ناپسند ایک دوسرے سے کتنی مختلف ہیں۔ ان کو کس قائد نے باہم شیر و شکر کر دیا تھا؟ آج اسی قائد کو اگر ہم ہر وقت اپنے درمیان تصور کریں تو کیا مختلف مزاج اور اقتاد رکھنے والے مخلصین کا بکھرا ہوا شیرازہ مجتمع نہیں ہو سکتا — ؟

دو

رسالتِ مآب کی بارگاہ کیا تھی ؟

علمی سرگرمیوں کا مرکز ؟ عملی سرگرمیوں کا مرکز ؟ تنظیم کا مرکز ؟ تبلیغ کا مرکز ؟ عبادتوں کا مرکز ؟ تربیت کا مرکز ؟ سپہ سالار کا مرکز ؟ صلح جوی کا مرکز ؟ سلطنت کا مرکز ؟ فقیہی کا مرکز ؟ عدالت ؟ خانقاہ ؟ مدرسہ ؟

یہ حضرت کعب بن مالکؓ نے بعد میں توبہ کی وہ مثالِ قائم کی جس پر صحابہؓ رشک کرتے تھے۔ آپ ان چند خوش نصیبوں میں سے ہیں جن کی برأت کا اعلان اللہ نے قرآن پاک میں کیا ہے۔

مرد کو نین کو ان میں سے کسی میں محدود کر دیں ؟ ان میں سے یا نہیں تھا وہاں ؟ یہ سب کچھ
تھا ان میں۔ ان کے علاوہ بھی بہت کچھ تھا۔

وہاں حکومت، سلطنت بھی تھی۔ فقیری، درویشی، گوشہ نشینی، واقعات بھی تھا۔ جساد و
جان و دوشی کی مرغیب بھی تھی۔ فتنہ سے بچنے کی تعلیم بھی تھی۔ تیر و تلوار جیسے اسپورٹس کے میدان
بھی تھے۔ روحانی تربیت کی مجلسیں بھی تھیں۔ فوجداری و دیوانی کی عدالتیں بھی تھیں۔ بے تکلف
اصحاب کی پروردگار مخلصیں بھی تھیں۔ چل کر تبلیغ بھی ہوتی تھی۔ بیٹھ کر تبلیغ بھی ہوتی تھی اور تبلیغ
کے بہت سیل و رسائل کے ذرائع بھی استعمال کیے جاتے تھے۔ علم حافظوں میں بھی محفوظ کیا جاتا
تھا اور تحریروں میں بھی مسلمان کی تربیت بھی مقصود تھی۔ غیر مسلم کو دعوت بھی مطلوب تھی۔

آئندہ مسئلہ، غلطیاں
کبھی کچھ تو تھا وہاں۔ ایک وقت معاشرتی، مذہبی، سیاسی قانونی، مذہبی، فکری
ابھرتی تھی ذول پرکھ مہتاری تھا۔

آج دنیا میں جتنی جماعتیں یہ کم کر رہی ہیں وہ سب ان میں سے کسی ایک یا چند
شعبوں میں کام کر رہی ہیں۔ لیکن ہمارا عظیم ترین المیہ یہ ہے کہ ان میں سے ہر جماعت صرف
اپنے آپ کو پہنچ بھرت یا نسبت رسول پرکار بند سمجھتے ہوئے دوسری تمام جماعتوں کے
حرفی کار کو غلط سمجھتی ہے۔

ایک جانب سرور کائنات کی بے مثال اور لامحدود صلاحیتیں ہیں اور دائرہ کار دنیا
کا ایک چھوٹا سا حصہ۔ دوسری طرف آپ کے علاؤں کے پیالوں کی وصول سے زیادہ حقیقت اور
کمتر افراد کی جماعتیں اور دائرہ کار ؟ سارا عالم کیا کوئی تقابل ہے ؟ کیا دنیا میں کوئی
جماعت یہ دعویٰ کر سکتی ہے کہ اس نے رسول اکرم کی عملی و دعوتی زندگی کے تمام شعبوں کا
احاطہ کر لیا ہے ؟

قرآن کریم دنیا میں صرف دو جماعتوں کے وجود کا ذکر کرتا ہے۔ حزب اللہ
(اللہ کی پارٹی) اور حزب الشیطان (شیطان کی پارٹی)۔ دنیا کے جس جس حصے میں اسلامی

جماعتیں کا دفرامیں: وہ حزب اللہ کے الگ الگ شعبے ہیں جو رسول کریم کی سنت کے کسی ایک مخصوص یا چند پہلوؤں پر کام کر رہی ہیں اور دنیا میں جہاں جہاں جس جس انداز کی طاعتی طاقتیں سرگرم ہیں وہ حزب الشیطان کے مختلف شعبے ہیں۔

ہائے افسوس! حزب الشیطان کے تمام شعبوں میں، باطل کی تمام قوتوں میں اتحاد ہے اور حزب اللہ کے تمام شعبوں میں، دعوتِ دین کی علم بردار تمام جماعتوں میں باہم اشتراک و تعاون تو درکنار مخالفت اور معاندت ہے۔ ان میں سے ہر ایک شعبہ تنہا خود حزب اللہ ہونے کا دعویدار ہے اور دوسرے تمام شعبوں کی افادیت کا انکار کرتا ہے۔

مختلف انخیال افراد کی طرح مختلف انخیال گروہوں کو متحد کر سکنے والی ہستی اس دنیا میں صرف ایک ہے۔ اسے جب تک اپنے درمیان محسوس نہیں کریں گے، انتشار باقی رہے گا۔

تین

دنیا میں بہت سی دینی جماعتیں سنت کے کسی نہ کسی جز پر عمل پیرا ہو کر سرگرم کار ہیں اور الحمد للہ ان کی کوششوں کے نتائج بھی برآمد ہو رہے ہیں مگر ایک شعبہ ابھی تک بالکل خالی تھا۔ احادیث نبوی نے تبدیل ہونے والی جس قوم کی نشاندہی کی ہے اور اس کو دعوت دینے کے جس طریق کار کی طرف رہنمائی کی ہے اس پہلو سے اس قوم میں کام ابھی تک شروع نہیں ہو سکا تھا۔

اللہ نے اپنے ایک بندے کے دل میں ترویج پیدا کی۔ اسے فکر و بصیرت سے نوازا، اور وہ لگن اسے عطا کی کہ اس نے پندرہ سال کی رستائار محنت کے بعد اس خلا کو پُر کرنے کا مواد فراہم کر دیا۔

مولانا شمس نوید عثمانی کے درد کو لے کر کچھ نوجوان اٹھ کھڑے ہوئے ہیں اور دعوت کے اس رخ پر کام شروع ہو چکا ہے۔ تنظیم کا نام 'ورک' [WORK]

World Organisation of Religions & Knowledge رکھا گیا ہے

اوبازار نصر اللہ خاں۔ رام پور ریو۔ پی ایم اس تنظیم کا دفتر ہے۔

اس کام کا عملی رخ چونکہ علمی تیاری کے بغیر شروع نہیں ہو سکتا اس لیے ورکرس (کارکنان) کے لیے ایک کم سے کم درجے کے نصاب پر عبور حاصل کرنا ضروری ہے جس میں کچھ حصے قرآن پاک اور احادیث کے ہیں اور کچھ ویدوں اور بائبل کے ہیں۔ اس نصاب پر عبور حاصل کرنے کے بعد ہی یہ ورکرس علمی تبلیغی میدان میں نکلنے کے قابل ہو سکیں گے۔ اس مقصد کے لیے مذکورہ کورس کی کلاسوں کا انعقاد جاری ہے۔ جلد ہی دیگر شہروں میں بھی انشاء اللہ اس طرح کی کلاسیں شروع کر کے دہاں ورکرس تیار کیے جائیں گے اللہ مدد فرمائے۔ آمین!

اس تنظیم کے ورکرس ایک مخصوص رخ پر کام کرنے کے ارادہ کے باوجود دوسری تمام دینی جماعتوں کے لیے نیک خواہشات رکھتے ہیں۔ انھیں بھی حزب اللہ کا حصہ سمجھتے ہیں اور ضرورت پڑنے پر ان کے ساتھ تعاون کرنے کو بھی اپنے کام کا ہی ایک جز سمجھتے ہیں۔ ان تمام اہل دہ سے جنھوں نے اس کتاب کے مطالعہ کے بعد مذکورہ خلا کو محسوس کیا ہو دعا کی درخواست ہے۔

ایس۔ عبداللہ خان

بازار نصر اللہ خاں

✽ x x ✽

رام پور۔ ریو۔ پی

عقابی رو صبح بیدار ہوتے ہیں جو انور صبح
نظر آتے ہیں کہ کو اپنی منزل آسمانوں صبح
(انتال)

کسی بھی سنجیدہ علمی تنقید کو ہم خوش آمدید
 کہتے ہیں۔ اتحادِ بین المسلمین کے پیش نظر
 ہماری یہ درخواست ہے کہ علمی اختلافات کو پرس
 میں لانے سے پہلے ہمیں متوجہ فرمائیں۔ اگر ہم
 سے مخلص ہوتے ہوئے بھی نادانستگی میں
 کوئی غلطی سرزد ہوئی ہے تو ہم علی الاعلان
 اس سے رجوع کرنے کے لیے تیار ہیں۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کی

صراطِ مستقیم کی طرف

رہنمائی فرمائے اور ہمیں

اس پر قائم رکھے۔